اہلسنت و جماعت کون ہیں

مصنف:

حضرت علامہ مولانا

ضیاء اللہ قادری صاحب

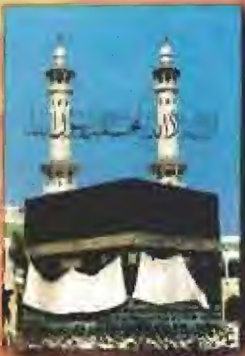

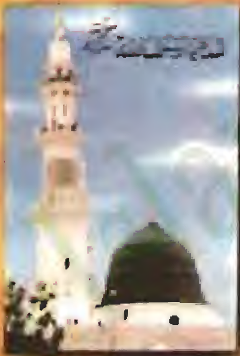

مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۲۹

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر۔ کراچی

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

لباسِ خضر میں یاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اھلسنت وجماعت وہ مقدس گروہ ہے جس کے حق ہونے اور جنتی ہونے کی بشارت سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھری پڑی ہیں۔ جا بجا حبیب کردگار علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے اس گروہ کے جنتی ہونے کی خبریں دیں اور اس کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

یہ دور جس سے ہم گذر رہے ہیں ایسا پُر آشوب اور پُر فتن ہے کہ الامان والحفیظ! ہر طرف ڈاکہ زنی و رہزنی عام ہے۔ کہیں جان کا خطرہ تو کہیں مال کے ضائع ہو جانے کا خوف، کہیں آل و اولاد کے چھن جانے کا خدشہ تو کہیں عزت و وقار پامال ہو جانے کا کھٹکا اور ان سب سے بڑھ کر ایک مسلمان کے لئے اس کی متاعِ عزیز اور دولت گراں قدر یعنی "ایمان" کے لٹ جانے کا اندیشہ شدید اور وہ بھی اِس چالاکی اور مہارت سے کہ لٹنے والے کو اپنے ایمان کے لٹ جانے کا احساس تک نہیں ہوتا گویا بقول اعلیٰ حضرت

ع آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں۔

انسانی فطرت ہے کہ وہ برائی کی کھلی دعوت کو کم ہی قبول کرتا ہے اس لئے اسے اپنے دامِ فریب میں پھانسنے کے لئے ہر داعی شر کو خیر خواہ کے بھیس میں آنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل ایمان کا ہر ڈاکو اپنے آپ کو جنتی گروہ "اہلسنت وجماعت" کا خادم ظاہر کر کے، اپنے باطل نظریات کو ایمان اور اسلام کا نام دے کر ایک بھولے بھالے مسلمان کو راہِ ایمان سے بھٹکا دیتا ہے۔ کہیں "سپاہ صحابہ" کا

دعویٰ کرکے تو کہیں "تحفظِ ختمِ نبوت" کا نعرہ بلند کرکے عقیدہ ختمِ نبوت اور عظمتِ صحابہ کو کھلے بندوں ختم کرنے کی سعیِ لاحاصل کی جانے لگی۔ ایسی غارت گرِ ایمان کتب اور عبارات لکھی گئی ہیں کہ جن پر چشمِ مومن خون کے آنسو رو دیتی ہے۔

جس طرح "گوبر پہ چاندی کا ورق لگا دینے سے وہ لڈو نہیں بن جاتا" اسی طرح صِرف اپنے آپ کو اہلسنّت وجماعت کہہ لینے سے کوئی شخص سُنّی نہیں ہو جاتا جب تک اس کے نظریات سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے نظریات کے مطابق نہ ہو جائیں۔

مگر ایک عام مسلمان اپنے عقائد و نظریات کے دلائل و براہین سے لاعلمی کی وجہ سے جنتی گروہ "اہلسنّت وجماعت" اور شاتمان رسول (جو کہ اپنے آپ کو اہلسنّت وجماعت کا فرد ظاہر کرکے ایمانِ مسلم پر حملہ آور ہوتے ہیں) میں تمیز نہیں کر سکتا

پیشِ نظر کتاب "اہلسنّت وجماعت کون ہیں!" میں حضرت علّامہ مولانا ضیاء اللہ قادری صاحب مدظلہٗ عالی نے نہ صرف عقائدِ اہلسنّت وجماعت کو مدلّل اور مفصل انداز میں بیان فرمایا ہے بلکہ ان شاتمانِ رسول کی کئی زہر آلود عبادتوں کو کتاب ھٰذا کے دامن پر اس طرح سمیٹ دیا ہے جیسے کسی بے گناہ کے دامن پر خون کی چھینٹیں قاتل کی سفاکی کا پتہ دے رہی ہیں اِن شاء اللہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قاری کو اہلسنّت وجماعت کی شناخت میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت اس کتاب کو مفت شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے ساتھ ہی ساتھ مصنّف جلیل کی بے حد ممنون و مشکور بھی ہے کہ انھوں نے باوجود اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہونے کے اسکی مفت اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور جمعیت کی اس سعی کو مقبول فرماتے ہوئے اس کتاب کو نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین!

فقط:

ادنیٰ سگ درگاہِ وقارالدین رحمۃ اللہ علیہ

محمد عرفان وقاری عفی عنہ

اِنتساب

فقیر اپنی اس حقیر کاوش کو استاذ الاساتذہ، فخر الجہابذہ، عُمدۃ المدرسین، زبدۃ المحققین، آفتابِ اہلسنّت، مخدومِ ملک وملّت، مخزنِ علم وحکمت، پیرِ طریقت، شیخ الحدیث والتفسیر، سیدی سندی مربی، استاذی علّامہ الحاج حافظ محمد عالم صاحب لازالت شموس افضالہٗ شیخ الجامعہ دار العلوم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ

کی

ذاتِ گرامی سے منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ جن کی شفقت، تربیت اور دُعا سے مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت کی خدمات سرانجام دینے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ بجاہ النبی الکریم العلیم القسیم الخبیر علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم قبول فرمائے۔

اور ذریعہ نجات بنائے۔

(آمین!)

فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہٗ
خادم دار العلوم قادریہ عبد الحکیمیہ
خطیب مرکزی جامع مسجد علّامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ
تحصیل بازار سیالکوٹ

ماخذِ کتاب

۱۔ قرآنِ پاک
۲۔ تفسیر ابنِ عباس از سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۳۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ
۴۔ تفسیر ابنِ جریر از امام محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ
۵۔ تفسیر خازن از امام علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ
۶۔ تفسیر مدارک از امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ
۷۔ تفسیر قرطبی از امام قرطبی علیہ الرحمۃ
۸۔ تفسیر معالم التنزیل از امام ابو محمد الحسین بغوی علیہ الرحمۃ
۹۔ تفسیر روح البیان از امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ
۱۰۔ تفسیر روح المعانی از امام محمود آلوسی علیہ الرحمۃ
۱۱۔ تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۲۔ تفسیر درِ منثور از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۱۳۔ تفسیر جلالین از 〃 〃 〃 〃
۱۴۔ تفسیر غرائب القرآن از امام محمد بن حسین نیشاپوری علیہ الرحمۃ
۱۵۔ تفسیر مظہری از امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ
۱۶۔ تفسیر حسینی از امام معین الدین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ
۱۷۔ تفسیر سراج المنیر از امام محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ
۱۸۔ تفسیر جمل از امام سلیمان علیہ الرحمۃ
۱۹۔ تفسیر صاوی از امام احمد الصاوی علیہ الرحمۃ
۲۰۔ صحیح بخاری از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۲۱۔ صحیح مسلم از امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمۃ
۲۲۔ جامع ترمذی از امام ابو عیسٰے ترمذی علیہ الرحمۃ
۲۳۔ ابنِ ماجہ از امام ابو عبداللہ محمد علیہ الرحمۃ
۲۴۔ ابو داؤد از امام سلیمان بن اشعث علیہ الرحمۃ
۲۵۔ نسائی از امام احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ

۲۶۔ دار قطنی از امام علی بن عمر علیہ الرحمۃ
۲۷۔ مشکوٰۃ از امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ
۲۸۔ طبرانی از امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی 〃
۲۹۔ مستدرک از امام ابو عبداللہ بن محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ
۳۰۔ تلخیص مستدرک از ابو عبداللہ بن محمد بن احمد ذہبی 〃
۳۱۔ مسند امام احمد از امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ
۳۲۔ کنز العمال از امام علی بن حسام الدین علیہ الرحمۃ
۳۳۔ مصنف عبد الرزاق از امام عبد الرزاق علیہ الرحمۃ
۳۴۔ فتح الباری از امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی 〃
۳۵۔ عمدۃ القاری از امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ
۳۶۔ بہجۃ النفوس از امام ابو محمد عبداللہ بن ابو جمرہ 〃
۳۷۔ ارشاد الساری از امام شہاب الدین احمد قسطلانی 〃
۳۸۔ مرقاۃ از امام علی القاری علیہ الرحمۃ
۳۹۔ اشعۃ اللمعات از امام عبد الحق محدث دہلوی 〃
۴۰۔ مظاہر حق از نواب قطب الدین دہلوی علیہ الرحمۃ
۴۱۔ دارمی از امام عبداللہ بن عبد الرحمٰن دارمی 〃
۴۲۔ سُنن کبرٰے از امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 〃
۴۳۔ جامع صغیر از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۴۴۔ شرح الصدور از 〃 〃 〃 〃
۴۵۔ مواہب اللدنیہ از امام احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ
۴۶۔ زرقانی از امام محمد بن عبد الباقی علیہ الرحمۃ
۴۷۔ دلائل النبوۃ از امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ
۴۸۔ حلیۃ الاولیاء از 〃 〃 〃 〃
۴۹۔ دلائل النبوۃ از امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 〃
۵۰۔ شمائل ترمذی از امام محمد بن عیسٰے ترمذی علیہ الرحمۃ

۵۱۔ البدایہ والنہایہ از عماد الدین ابنِ کثیر علیہ الرحمۃ
۵۲۔ النہایہ از 〃 〃 〃 〃
۵۳۔ شفاء شریف از امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ
۵۴۔ شرح شفاء از امام علی القاری علیہ الرحمۃ
۵۵۔ نسیم الریاض از امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ
۵۶۔ مدارج النبوۃ از امام عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ
۵۷۔ ماثبت بالسنۃ از 〃 〃 〃 〃
۵۸۔ جذب القلوب از امام عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ
۵۹۔ طبقات ابنِ سعد
۶۰۔ الاستیعاب از امام ابن عبد البر علیہ الرحمۃ
۶۱۔ مصباح الزجاجہ از عبد الغنی دہلوی
۶۲۔ فیض الباری از انور شاہ کشمیری
۶۳۔ فتح الملہم از مولوی شبیر احمد عثمانی
۶۴۔ کنوز الحقائق از امام عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمۃ
۶۵۔ انوارِ محمدیہ از امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ
۶۶۔ شواہد الحق از 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۶۷۔ جامع کرامات الاولیاء 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۶۸۔ افضل الصلوات 〃 〃 〃 〃 〃
۶۹۔ جواہر البحار 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۷۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین 〃 〃 〃 〃 〃
۷۱۔ منتخب الصحیحین 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۷۲۔ طحطاوی از امام طحطاوی علیہ الرحمۃ
۷۳۔ مسانید امام اعظم از امام محمد بن محمود علیہ الرحمۃ
۷۴۔ مطالع المسرات از امام محمد مہدی الفاسی 〃
۷۵۔ دلائل الخیرات از امام عبد الرحمٰن جزولی علیہ الرحمۃ
۷۶۔ انیس الجلیس از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۷۷۔ خصائص الکبریٰ از 〃 〃 〃 〃 〃

۷۸۔ الادب المفرد از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۷۹۔ تاریخ کبیر از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۸۰۔ مجمع الزوائد از امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ
۸۱۔ فتاویٰ حدیثیہ 〃 〃 〃 〃 〃
۸۲۔ نعمت کبرٰے 〃 〃 〃 〃 〃
۸۳۔ صواعق محرقہ 〃 〃 〃 〃 〃
۸۴۔ بیان المیلاد النبوی از امام عبد الرحمٰن ابن جوزی 〃
۸۵۔ کتاب الوفاء از 〃 〃 〃 〃
۸۶۔ مولد العروس 〃 〃 〃 〃 〃
۸۷۔ وفاء الوفاء از علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ
۸۸۔ مقاصد حسنہ از امام محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی 〃
۸۹۔ القول البدیع 〃 〃 〃 〃 〃
۹۰۔ کتاب الاذکار از امام یحیٰی بن شرف النووی 〃
۹۱۔ طبقات الکبرٰے از شیخ عبد الوہاب شعرانی 〃
۹۲۔ میزان الکبرٰے 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۹۳۔ شامی از امام ابن عابدین علیہ الرحمۃ
۹۴۔ مجمع البحار از علامہ طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ
۹۵۔ مبسوط از امام سرخسی علیہ الرحمۃ
۹۶۔ غنیۃ الطالبین از شیخ سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ
۹۷۔ تنویر القلوب از امام محمد امین الکردی علیہ الرحمۃ
۹۸۔ مرآۃ الجنان از امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمۃ
۹۹۔ روض الریاحین از امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمۃ
۱۰۰۔ عوارف المعارف از امام شہاب الدین سہروردی
۱۰۱۔ کیمیائے سعادت از امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ
۱۰۲۔ عصیدۃ الشہدہ از علامہ عمر بن احمد خرپوتی علیہ الرحمۃ
۱۰۳۔ مفردات از امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ
۱۰۴۔ سیرت حلبیہ از امام علی بن برہان الدین حلبی 〃

۱۰۵- الدرر السنیۃ از امام احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ
۱۰۶- سیرت النبویہ 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۰۷- کتاب الفوائد فی الصلات والعوائد از شہاب الدین احمد بن عبداللطیف علیہ الرحمۃ۔
۱۰۸- تنبیہ الغافلین از امام فقیہ ابواللیث سمرقندی 〃
۱۰۹- بستان العارفین 〃 〃 〃 〃 〃
۱۱۰- الریاض النضرہ از امام ابو جعفر احمد علیہ الرحمۃ
۱۱۱- حیوٰۃ الحیوان از امام کمال الدین دمیری علیہ الرحمۃ
۱۱۲- تاریخ طبری از امام ابن جریر علیہ الرحمۃ
۱۱۳- رسالۃ السیفین از شیخ مصطفیٰ کریمی علیہ الرحمۃ
۱۱۴- فتوح الشام از ابو عبداللہ محمد بن واقدی علیہ الرحمۃ
۱۱۵- التوسل بالنبی از امام ابو حامد بن مرزوق علیہ الرحمۃ
۱۱۶- حصن حصین از امام محمد بن محمد جزری علیہ الرحمۃ
۱۱۷- اسنی المطالب از شیخ محمد بن سید درویش علیہ الرحمۃ
۱۱۸- ازالۃ الخفا از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۱۹- حجۃ اللہ البالغہ 〃 〃 〃 〃 〃
۱۲۰- انتباہ فی سلاسل اولیاء 〃 〃 〃 〃 〃
۱۲۱- شرح قصیدہ امالی از ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
۱۲۲- شرح فقہ اکبر از 〃 〃 〃 〃
۱۲۳- قصیدہ النعمان از امام نعمان بن ثابت علیہ الرحمۃ
۱۲۴- قصص الانبیاء از علامہ عبدالواحد علیہ الرحمۃ
۱۲۵- بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۲۶- فتاویٰ عزیزی از 〃 〃 〃 〃 〃
۱۲۷- اعلام الموقعین از ابن قیم
۱۲۸- کتاب الروح 〃 〃
۱۲۹- جلاء الافہام 〃 〃
۱۳۰- الفرقان بین اولیاء الرحمٰن والشیطان از ابن تیمیہ
۱۳۱- نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی
۱۳۲- امداد الفتاویٰ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۳۳- شمائم امدادیہ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۳۴- امداد المشتاق 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۳۵- افاضات الیومیہ 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۳۶- طریقہ مولود 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۳۷- جمال الاولیاء 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۳۸- رحمۃ للعالمین از قاضی سلیمان منصور پوری
۱۳۹- الصلوٰۃ والسلام 〃 〃 〃 〃 〃
۱۴۰- عون المعبود از مولوی شمس الحق
۱۴۱- الشمامۃ العنبریہ از نواب صدیق حسن بھوپالی
۱۴۲- مسک الختام از 〃 〃 〃 〃
۱۴۳- مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ از علمائے نجد۔
۱۴۴- تفسیر ستاری از مولوی عبدالستار دہلوی
۱۴۵- تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی قتیل
۱۴۶- سیرت المصطفیٰ از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی
۱۴۷- تاریخ اہلحدیث از 〃 〃 〃 〃
۱۴۸- سراجاً منیرا 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۱۴۹- الکوکب 〃 〃 〃 〃 〃
۱۵۰- سیرت النبی از مولوی شبلی نعمانی
۱۵۱- خطبات مدراس از مولوی سلیمان ندوی
۱۵۲- فیض الباری از مولوی انور شاہ کشمیری
۱۵۳- المہند از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
۱۵۴- نجدی تحریک پر ایک نظر از مولوی بہار الحق قاسمی
۱۵۵- عطر الوردہ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی
۱۵۶- فضائل درود شریف از مولوی ذکریا سہارنپوری
۱۵۷- رحمت کائنات از مولوی زاہد الحسینی

۱۵۸- اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۵۹- مکتوبات شیخ عبدالحق از 〃 〃 〃 〃
۱۶۰- کتاب الاسماء والصفات از امام بیہقی علیہ الرحمۃ
۱۶۱- تحفۃ الذاکرین از قاضی محمد بن علی شوکانی
۱۶۲- اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء
۱۶۳- اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء
۱۶۴- اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۸ مئی سنہ ۱۹۴۲ء
۱۶۵- اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء
۱۶۶- اخبار محمدی دہلی ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۴۳ء
۱۶۷- اخبار الاعتصام لاہور ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۵۴ء

فہرست

۱۔ ماخذِ کتاب	۴
۲۔ وجہ تالیف	۹
۳۔ امکانِ کذب باری تعالیٰ	۱۳
۴۔ اللہ تعالیٰ کا علمِ غیب ذاتی	۱۶
۵۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت	۱۷
۶۔ بے مثل بشریت	۴۲
۷۔ شفاعت	۴۵
۸۔ عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی نام رکھنا	۵۲
۹۔ یارسول اللہ پکارنا	۵۶
۱۰۔ دُور و نزدیک سے سُننا	۶۷
۱۱۔ اولیاء اللہ کو پکارنا اور نداء کرنا	۷۵
۱۲۔ نفع رساں	۸۲
۱۳۔ وسیلہ	۸۷
۱۴۔ معلّمِ کائنات	۹۸
۱۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے علم سکھایا	۱۰۳
۱۶۔ سماعِ موتےٰ	۱۰۶
۱۷۔ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا	۱۱۰
۱۸۔ دُعا بعد از نمازِ جنازہ	۱۱۸
۱۹۔ ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا	۱۲۸
۲۰۔ ہاتھ اور پاؤں چومنا سجدہ نہیں	۱۴۲
۲۱۔ محفلِ میلاد شریف	۱۴۶
۲۲۔ دِن مقرر کرنا	۱۵۶
۲۳۔ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه	۱۵۸
۲۴۔ ختمِ شریف	۱۶۰
۲۵۔ یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ	۱۶۳
۲۶۔ اذان سے پہلے اور بعد درود شریف پڑھنا	۱۶۹
۲۷۔ انگوٹھے چومنے کا ثبوت	۱۷۴
۲۸۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸۲
۲۹۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸۷
۳۰۔ حاضر و ناظر	۱۸۸
۳۱۔ علمِ غیب عطائی	۱۹۶
۳۲۔ حضور علیہ السلام کو دُنیا و آخرت کا علم	۲۰۰

وجہ تالیف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی خَیْرِ الْوَرٰی
عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی
شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْهُدٰی
كَهْفِ الْوَرٰی دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ مَنْبَعِ الْجُوْدِ
وَالْعَطَاءِ عَالِمِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْ
كَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ وَعَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبِنْتِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهٖ
ذَوِی الدَّرَجَاتِ وَالْعُلٰی۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۠

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات، منبعِ برکات، اصلِ کائنات، روحِ کائنات، جانِ کائنات، مبداءِ کائنات، وجہِ کائنات، صدرِ بزمِ کائنات، مختارِ شش جہات، حضور پُرنور، نورٌ علیٰ نور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی اُمت سے پیدا فرمایا۔ اُس کے بعد اللہ کریم جل جلالہٗ کا یہ احسان ہے کہ اہلِ سنت و جماعت بنایا۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم بجاہ النبی العظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اِسی مسلک پر استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)۔

اِس وقت دنیا میں کئی فرقے موجود ہیں۔ جو کہ اپنی اپنی تبلیغ میں شب و روز کوشاں ہیں۔ اِن فرقوں میں دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کی سازشیں اور ان کی ابلہ فریبی روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔

ایک دور تھا کہ جب دیوبندی حضرات غیر مقلدین کو دیکھنا گوارا نہ کرتے تھے بلکہ ان کو اپنی مسجد میں نماز تک نہ پڑھنے دیتے تھے۔ دیوبندی حضرات کے اکابر مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی حسین احمد مدنی۔ مولوی خیر محمد جالندھری۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی وغیرہم کی تحریریں اس کی شاہد ہیں۔

ادھر غیر مقلدین حضرات مقلدین پر شرک کے فتووں کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ میاں نذیر حسین دہلوی۔ نواب صدیق حسن بھوپالی۔ مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی۔ مولوی عبداللہ غازی پوری مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ حافظ عبداللہ روپڑی غیر مقلدین کے اکابر کی تحریریں اس کی شاہد ہیں۔

مگر چند سالوں سے دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات نے راولپنڈی شہر میں دیوبندی حضرات کے مولوی غلام خاں کے ہاں ایک اجلاس میں ایک مذہبی تنظیم "سواد اعظم اہلسنت وجماعت" بنائی اور جگہ جگہ اس تنظیم کے تحت اجلاس منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اس تنظیم کے صدر دیوبندی اور سیکرٹری حافظ عبدالقادر روپڑی غیر مقلد ہیں۔

دراصل ان حضرات کا اتحاد صرف اور صرف "اہل سنت وجماعت" حضرات کے خلاف ہے۔ انہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے "سواد اعظم اہلسنت وجماعت" نام رکھا ہے۔

غیر مقلدین حضرات سے اگر سوال کیا جائے کہ اپنے آپ کو حنفی کہلانے والا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد کیا آپ کے نزدیک صحیح العقیدہ مسلمان اہلسنت وجماعت ہے؟ تو جواب نفی میں دیں گے۔ حافظ عبدالقادر روپڑی جو کہ اس نوزائیدہ جماعت کے جنرل سیکرٹری ہیں ان سے پوچھ لو۔ یا روپڑی صاحب اپنے رسالہ تنظیم اہلحدیث میں ہی اپنا فتوے شائع کردیں۔ دیوبندی حضرات (جو کہ اپنے آپ کو مقلد اور حنفی کہلاتے ہیں) سے کوئی پوچھے کہ مقلد کو صحیح العقیدہ مسلمان تسلیم نہ کرنے والا آپ کے نزدیک اہلسنت وجماعت ہو سکتا ہے۔ تو جواب نفی میں دیں گے۔ تو پھر ان دونوں کا آپس میں مل کر "سواد اعظم اہلسنت وجماعت" تنظیم بنانا اور اس کے تحت جلسے کرنا اس حقیقت کی ترجمانی ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ حضرات دھوکہ دے کر اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ اور یہ سراسر عیاری اور مکاری ہے۔ حقیقت میں یہ دونوں ہی سے

اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔ لیبل اور ٹائیٹل لگانے سے کام نہیں چلتا۔ اگر کوئی پیشاب کی بوتل پر عرق گلاب کا لیبل لگا کر مارکیٹ میں لے آئے تو وہ عرق گلاب نہیں بن جائے گا۔ بلکہ پیشاب کا پیشاب ہی رہے گا۔

مرشدی مخدومی سیدی سندی مربی شیخ طریقت عالم شریعت۔ مخزن علم وحکمت محسن اہلسنت حضرت قبلہ عالم پیر خواجہ محمد شفیع صاحب قادری علیہ الرحمۃ سجادہ نشین دربار گوہر بار غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات نے ان دیوبندی اور غیر مقلدین وہابی حضرات کی اس سازش کو بھانپتے ہوئے حکم فرمایا کہ ایک ایسی کتاب لکھو جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے عقائد کا بطلان پیش کیا جائے اور واضح کیا جائے کہ دیوبندی اور غیر مقلد وہابی اہلسنت وجماعت نہیں۔

میرے حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی ساری زندگی شریعت مطہرہ کی پابندی اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کی اشاعت میں گزری۔ جہاں کہیں بھی کوئی شریعت مطہرہ کی بغاوت کرتا اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کے خلاف آواز اٹھاتا۔ آپ تحریری اور تقریری ہر دو طریق سے اس کے سدباب کے لیے کوشاں رہے۔

فقیر نے اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لیکر سرور عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں استغاثہ پیش کرکے غوث العالمین، غوث الاعظم، شہنشاہ اولیاء سیدنا ابو محمد عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے اپنے شیخ کامل علیہ الرحمۃ کے ارشاد مبارک کی تعمیل کرنے کی کوشش کی۔

الحمدللہ رب العالمین! اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل وکرم اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرف اور حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی نظر التفات سے یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں موجود ہے۔

فقیر نے متانت اور سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ہر ایک عقیدہ کو قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں مستند کتب کے حوالجات سے پیش کیا ہے۔

تعصب کو بالائے طاق رکھکر اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا مسلمان ضرور فیصلہ کرے گا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین وہابیوں کا اہلسنت وجماعت کہلانا دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی ہے۔

دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے عقائد جو درج کیئے ہیں۔ یہ ان کے مسلمہ اکابر کی کتب میں تحریر ہیں۔ تفصیلاً اگر ان کے عقائد کا مطالعہ کرنا ہو اور ان کتابوں کے نام دیکھنے ہوں تو فقیر کی کتاب وہابی مذہب کی حقیقت اور عقائد وہابیہ کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کتاب میں درج کردہ کتب کے حوالہ جات نہایت احتیاط سے درج کیئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو حوالہ جات کی طلب ہو تو وہ حوالہ جات کی فوٹوسٹیٹ منگوا سکتا ہے۔ اس کا خرچہ طالب کے ذمے ہوگا۔

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اپنے پیارے حبیب لبیب نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانانِ عالم کو ان مذہبی بھیڑیوں سے محفوظ رکھے اور مسلک حق اہلسنت وجماعت پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔

(آمین ثم آمین)

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہٗ

خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ

تحصیل بازار۔ سیالکوٹ شہر

امکان کذب باری تعالےٰ

دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

اہلسنت وجماعت حضرات کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔ (پ ۱۵) — اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا۔ — اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی

تفسیر کبیر امام المفسرین علامہ فخرالدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الباری[1] فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّظُنَّ بِاللّٰهِ الْكِذْبَ بَلْ يَخْرُجُ بِذٰلِكَ عَنِ الْاِيْمَانِ۔ (تفسیر کبیر ص۱۲۹ ج۵ مطبوعہ مصر)

کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا گمان کرے بلکہ ایسا گمان ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔

مِنْ صِفَاتِ كَلِمَةِ اللّٰهِ صِدْقًا وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَلْكِذْبُ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَى اللّٰهِ مُحَالٌ۔ (تفسیر کبیر ص۱۳۸ ج۴)

سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفت میں سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور اللہ تعالیٰ میں نقص ہونا محال ہے۔

---

[1] غیر مقلدین کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے امام رازی کو امام ہمام لکھا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ امام رازی رضی اللہ عنہٗ عقیدہ اور مذہب کے مسلمان اہلسنت تھے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۵ ۲۴ جولائی ۱۹۱۲ء) حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ امام رازی کا پایہ علوم آلیہ اور عالیہ خصوصاً علم تفسیر میں اہل علم پر مخفی نہیں۔ (درایت تفسیری ص۹۷) (فقیر قادری اشرفی غفرلہٗ)

تفسیر بیضاوی

عمدۃ المفسرین امام عبد الرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ

لَا یَتَطَرَّقُ الْکِذْبُ اِلٰی خَبَرِہٖ بِوَجْہٍ لِاَنَّہٗ نَقْصٌ وَھُوَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مُحَالٌ۔

جھوٹ اللہ تعالےٰ کی خبر میں کسی طرح بھی راہ نہیں پاسکتا کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(تفسیر بیضاوی ص۱۵۰)

تفسیر خازن

زبدۃ المفسرین علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ

لَا اَحَدٌ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یَجُوْزُ عَلَیْہِ الْکِذْبُ۔ (تفسیر خازن ص۴۲۱ ج۱ مصر)

مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ اور اس کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔

تفسیر قادری

دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے ممدوح مولوی عبد القادر صاحب دہلوی بھی رقمطراز ہیں۔ کہ

جھوٹ نقص ہے۔ اور حق تعالیٰ نقص سے پاک ہے۔ (تفسیر قادری ص۸۳ ج۱)

تفسیر سراج المنیر

علامہ خطیب محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی — اللہ تعالےٰ کا فرمان

فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَہْدَہٗ فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْخُلْفَ فِیْ خَبَرِ اللّٰہِ مُحَالٌ۔

اس میں دلیل ہے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کی خبر میں محال ہے۔

(تفسیر سراج المنیر ص۴۳ ج۱)

تنویر الابصار

علامہ محمد بن عبد اللہ تمرتاشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَلَا یُوْصَفُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْقُدْرَۃِ عَلَی الظُّلْمِ السفۃ والْکِذْبِ لِاَنَّ المحال لا یدخل تحت القدرۃ وَعِنْدَ المعتزلۃ یقدر وَلا یفعل۔ (تنویر الابصار)

اللہ تعالےٰ کا ظلم بیعقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا۔ درست نہیں ہے کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا۔ اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری

اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہٖ ... او نسبہ الی الجھل او العجز والنقص ویکفر۔

(فتاویٰ عالمگیری ص۲۵۸ ج۲)

اگر کسی نے اللہ تعالےٰ کے لیے ایسا وصف ... بیان کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں ... یا اللہ تعالےٰ کو یا عاجزی یا نقص کیطرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔

شرح فقہ اکبر

علامہ محمد بن علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ

اِنَّہٗ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لِاَنَّ المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر و لا یفعل

اللہ تعالیٰ کا ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے۔ اور یہ کہ محال قدرت کے تحت نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے اور کرتا نہیں۔ (شرح فقہ اکبر)

مکتوبات شریف

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

او تعالےٰ از جمیع نقائص وسمات حدوث منزّہ و مبّرا است۔

وہ بلند ذات تمام نقائص سمتوں اور حدوث سے منزّہ اور پاک ہے۔

(مکتوبات شریف فارسی ص۳۱۱ مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اوّل مطبوعہ کلکتہ)

قارئین کرام :- قرآن پاک اور مستند مفسرین، محدثین اور محققین کی کتب کے حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا علم غیب ذاتی

دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے جب چاہے غیب دریافت کرلے۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا علم ذاتی ہے۔ وہ کسی سے دریافت نہیں کرتا۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (پ ۲۸ ع ۶)	وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں وعیاں کا جاننے والا ہے۔ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ٥ (پ ۱۳ ع ۸)	ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا۔
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (پ ۷ ع ۵)	بیشک تو ہی سب غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

قارئینِ کرام :- دریافت کسی سے کیا جاتا ہے جس کو ذاتی علم ہو۔ وہ کسی سے دریافت نہیں کرتا۔ دریافت کرنا دلالت کرتا ہے کہ اُس کو ذاتی علم نہیں ہے۔ اللہ کریم کے متعلق غیب کا دریافت کرنا عقیدہ رکھنا صریحاً کفر ہے۔ اور قرآن و حدیث سے کھلم کھلا بغاوت کرنا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات اہلِ سنت وجماعت نہیں ہیں۔

امام الوہابیہ محمد اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے۔ کہ سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۰)

نبیؐ پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نورانیّت

دیوبندی حضرات حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت کے منکر ہیں۔ صرف بشر بشر کی رَٹ لگاتے ہیں۔

اہلِ سنت وجماعت حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ رسولِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات نور بھی ہے اور بشر بھی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات بشریت کی ابتدا سے بھی پہلے کی ہے مگر دُنیا میں لباسِ بشری میں جلوہ افروزی فرمائی ہے۔ لباس بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

جیسا کہ جبریلِ امین علیہ السلام نور ہیں مگر سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس جب تشریف لاتے ہیں تو لباسِ بشری میں جس کا تذکرہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ربّ العالمین جلّ جلالہٗ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے :

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ، (پ ۱۶ ع ۵)	پس اُس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

مشکوٰۃ المصابیح کی پہلی حدیث شریف جس کے راوی خلیفہ دوم خلیفہ برحق سیدنا امیر المومنین سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرماتے ہیں :

نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ ۔	ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہمارے پاس ایک آدمی آیا۔

امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

پوچھا یہ شخص کون تھا؟ تو حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ: اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَاِنَّہٗ جِبْرِیْل وہ جبریل ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۱۱ مطبوعہ دہلی، صحیح بخاری شریف ص، دار قطنی ص۲۸۱)

قارئین حضرات! رَجُلٌ مرد کو کہتے ہیں اس کے بال سیاہ ہیں۔ لباس اس کا سفید ہے مرد کی شکل میں اُس کی دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں، دو کان ہیں۔

اہلِ علم حضرات کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ محدثین نے کتب احادیثِ شریفہ میں ایسی کئی روایات درج فرمائی ہیں جن میں جبریل امین فرشتہ بارگاہِ نبوی میں کئی مرتبہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کی صورت میں حاضر ہوتا تھا۔ جیسا کہ دیوبندی حضرات کی مقتدر شخصیت ابنِ تیمیہ نے اپنی کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطٰن میں بھی اس حقیقت کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے۔

وَقَدْ اَخْبَرَ اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ جَاءَتْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ صُوْرَۃِ الْبَشَرِ وَاِنَّ الْمَلَکَ تَمَثَّلَ لِمَرْیَمَ بَشَرًا سَوِیًّا وَکَانَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَاْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ صُوْرَۃِ دِحْیَۃَ الْکَلْبِیِّ وَفِیْ صُوْرَۃِ اَعْرَابِیٍّ یَرَاھُمُ النَّاسُ کَذٰلِکَ۔

اور بیشک اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشری صورت میں آتے اور فرشتہ مریم علیہا السلام کے سامنے ٹھیک بشر کی صورت میں آیا۔ اور جبریل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دحیہ کلبی کی صورت میں اور اعرابی کی صورت میں ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو بھی ایسا ہی دکھائی دیتا تھا۔

(الفرقان بین اولیاء الرحمٰن والشیطان ص۴۱)

ابنِ تیمیہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ آیت لکھتے ہیں:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ۔ (سورہ انبیاء)

کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد بھی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جن کو وہ اولاد سمجھتے ہیں وہ اولاد نہیں بلکہ باعزت بندے ہیں

جبریل کو قرآنِ پاک میں بَشَرًا سَوِیًّا بھی فرمایا گیا ہے۔ عبد بھی فرمایا گیا ہے۔ حدیث شریف میں رَجُلٌ کا لفظ بھی بولا گیا ہے۔ دحیہ کلبی بشر کی شکل میں متشکل ہو کر آنے کا تذکرہ بھی موجود ہے مگر ہے وہ نور ہی۔

جبریل کے انسانی شکل میں متشکل ہو کر آنے۔ لباسِ بشری میں ظہور پذیر ہونے سے کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جبریل کی نورانیت کا انکار کیا ہے؟ کہیں بھی ایسا نہیں ہوا۔ کسی ایک صحابی نے بھی جبریل کی نورانیت کا انکار نہیں فرمایا۔

جب جبریل علیہ السلام جو رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام، خادم اور امتی ہے وہ نور ہو کر لباسِ بشری میں آئے تو اس کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ ہی اُس کی نورانیت کا انکار کیا جاتا ہے۔ تو اُس جبریل کے بلکہ ساری کائنات کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر لباسِ بشری میں کائنات میں جلوہ افروز ہوں تو ان کی نورانیت میں کیسے فرق آئے گا۔ اور کون مسلمان ان کی نورانیت کا انکار کرے گا۔

اب آپ کے سامنے حضور پر نور نُورٌ علیٰ نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اور اُن کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نورانیت کے بارے میں عقیدہ پیش کیا جاتا ہے

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا۔ (تفسیر نیشاپوری ص۵۵ ج ۸، تفسیر عرائس البیان ص۲۳۸ ج ۱، تفسیر روح البیان ص۵۴۸ ج ۱، زرقانی شریف ص۳۷ ج ۱، مدارج النبوۃ فارسی ص۲ ج ۲، بیان المیلاد النبوی لابن جوزی ص۲۴، مطالع المسرات للفاسی ص۲، عطر الوردہ ص۲۴، تفسیر حسینی فارسی ص۱۴، شرح قصیدہ امالی ص۳۵)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کون سی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔

تو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ۔ مواہب اللدنیہ شریف

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے بے شک سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

ص ۹ ج ۱، زرقانی شریف ص ۴۶ ج ۱، سیرت حلبیہ ص ۳۷ ج ۱، مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۲۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۸، انوار المحمدیہ ص ۹، عصیدۃ الشہدہ ص ۱، فتاوی حدیثیہ ص ۵۱)

شارح بخاری امام احمد قسطلانی قدس سرہ الربانی نے ایک روایت اپنی کتاب مستطاب مواہب اللدنیہ میں نقل فرمائی ہے کہ سرکار سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد ماجد شہید کربلا سیدنا امام عالیمقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اُن کے والد ماجد علی المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ روحِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا۔

کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ۔ (مواہب اللدنیہ ص ۱ ج ۱، زرقانی

میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

شریف ص ۴۹ ج ۱، جواہر البحار للنبہانی ص ۷۷، انوار المحمدیہ ص ۹، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۶، تفسیر روح البیان ص ۳۷ ج ۲)

ل شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مواہب اللدنیہ در باب خود بے عدیل ست. مواہب اللدنیہ اپنے باب میں لاثانی کتاب ہے۔ (بستان المحدثین فارسی ص ۱۱۹) (فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

ان فرمودات مصطفوی سے اظہر من الشمس والامس ہے کہ رسولِ کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں پر اپنی نورانیت کا واضح طور پر اعلان فرمایا ہے۔

پس جو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کا انکاری ہے۔ اُس کا طریقہ اور لائن حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کے صریحاً خلاف ہے۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

اب آپ کے سامنے رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام علیہم الرضوان جو ہمارے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ ان کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کے عقائد کے لیے معیار اور کسوٹی جو مقرر فرمایا ہے۔ وہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ ہے۔

خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

اُمتِ محمدیہ کے عظیم المرتبت محدثین حضرت علامہ محدث بیہقی اور علامہ یوسف نبہانی علیہما الرحمۃ نے اپنی کتابوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ جو کہ حضرت کے اس مبارک شعر سے عیاں ہے۔ بیان فرمایا ہے:

اَمِیْنٌ مُّصْطَفٰی بِالْخَیْرِ یَدْعُوْا
کَضَوْءِ الْبَدْرِ زَائِلَۃِ الظَّلَامِ

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں۔ آپ کی روشنی اندھیروں کو چودھویں رات کے چاند کی طرح دور اور زائل کرنے والی ہے۔

(دلائل النبوۃ ص ۲۲۵ ج ۱، جواہر البحار ص ۱۲ ج ۱)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

خلیفہ چہارم خلیفہ برحق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ رُءِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ ثَنَایَاہُ۔ (مواہب اللدنیہ شریف ص ۲۷

محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کلام فرماتے تو آپ کے دندان مبارک کے

درمیان سے نور مبارک نکلتا دکھائی دیتا ۔ (ج ۱، انوار المحمدیہ ص ۱۳۲، زرقانی شریف)

سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

غزوۂ تبوک سے فتح و نصرت اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد جب وارثِ کون و مکان، رسولِ انس و جان، سیّاحِ لامکاں سیّدِ مرسلاں محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ان کی شان سراپا قدس میں اشعار کہنے کی اجازت طلب کی تو رحمتِ عالمیاں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: چچا جان کہیئے۔ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ آپ کے منہ کو سلامت رکھے۔ تو حضرت کے اشعار میں سے آخری دو اشعار جن میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبیِّ پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نورانیت کا تذکرہ کیا ہے۔ درج کرتا ہوں۔ یہ اشعار اُمّتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے عظیم المرتبت محدثین مثلاً امام جلال الدین سیوطی، محدث ابنِ جوزی، علامہ ابنِ حجر مکی، علامہ حلبی، علامہ دحلان مکی، علامہ نبہانی، علامہ ابن عبد البر، علامہ حاکم، علامہ ابنِ کثیر، علامہ شہرستانی علیہم الرحمۃ نے اپنی مستند تصانیف میں درج فرمائے ہیں۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ ‌ ‌ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ !
فَنَحْنُ فِیْ ذَالِكَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ ‌ ‌ وَسُبُلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی۔ آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔ (کتاب الوفا ص ۳۵ ج ۱، خصائص الکبریٰ ص ۹۷ ج ۱، انسان العیون ص ۹۲ ج ۱، سیرت النبویہ ص ۳۷، جواہر البحار ص ۴، انوار المحمدیہ ص ۱۴، ۱۶، ۸، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۲، مواہب اللدنیہ ص ۲۳، الاستیعاب مستدرک ص ۳۲۷ ج ۳، البدایہ والنھایہ ص ۲۵۸ ج ۲، کتاب الملل والنحل ص ۲۴۰ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۲۱۷ ج ۸، تلخیص المستدرک ص ۳۲۷ ج ۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں کہ:

اِذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَأْلَأُ فِي الْجُدُرِ۔

جب رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تبسم فرماتے تو دیواریں آپ کے نورِ مبارک سے چمک اُٹھتیں۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۸۴ ج ۱، مواہب اللدنیہ ص ۲۷۱ ج ۱، انوار المحمدیہ ص ۱۳۳، شفا شریف ص ۳۹، حاشیہ شمائل ترمذی ص ۱۶، شرح شفا ملا علی قاری برحاشیہ نسیم الریاض ص ۳۴۳ ج ۱، مدارج النبوۃ فارسی ص ۱۲، حجۃ اللہ علی العالمین)

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضورِ پُر نور نورٌ علیٰ نور کے بڑے پیارے صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ

جس دن رسولِ پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ کی نورانیت سے مدینہ منورہ کی ہر چیز روشن ہو گئی۔

(ترمذی شریف ص ۲۰۲ ج ۲، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۴۷، ابن ماجہ شریف ص ۱۱۹، طبقات ابنِ سعد ص ۲۲۱ ج ۱، مواہب اللدنیہ ص ۶۵ ج ۱، انوار المحمدیہ ص ۲۵، زرقانی شریف، سیرت حلبیہ ص ۲۳۴ ج ۲، جواہر البحار ص ۶، خصائص الکبریٰ ص ۴۷ ج ۱، مدارج النبوۃ ص ۱۵ ج ۲، مستدرک ص ۱۲ ج ۳، تلخیص المستدرک ص ۱۲ ج ۳)

علامہ قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ القوی صاحب مظاہرِ حق نے اسی حدیث شریف کے تحت لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے در و دیوار بھی روشن ہو گئے تھے۔ (مظاہر حق ص ۲۳۵ ج ۴)

ناظرینِ حضرات! مندرجہ احادیث شریفہ سے پیارے آقا و مولیٰ احمد مختار

حبیبِ کردگار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے پیارے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نورانی عقائد کا واضح طور پر اظہار ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو نور مانتے تھے۔

پس دیوبندی حضرات جو صرف اور صرف حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر ہی بشر مانتے ہیں۔ اور بشر بشر کی رٹ لگاتے ہیں۔ ساتھ یہ دعوےٰ کہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔ احادیث کی روشنی میں جو ہادیٔ سبل، پیشوائے کل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقائد واضح ہوتے ہیں اُس سے دیوبندیوں کا انحراف کر کے اہلسنت وجماعت کہلانا محض ایک فراڈ اور دھوکہ ہے۔ اصل اہلسنت وجماعت جو ہیں وہ وہی ہیں۔ جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور مانتے ہیں اور وہ اہلِ سُنت وجماعت (بریلوی) ہی ہیں۔

دیوبندی کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات تھیں آپ کی اولادِ اطہار تھی۔ آپ کھاتے پیتے تھے۔ اس لیے آپ نور نہیں۔ دیوبندی حضرات کی عقل اور ان کا علم نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور ماننے کے لیے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا پینا، شادی کرنا، ازواجِ مطہرات اور اولادِ پاک ہونا مانع ہے۔ مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کے سامنے شبِ اسرای کے دولہا، کل کائنات کے ملجا وماویٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھاتے پیتے تھے۔ ان کو بھی تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شادیاں کرنا، ازواجِ مطہرات اور اولادِ پاک کا ہونا معلوم تھا۔ مگر پھر بھی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتے تھے۔ جیسا کہ اُمتِ محمدیہ کے تمام مفسرین کے سردار سیدنا سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآن پاک کی آیۂ کریمہ:

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۔ (پ ۶ ع ۷)	بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

کی تفسیر ان الفاظ مبارکہ سے فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ رَسُوْلٌ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا ۔ (تفسیر ابنِ عباس ص۷۲ مطبوعہ مصر)	بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی رسولِ کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنہوں نے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ جس کے سامنے کائنات کے والی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھاتے پیتے تھے۔ ان کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔ جس کو محدث ابنِ جوزی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہما الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے:

اِذَا اَرْضَعْتُہٗ فِی الْمَنْزِلِ اَسْتَغْنِیْ بِہٖ عَنِ الْمِصْبَاحِ ۔	جب میں حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلاتی تھی تو مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

چنانچہ ایک دن مجھے اُمِ خولہ سعدیہ نے کہا کہ اے حلیمہ! کیا تم اپنے گھر میں رات بھر آگ روشن رکھتی ہو۔ تو میں نے جواب دیا کہ:

لَا وَاللّٰہِ لَا اُوْقِدُ نَارًا وَّلٰکِنَّہٗ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ (بیان المیلاد والنبوی ص۵۲، تفسیر مظہری)	نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم میں تو آگ روشن ہی نہیں رکھتی لیکن یہ نور اور روشنی نورِ مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔

سیدہ اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

سید الشافعین، امام الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

ے فخر الوہابیہ ابراہیم میرسیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ اُمِ ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ اُمِ ایمن وہ لونڈی ہے۔ جو آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے والد کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔ اور جو آپ کی والدہ (باقی اگلے صفحہ پر)

وسلم کی دوسری دائی جس نے آپ کو دودھ مبارک پلایا اُن کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔ جیسا کہ اُن کے اُس شعر سے جو اُنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال پر کہا ہے سے واضح ہے:

وَلَقَدْ کَانَ بَعْدَ ذَالِکَ نُوْرًا
وَسِرَاجًا یُضِیْءُ فِی الظُّلْمَاءِ

اور البتہ تحقیق آپ نور تھے۔ سورج تھے۔ اور آپ اندھیروں اور تاریکیوں میں بھی روشنی دیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ص۲۳۲ ج ۲)

اب آپ کے سامنے آپ کی پھوپھیوں کا عقیدہ پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے آپ کی ازواج مطہرات کو دیکھا بھی تھا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولادِ پاک کو بھی دیکھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھاتے پیتے بھی دیکھا تھا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسولِ معظم صلی اللہ

(بقیہ صفحہ) کے وفات پا جانے پر آپ کو مقام ابواء سے مکہ شریف تک ہمراہ لائی تھی۔ اس کا نام برکت تھا۔ آنحضرت اس کی بہت عزت کرتے تھے چنانچہ حافظ ابن عبدالبر نے باسناد خود حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اُمِّ ایمن میری ماں کے بعد میری ماں ہے۔ حافظ ابن کثیر نے تاریخ البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑے ہوئے تو آپ نے اُمِّ ایمن کو آزاد کر دیا۔ اور اپنے مولیٰ اور متبنیٰ زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ پس اُن سے اسامہ بن زید حبِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ حضرت اُمِّ ایمن کا نام برکت تھا۔ اور تھیں بھی بابرکت اور مقبول درگاہِ الٰہی چنانچہ ابن حجر نے اصابہ میں ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ جب اُمِّ ایمن نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی تو روزہ سے تھیں۔ رستہ میں سخت پیاس لگی۔ آسمان کی طرف سے ایک ڈول جس میں نہایت شفاف و سفید پانی تھا۔ اُترا۔ میں نے اُسے خوب سیر ہو کر پیا۔ اُس کے بعد مجھے پیاس کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حالانکہ میں سخت گرمیوں میں روزے رکھتی تھی (سیرۃ المصطفیٰ ص۱۱۱ ج ۱، اصابہ۔ البدایہ والنہایہ) (فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی جان حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ در شب ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہاں موجود تھی۔ دیدم کہ نور دے بر نور چراغ غالب گشت۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کے نور پر غالب ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ فارسی ص۲۲)

شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر غم والم کے ساتھ حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مصرعہ فرمایا جس سے آپ کا عقیدہ بھی ظاہر ہوتا ہے

لِفَقْدِ الْمُصْطَفٰی بِالنُّوْرِ حَقًّا

آنسو بہاتی ہوں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پردہ پوش ہو جانے پر جو کہ واقعی نور تھے۔ (طبقات ابن سعد ص۳۲۹ ج ۲)

مندرجہ بالا دونوں روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سرکار سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شروع سے لے کر آخر تک نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے بارے میں نور ہونے کا ہی عقیدہ رکھتی تھیں۔

سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دوسری پھوپھی جان سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔ چنانچہ آپ کے ظاہری طور پر پردہ فرما جانے کے بعد غم والم کا اظہار کرتے ہوئے شانِ مصطفوی بیان کرتے ہوئے اپنا عقیدہ بھی اس طرح بیان فرماتی ہیں: یَا عَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ وَسَحِّیْ وَاسْجُمِیْ + وَابْکِیْ عَلٰی نُوْرِ الْبِلَادِ مُحَمَّدِ!

اے آنکھ آنسو بہا اور افسوس کر شہروں کے نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرقت میں رو رہی ہوں۔

عَلَی الْمُصْطَفٰی بِالْحَقِّ وَالنُّوْرِ وَالْهُدٰی

اُس محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو نور ہیں اور حق کے ساتھ مبعوث ہوئے اور سراپا ہدایت ہیں۔ (طبقات ابن سعد ص۳۲۶، ص۳۲۷ جلد ۲ مطبوعہ بیروت)

سیدہ اروٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

: محبوب ربِّ اکبر مالک بحر و بر محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پر آپ کی تیسری پھوپھی جان حضرت سیدہ اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عقیدہ کا اظہار کرتی ہوئی فرماتی ہیں جس کو ابنِ سعد نے اپنے طبقات میں درج کیا ہے۔

عَلٰی نُوْرِ الْبِلَادِ مَعًا جَمِیْعًا
رَسُوْلِ اللّٰہِ اَحْمَدَ فَاشْرُکِیْنِیْ!

آہ! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام شہروں کے لیے نور ہیں۔ مجھے آپ کی مدح اور تعریف کرنے دو۔ (طبقات ابنِ سعد ص۲۲۵ ج ۲)

ناظرین حضرات: پیارے رسولِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو جانتے ہوئے ان کی اولادِ طیبات کا علم رکھتے ہوئے اور کھانا پینا دیکھتے ہوئے بھی صحابیات اور آپ کی پھوپھی جان رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا عقیدہ بھی ہے کہ رب کا محبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہے۔

آیئے اب ان حضرات کا عقیدہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں شامل ہیں اور پوری کائنات کے مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

حضرت سرکار طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ عارفہ

لہ دیوبندیوں اور وہابیوں کے معتمد اور مشہور مولوی شبلی نعمانی کتاب طبقات ابنِ سعد اور اس کے مصنف محدث ابنِ سعد کے بارے لکھتے ہیں کہ ابنِ سعد مشہور محدث ہیں خود قابلِ سند ہیں۔ خطیب بغدادی نے ان کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں۔ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالْفَهْمِ وَالْعَدَالَةِ صَنَّفَ كِتَابًا كَبِيْرًا فِيْ طَبَقَاتِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ اِلٰى وَقْتِهٖ فَاَجَادَ فِيْهِ وَاَحْسَنَ۔ (سیرۃ النبی ص۲۹) نواب صدیق حسن خان بھوپالوی نے بھی طبقات ابنِ سعد کے حوالہ جات اپنی کتاب ہدیۃ السائل ص۲۱۶ پر دیئے ہیں۔ مولوی سلیمان ندوی نے طبقات ابنِ سعد کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوانح پر سب سے زیادہ معتبر اور مبسوط کتب میں شمار کیا ہے۔ (خطبات مدراس ص۶۲)

لہ فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علمی (باقی اگلے صفحہ پر)

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو علمی مشکلات میں مرجع صحابہ تھیں فرماتی ہیں۔

كُنْتُ اُخِيْطُ فِي السَّحَرِ فَسَقَطَتِ الْاِبْرَةُ فَطَلَبْتُهَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَيَّنَتِ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ۔ (خصائص الکبریٰ ص۱۵۶ ج ۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۸، القول البدیع ص۱۴۷، عصیدۃ الشہدہ ص۱۰۲، قصص الانبیاء فارسی ص۲۶۶)

میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی بڑی تلاش کے باوجود سوئی نہ ملی۔ اتنے میں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کمرہ میں تشریف لائے۔ تو ان کے چہرہ مبارک کے نور کی شعاعوں سے سوئی مل گئی۔

مُلّا علی قاری، علامہ جلال الدین سیوطی علیہما الرحمۃ نے سرکار سیدہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كُنْتُ اُدْخِلُ الْخَيْطَ فِي الْاِبْرَةِ حَالَ الظُّلْمَةِ بِبَيَاضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (خصائص الکبریٰ للسیوطی ص۱۵۶ ج ۱، شرح شفا بر حاشیہ نسیم الریاض ص۳۲۸ ج ۱، قصص الانبیاء فارسی ص۲۶۶)

میں تاریک راتوں میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کی چمک سے سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

قارئینِ کرام: حضرت سید المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر جن کا آنا جانا بھی ہے۔ وہ تو فرماتیں کہ آپ نور ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرماتیں کہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں۔

وہ دائیاں جنہوں نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ اور جنہوں نے حضور کو کھاتے پیتے دیکھا اور جن کے گھر میں محبوبِ خدا رہے وہ سب کچھ

(بقیہ صفحہ) فضیلت کا اقرار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی مشکلات کے حل کرنے میں مرجع صحابہ تھیں۔ (سراجاً منیراً ص۶۶) (فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

کھانا پینا، رہنا سہنا دیکھ کر بھی یہی عقیدہ رکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔

رحمتِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی پیاری پھوپھی جان جنہوں نے آپ کی ازواجِ مطہرات، اولادِ پاک کو دیکھا، کھانا پینا، رہنا سہنا سب ان کے پیشِ نظر تھا۔ مگر عقیدہ کیا تھا؟ آپ نور ہیں۔ بلکہ نورٌ علےٰ نور ہیں۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جنہیں آپ کے حرم شریف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے تمام مسلمانوں کی ماں قرار دیا۔ وہ تو فرمائیں کہ حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔ اور صرف نورِ ہدایت ہی نہیں بلکہ نورِ حسی ہیں۔

ان سبھی حضرات کو آقائے نامدار، مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کھانے پینے کا علم تھا۔ اولاد کا ازواج کا علم تھا۔ مگر عقیدہ یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔ بلکہ نورٌ علےٰ نور ہیں۔

جس عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحابۂ کرام علمی مسائل حل کراتے ہوں وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو باوجودِ کہ زوجۂ محترمہ ہونے کے بھی فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نورِ حسی ہیں۔ مگر دیوبندیوں کی عقل پر نامعلوم کون سا پردہ ہے۔ کہ وہ یہی سکتے ہیں کہ وہ کھاتے تھے پیتے تھے ان کی بیویاں تھیں۔ ان کی اولاد تھی۔ اس لیے بشر ہیں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہلِ سنت وجماعت کے امام، کاشف الغمہ، امام الائمہ سیدنا امام اعظم، ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالتمآب علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے عقیدہ کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں:

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی!
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَائِكَ

آپ وہ نور ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور اور آپ ہی کے جمال وکمال سے سورج روشن ہے۔ (قصیدۃ النعمان ص۲۳)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابۂ کرام علیہم الرضوان، اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کے عقائد مستند محدثین کی مستند کتب سے آپ کے پیشِ نظر ہیں۔ جن سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان سب حضرات کو حضور کے کھانے پینے، ازواجِ مطہرات، اولادِ طیبات، کا علم ہوتے ہوئے یہی عقیدہ تھا کہ نور ہیں۔ پس اہلِ سنت وجماعت وہی ہے۔ جو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت پر عقیدہ رکھے۔
اور جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نورِ حسی نہیں مانتا وہ اہلِ سنت وجماعت نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دیوبندی اہلِ سنت وجماعت نہیں ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دِل بھی چمکا دے چمکانے والے

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دِن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

جو گدا دیکھو لیئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

(امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ)

بے مثل بشریّت

دیوبندی وہابی نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اہلِ سنّت وجماعت بریلوی حضرات سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات کو بے مثل مانتے ہیں۔ قرآنِ پاک میں تو اللہ تعالیٰ نے اُن مقدّس عورتوں کو جو سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے نکاح میں آئیں دُنیا بھر کی دوسری عورتوں سے بے مثل قرار دے دیا۔

جس ہستی تک کے نکاح میں آنے کی برکت سے وہ عورتیں دُنیا بھر کی عورتوں سے ممتاز ہوگئیں اور بے مثل ہوگئیں۔ تو اُس ہستی جمیل کی مثل کائنات بھر میں کون ہوسکتا ہے؟

رسولِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ — میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

(جامع ترمذی ص۹۷ ج ۱، صحیح بخاری شریف ۲۶۴/۱ مصری)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ — میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ امام الانبیاء محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء صحابہ کرام علیہم الرضوان میں فرمایا:

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ — میری مثل تم میں سے کون ہے؟

(صحیح بخاری شریف ۲۶۴/۱، صحیح مسلم شریف ط ۳۵۱، ابوداؤد شریف ص۳۲۵)

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی یہ عرض نہ کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہماری

مثل بشر ہیں۔ آپ کے دو ہاتھ، دو پاؤں ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں۔ آپ کی ازواجِ مطہرات ہیں۔ اور اولادِ طیبات ہے بلکہ سب کے سب خاموش ہیں۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق سرِ تسلیم خم کیے ہیں۔ صحابہ کو تو جرأت نہ ہوئی مگر آج دیوبندیوں کو جرأت ہوگئی کہ منبرِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اعلانیہ یہ کہتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری مثل بشر ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں: لَمْ اَرَیٰ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ۔ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مثل نہ پہلے کسی کو دیکھا ہے۔ اور نہ ہی بعد میں۔

(تاریخ کبیر ص ج ۱، خصائص الکبریٰ ص۱۸۱ ج ۱، ترمذی شریف ۲/۲۰۵)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ میں نے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ آپ کے چہرۂ انور پر سورج چل رہا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸)

ایک صحابیِ رسول بیان فرماتے ہیں کہ:

لَمْ اَرٰی شَیْئًا کَانَ اَبْرَدَ وَلَا اَطْیَبَ مِنْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (طبرانی شریف ص۲۱۷ ج ۱ مطبوعہ مصر)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے بڑھ کر ٹھنڈی اور خوشبودار کوئی چیز نہیں دیکھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فرماتے ہیں کہ نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صومِ وصال سے منع فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ آپ صومِ وصال رکھتے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی — میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھانا پینا دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری شریف ۲۶۴/۱، صحیح مسلم شریف ص۳۵۲ ج ۱)

علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ الباری

فرماتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِہِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْہٍ لَمْ یَظْہَرْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ خَلْقُ اٰدَمِیٍّ مِثْلَہٗ خوب جان لو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کو اسی طرح پیدا فرمایا کہ اُن کے مثل نہ کوئی پہلے پیدا ہوا۔ اور نہ ہی اُن کے بعد کوئی پیدا ہوگا۔

(مواہب اللدنیہ شریف ص۲۴۵ ج ۱)

چہرۂ مبارک

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں اپنے پیارے حبیب لبیب نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے رُخ انور۔ یہ چہرہ مبارک کی قسم اُٹھائی ہے۔ فرمایا

وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی (پ۳۰ ع ۱۸)

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

فَسَّرَ بَعْضُہُمْ کَمَا حَکَاہُ الْاِمَامُ فَخْرُ الدِّیْنِ الضُّحٰی بِوَجْہِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللَّیْلِ بِشَعْرِہٖ

(زرقانی شریف ص۲۱ ج۶ مطبوعہ مصر)

اعلحضرت عظیم البرکت امام اہل سُنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

ام المومنین عائشہ صدیقہ لہ

سیدہ طیبہ طاہرہ مخدومۂ دارین ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے چہرہ مُبارک کے متعلق اپنا عقیدہ اس طرح بیان فرماتی ہیں۔ کہ

لہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی جو کہ وہابیہ کے امام العصر ہیں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) علمی مشکلات کے حل کرنے میں مرجع صحابہ تھیں (سراجاً منیراً ص۱۱۶)

كُنْتُ اَخِیْطُ فِی السَّحْرِ فَسَقَطَتِ الْاِبْرَۃُ فَطَلَبْتُہَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْہَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَیَّنَتِ الْاِبْرَۃُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْہِہٖ۔

میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی بڑی تلاش کے باوجود سوئی نہ ملی اتنے میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمرہ میں تشریف لائے تو ان کے چہرہ مُبارک کے نُور کی شعاعوں سے سوئی مل گئی۔

(خصائص کبرےٰ ص۱۵۶ ج۱ حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۸ القول البدیع للسخاوی ص۱۴۷ عقیدۃ الشہدار ص۱۲ قصص الانبیار فارسی ص۲۶۶)

سوزنِ گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا!!

حنفیوں کے عظیم المرتبت محدث **مُلا علی قاری** رحمۃ اللہ الباری نے شرح شفار میں سرکار سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ ان الفاظ میں درج فرمایا ہے۔

كُنْتُ اُدْخِلُ الْخَیْطَ فِی الْاِبْرَۃِ حَالَ الظُّلْمَۃِ لِبَیَاضِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

میں تاریک راتوں میں حضور پر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کی چمک سے سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

(خصائص کبرےٰ ص۱۵۶ ج۱ شرح شفا برحاشیہ نسیم الریاض ص۳۲۸ ج۱ مطبوعہ مصر قصص الانبیار فارسی ص۲۶۶)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

خلیفۂ اوّل سرکار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الانبیار علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے چہرہ مُبارک کے متعلق اپنا عقیدہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

كَانَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَدَارَۃِ الْقَمَرِ۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کی طرح منور تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے کسی نے کہا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا رُخ انور تلوار کی طرح تھا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔

لَا بَلْ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَ كَانَ مُسْتَدِيْرًا ۰

نہیں بلکہ آپ کا چہرہ انور سورج اور چاند کی طرح نورانی اور چمکتا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۵ صحیح مسلم شریف مواہب اللدنیہ صفحہ ۲۵ جلد ۱ زرقانی شریف انوار المحمدیہ صفحہ ۱۳۴ دلائل النبوۃ بیہقی صفحہ ۱۵۱ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ شفاء شریف صفحہ ۳۹ جلد ۱ خصائص کبرےٰ صفحہ ۷۱ جلد ۱ الحجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۶۸۸ دارمی شریف صفحہ ۳۴ جلد ۱ منتخب الصحیحین رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۱۳ جلد ۲ مظاہر حق اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۸۲ جلد ۴)

شاعر نے خوب کہا ہے

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب
اور ہلال عید ابروئے حبیب!

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا کے نور چشم اور علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے لخت جگر اور خلیفہ راشد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَؤُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ۰

رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم بلند رتبہ والے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک اس طرح روشن اور منور تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا تھا

(شمائل ترمذی صفحہ ۲ مطبوعہ دہلی خصائص کبرےٰ للسیوطی صفحہ ۱۸۶ جلد ۱ مجمع الزوائد لابن حجر مکی صفحہ ۲۷۹ جلد ۸ جواہر البحار للنبہانی صفحہ ۳۵ دلائل النبوۃ صفحہ ۲۲ جلد ۳ نشر الطیب صفحہ ۱۱۸)

امام المفسرین فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المفسرین امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے چہرۂ مبارک کے متعلق ان کا عقیدہ علامہ زرقانی نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

لِاَنَّهٗ وَجْهُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَدِيْدًا النُّوْرِ بِحَيْثُ يَقَعُ نُوْرُهٗ عَلَى الْجِدَارِ اِذَا قَابَلَهَا

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اس قدر نورانی تھا کہ جب اس کی نورانیت دیواروں پر پڑتی تو وہ چمک اٹھتیں۔

(زرقانی شریف صفحہ ۲۱۰ جلد ۶ مطبوعہ بیروت)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کی گواہی

روپڑی پارٹی کی معتدر شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی گواہی[1] بھی درج کرنی فائدہ سے خالی نہ ہوگی چنانچہ رقمطراز ہیں کہ الغرض آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رُخ انور پر نورِ نبوت پر پوری حقیقت سے جلوہ گر تھا۔ جو کسی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ متعدد احادیث میں مذکور ہے۔ کہ فلاں فلاں اشخاص نورِ نبوت کے مشاہدہ سے مشرف باسلام ہوئے۔ (سیرت المصطفےٰ صفحہ ۱۳۸ ج ۱)

ہمدانی صحابیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ

عمدۃ المحدثین امام ابن حجر عسقلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف فتح الباری شرح صحیح بخاری علیہ الرحمۃ میں بھی ایک ہمدانی صحابیہ یعنی

---

[1] مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی جو کہ وہابیوں کے معتمد علیہ بزرگ ہیں لکھتے ہیں کہ میرے استاذ المکرم حامل لواء السنن مولانا مولوی غلام حسن صاحب جو مختلف علوم عقلیہ ونقلیہ میں یادگار عالم ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ امام رازی قرآن شریف کے اسرار معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔ خالق اکبر نے اس بزرگ کو اس لئے پیدا کیا تھا کہ اس کی کتاب عزیز کے اسرار معلوم ہو جائیں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ ۵ ، ۲۲ جولائی ۱۹۱۲ء)

اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ درج فرمایا ہے کہ سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک ہمدانی صحابیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حج مُبارک ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ وہ عورت جب اپنے وطن واپس آئی تو ابواسحاق نامی شخص نے اس سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ مُبارک کیسا تھا؟ تو اُس نے بتاتے ہوئے کہا۔

كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ

آپ کا رُخِ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح تھا میں نے آپ جیسا صاحبِ جمال و صاحبِ کمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۳۶۱ جلد ۶
مواھب اللدنیہ صفحہ ۲۵ جلد ۱ خصائص کبرےٰ صفحہ ۱۷۹ جلد ۱ دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ ۱۵۲ جلد ۱
الانوار المحمدیہ صفحہ ۱۹۶، مدارج النبوۃ صفحہ ۶ جلد ۱)

اعلحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں [بر]یلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وُہ رُخ ہُوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

[تھ]وک مُبارک ہمارے تھوک سے بیماری پھیلتی ہے۔ جیسا کہ بازاروں۔ ریلوے اسٹیشنوں اور ہسپتالوں میں لکھا ہوتا ہے۔ کہ تھوکئے مت۔ کہیں [لکھ]ا ہے۔ تھوکنے سے بیماری پھیلتی ہے۔ کہیں انگلش میں یہ لکھا ہے۔ "DO NOT SPIT HERE" مگر ہمارے نبی پاک صاحبِ لولاک حضرت احمد [مجت]بےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے تھوک مُبارک سے بیماری دُور [ہو]تی ہے۔ شفا حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ کتب معتبرہ میں درج ہے۔

[سی]دنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں [ر]سول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے

شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ فتح و نصرت عنایت فرمائے گا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ صبح کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور ہر ایک کی خواہش یہی تھی۔ کہ جھنڈا مجھے ملے۔ مگر سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ۔

علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔

يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ ۔

اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ

کسی کو ان کی طرف بھیجو۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی خدمت میں لایا گیا تو رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن شریف ڈالا۔ پس حضرت علی اچھے ہو گئے یہاں تک کہ گویا ان کو درد تھا ہی نہیں۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۳ اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۶۶۴ جلد ۴ مسند امام احمد صفحہ ۵۳ جلد ۴ مواھب صفحہ ۲۹۵ جلد ۱)

حضرت عقیلی بن حبیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی کا عقیدہ

صحابیٔ رسول حضرت عقیلی بن حبیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد ماجد کی دونوں آنکھیں بالکل سفید ہو گئیں تھیں کہ بالکل نظر نہیں آتا تھا۔

فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَاَبْصَرَ فَرَاَيْتُهٗ يُدْخِلُ الْخَيْطَ فِي الْاِبْرَةِ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی دونوں آنکھوں میں تھوک مُبارک ڈالا۔ تو وہ بینا ہو گیا۔ پس میں نے اُن کو دیکھا کہ وہ اسّی سال کی عمر میں بھی سُوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

شفا شریف صفحہ ۲۱۳ جلد ۱ مطبوعہ مصر۔ مواھب اللدنیہ صفحہ ۲۷۴ جلد ۱۔ انوار محمدیہ للنبہانی صفحہ ۲۹۷

زرقانی شریف۔ مدارج النبوۃ شریف فارسی

لعاب دہن شریف سے کنوئیں میں خوشبو مشک جیسی آنا

شیخ المحدثین حضرت عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور علامہ قسطلانی شارح بخاری نے مواہب اللدنیہ میں اور امام یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے انوار محمدیہ میں روایت درج فرمائی ہے۔

مَجَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بِئْرٍ فَفَاحَ مِنْهَا رَائِحَةُ الْمِسْكِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کنوئیں میں کُلّی فرمائی جس سے اس کنوئیں سے کستوری اور مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

مدارج النبوۃ فارسی صفحہ ۱۱۳ ج ۱ انوار محمدیہ صفحہ ۲۰۰ مواہب اللدنیہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل المرتبت صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا کنواں کڑوا تھا۔

بَصَقَ فِیْ بِئْرٍ فِیْ دَارِ اَنَسٍ فَلَمْ يَكُنْ بِالْمَدِيْنَةِ بِئْرٌ اَعْذَبَ مِنْهَا

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے کنواں میں اپنا لعاب دہن شریف ڈالا تو وہ کنواں اتنا میٹھا ہوگیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ کوئی کنواں میٹھا نہ رہا۔

(مدارج النبوۃ صفحہ ۱۱۳ ج ۱ مطبوعہ دہلی انوار محمدیہ صفحہ ۲۰۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غار ثور میں سانپ نے ڈسا۔

فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَى الْمَحَلِّ اللَّدْغِ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈسے ہوئے مقام پر لعاب دہن شریف لگایا تو فوراً شفا مل گئی۔

(تفسیر روح البیان صفحہ ۴۳۳ ج ۳ مطبوعہ بیروت)

بشر بن عقربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے لعاب دہن شریف سے لکنت دور ہوجانا صحابی خود بیان فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد ماجد

غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تو میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں روتا ہوا حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیوں روتا ہے۔ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا والد ماجد اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری والدہ ماجدہ ہوجائیں۔ پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست رحمت میرے سر پر پھیرا تو میرے سر کے بالوں پر آپ کا ہاتھ مبارک پھر گیا وہ سیاہ رہے اور باقی سفید۔

كَانَتْ فِیْ لِسَانِیْ عُقْدَةٌ فَتَفَلَ فِيْهَا فَانْحَلَّتْ۔

میری زبان میں لکنت تھی۔ آپ نے لعاب دہن شریف ڈالا فوراً گرہ کھل گئی۔ یعنی لکنت دور ہوگئی۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۸۳ ج ۲)

اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت۔ مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رافع نافع دافع شافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

پسینہ مبارک

ہمارے پسینہ سے بدبو آتی ہے مگر حبیب کردگار سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینہ مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جیسا کہ کتب محدثین میں واضح ہے۔

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ

سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل المرتبت صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ محترمہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ محدثین نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لاتے اور قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا چمڑے کا بچھونا بچھاتی تھیں۔ آپ اس پر قیلولہ فرماتے آپ کو پسینہ مبارک بہت آتا تھا۔

فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهٗ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ

پس ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کا پسینہ

الطِّيبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيبِ ۔

مبارک جمع کرتی اور اس کو خوشبو میں ملاتی تھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم یہ کیا ہے؟ عرض کیا آپ کا پسینہ مبارک ہے اس کو اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا پسینہ مبارک تمام خوشبوؤں سے بہترین خوشبو ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۶ اشعۃ اللمعات فارسی ج۴ ص۴۸ خصائص کبریٰ۔ صحیح بخاری شریف ج۱ ص۶۶)

ایسی خوشبو نہیں کسی پھول میں،
جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

شیخ المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مستطاب مدارج شریف میں نقل فرمایا ہے کہ

ایک مرد نے چاہا کہ اپنی لڑکی کو خاوند کے گھر بھیجے مگر اس کے پاس خوشبو نہ تھی۔ سرورِ عالم شہنشاہ عرب و عجم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تاکہ کوئی شے عنایت فرمادیں۔ کوئی چیز حاضر نہ تھی۔

پس شیشہ طلبید وطیب انداخت در دے پس پاک کرد از جبرِ شریف خود از عرق در شیشہ انداخت وگفت بنید از دریں۔ شیشہ طیب ولفر با اورا کہ تطیب کند بایں پس لود آں زن چوں میکرد بداں مے بوئیند اہل مدینہ آنرا ونام کردند خانہ ایشاں را بیت الطیبین۔

پس ایک شیشی منگوائی اور اس میں خوشبو ڈالی۔ پھر اپنے جسم اطہر سے تھوڑا سا پسینہ مبارک شیشی میں ڈال کر فرمایا کہ اس شیشی میں خوشبو ملا دو۔ اور اپنی لڑکی کو کہہ دو کہ وہ اس سے خوشبو استعمال کرے۔ پس جب وہ اس سے خوشبو لگاتی تو تمام مدینہ شریف کے لوگ وہ خوشبو سونگھتے تھے۔ انہوں نے ان کے گھر کو خوشبو داروں کا گھر نام رکھا تھا۔

(مدارج النبوۃ فارسی ص۲۹ جلد اول، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۵)

خونِ مبارک

ہمارا خون ناپاک مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پاک ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون مبارک صحابی نے پیا جیسا

کہ مستند کتب میں روایت درج ہے۔

جب (یوم اُحد کو) امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم زخمی ہوئے تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد تھے نے زخم کو چوس کر صاف کر دیا۔ وہ سفید نظر آنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ اس خون کو منہ سے پھینک دو۔ کہا نہیں۔ اللہ کی قسم اس کو اپنے منہ میں سے کبھی اس کو نہ پھینکوں گا۔ پھر اس نے خون مبارک کو پی لیا۔ تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا ۔

جو شخص جنتی مرد کو دیکھنا چاہے۔ پس وہ اس کو دیکھ لے۔

(شفاء شریف ص۱۴ مدارج النبوت فارسی ج۱ ص۳۰۔ مواہب اللدنیہ ج۱ ص۔ انوار محمدیہ ص۲۱۶)

صحابیٔ رسول کو قرآن پاک کی یہ آیت بھی یقیناً یاد تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (پ۲ ع ۵)

اس نے یہی حرام کیے ہیں مُردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

اس آیت شریفہ میں اللہ کریم نے فرمایا کہ خون حرام ہے۔ مگر صحابی رسول کا سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون مبارک پی جانا اس حقیقت کی بیّن دلیل ہے کہ صحابی کے نزدیک رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشریت دنیا بھر کے انسانوں کی بشریت سے بے مثل ہے۔ شیخ المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے مدارج النبوۃ شریف میں درج فرمایا ہے۔ کہ ایک حجام نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنگی یعنی پچھنے لگائے تو آپ کا خون مبارک باہر لے گیا۔ اور اس کو پی لیا۔ آپ نے پوچھا کہ خون کا کیا کیا۔ اس نے عرض کی کہ باہر لے گیا تھا تاکہ اس کو پوشیدہ کر دوں مگر میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ آپ کے خون مبارک کو زمین پر گراؤں تو میں نے خون مبارک کو اپنے شکم میں پوشیدہ کر دیا ہے یعنی پی لیا ہے۔

فرمود تحقیق عذر کرد ی و نگاہ داشتی نفس خود را یعنی از امراض و بلا۔

آپ نے فرمایا تو نے عذر پیش کیا اور اپنے آپ کو بیماریوں سے محفوظ کر لیا۔

(مدارج النبوۃ شریف فارسی صفحہ ۳۰ ج ۲ مطبوعہ دہلی)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ نے شفا شریف کی شرح میں روایت درج فرمائی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا خون مبارک بطور تبرک نوش فرمایا تو کسی نے ان سے خون مبارک کے متعلق پوچھا کہ کیسا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔

اَمَّا الطَّعْمُ فَطَعْمُ الْعَسَلِ وَ اَمَّا الرَّائِحَۃُ فَرَائِحَۃُ الْمِسْکِ — ذائقہ شہد کی طرح میٹھا تھا اور خوشبو مشک کی طرح تھی۔

قارئین کرام: مندرجہ بالا مستند کتب کے حوالہ جات سے جلیل المرتبت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقائد واضح ہوتے کہ وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے جیسا بشر نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ ساری کائنات میں بے مثل بشر سمجھتے تھے۔

مولانا جلال الدین[1] رومی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا۔

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا
آں خورد گردد ہمہ نورِ خدا
اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہرِ حق سوئے غریباں یک نظر

[1] دیوبندی اکابر کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا روم علیہ الرحمۃ کی فاتحہ، نذر و نیاز دلاتے تھے۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۰)

شفاعت

دیوبندی وہابی حضرات کا عقیدہ ہے۔ کہ کوئی نبی ولی شفاعت نہیں کر سکتا۔ جو ان کو شفیع اعتقاد کرے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۳)

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم شافع محشر ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفاعت فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ (پ ۳ ع ۱) — وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے اس کے حکم کے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے۔

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (پ ۱۵ ع ۹) — قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

تفسیر خازن اور مدارک

میں امام خازن اور امام نسفی علیہما الرحمۃ نے اس آیۃ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔

وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَھُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَۃِ لِاَنَّہٗ یَحْمَدُ فِیْہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔ (تفسیر خازن ص ۱۵۵ ج ۳ تفسیر مدارک ص ۱۵۵ ج ۳ تفسیر جلالین ص ۲۳۷ تفسیر جامع البیان ص ۲۴۵) — مقام محمود مقام شفاعت ہے۔ کیونکہ وہاں پر اولین اور آخرین سب لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد اور تعریف کریں گے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی صحیح میں روایت درج فرمائی ہے۔ کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مقام محمود کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

ھِیَ الشَّفَاعَۃُ۔ وہ مقام شفاعت ہے۔ (جامع ترمذی ص ۱۴۲ ج ۲)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

اِمام بخاری علیہ الرحمۃ نے حدیثِ شفاعت اپنی صحیح میں بیان فرمائی ہے۔ اُس میں ہے

ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدَهٗ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔

(صحیح بخاری شریف ص ۱۱۸ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۴۸۹، مرقاۃ ص ۲۸۲ ج ۱۰، اشعۃ اللمعات ص ۳۸۷ ج ۴)

امام نسفی، امام سیوطی اور امام قرطبی علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اِس آیتہ شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا لَّا اَرْضٰى قَطُّ وَّوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ۔ (تفسیر مدارک ص ۳۶۴ ج ۴، تفسیر درمنثور ص ۳۶۱ ج ۶، تفسیر قرطبی ص ۹۶ ج ۲۰، تفسیر عزیزی ص ۲۱۸ ج ۴)

جب یہ آیتہ شریفہ نازل ہوئی۔ تو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوگا۔ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

امام المفسرین علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر خازن میں وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى آیتہ شریف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے۔ اِس عطاء سے مراد هِيَ الشَّفَاعَةُ فِيْ اُمَّتِهٖ حَتّٰى يَرْضٰى امت کے حق میں شفاعت ہے۔ اس حد تک کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

(تفسیر خازن ص ۲۵۸ ج ۷، مطبوعہ مصر۔ تفسیر معالم التنزیل ص ۲۵۸ ج ۷، مطبوعہ مصر)

شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَتَانِيْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّيْ فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ اَنْ يُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا۔

میرے ربّ کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اور مجھے میری اُمت کے جنت میں نصف داخل ہونے اور شفاعت کے کرنے کے درمیان اختیار دیا۔ تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔ اور وہ ہر اُس شخص کے لئے ہے جو مشرک ہو کر نہ مرا ہو۔

مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۴، جامع ترمذی ص ۶۶ ج ۲، ابن ماجہ ص ۳۳۰، اشعۃ اللمعات ص ۴-۴ ج ۴، مرقات شریف ص ۳۱۰ ج ۱۰، مستدرک ص ۶۷ ج ۱)

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عقیدہ

سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَشْفَعُ لِاُمَّتِيْ حَتّٰى يُنَادِيْنِيْ رَبِّيْ اَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ رَضِيْتُ۔

میں اپنی امت کی شفاعت کراؤں گا۔ یہاں تک کہ میرا پروردگار پکارے گا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تو راضی ہوا۔ تو میں عرض کروں گا کہ اے میرے پروردگار میں راضی ہوں۔ (تفسیر درمنثور ص ۳۶۱ ج ۶، تفسیر قرطبی ص ۹۶ ج ۲۰، تفسیر روح البیان ص ۴۵۵ ج ۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّي اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِيْ فَهِيَ نَائِلَةٌ مَّنْ مَّاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا۔

ہر نبی کی ایک دعا قبول کی جاتی ہے۔ پس ہر نبی نے دعا مانگنے میں جلدی فرمائی۔ اور میں نے اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے رکھا ہے۔ پس میری یہ دُعا پہنچنے والی ہے۔ اُس شخص کو میری امت میں سے جو اس حال میں مرا ہے۔ کہ اس

نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ (ابن ماجہ شریف ص ۳۲۹، مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۴، اشعۃ اللمعات فارسی ص ۱۶۸ ج ۲، مرقات شریف ص ۳۳ ج ۵، صحیح بخاری شریف ص ۹۳۲ ج ۲، صحیح مسلم شریف ص ۱۱۳ ج ۱، فتح الباری ص ۹۶ ج ۱۱، عمدۃ القاری ص ۲۷۶ ج ۲۲، ارشاد الساری ص ــــ، مستدرک ص ۶۸ ج ۱، ترمذی شریف ص ۲۰۰ ج ۲، جامع صغیر ص ۹۷ ج ۱، نہایہ ابن کثیر ص ۲۰۸ ج ۲،

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ کُنْتُ اِمَامُ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبُھُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرَ فَخْرٍ۔

میں قیامت کے دن تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں گا۔ یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴، اشعۃ اللمعات ص ۴۷۸ ج ۴، مرقاۃ شریف ص ۶۴-۶۵ ج ۱۱، ترمذی شریف ص ۲۰۱ ج ۲، ج صغیر ص ۳۳ ج ۱، مستدرک ص ۷۱ ج ۱، تلخیص ص ۷۱ ج ۱، ابن ماجہ شریف ص ۳۳۰۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بَیْضٌ مَکْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ۔

جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا۔ میں سب کا پیشوا ہوں گا۔ جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب وہ عرصہ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انہیں بشارت دوں گا۔ جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوتے یا موتی ہیں بکھرے ہوتے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴، جامع ترمذی ص ۲۰۱ ج ۲، دارمی شریف ص ۳۰ ج ۱، اشعۃ اللمعات ص ۴۷۷، مرقات شریف ص ۶۳ ج ۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سرکار سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

قیامت کے دن میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میں قبر اطہر سے نکلوں گا۔ سب سے پہلے میں شفاعت کراؤں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جاتے گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۱، صحیح مسلم شریف ص ۲۴۵ ج ۲، اشعۃ اللمعات ص ۴۶۶ ج ۴، مرقات شریف ص ۴۵ ج ۱۱، ابن ماجہ ص ۳۲۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ۔

میں مرسلین کا قائد ہوں اور فخر نہیں کرتا، میں نبیوں کا خاتم ہوں اور فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے میں شفاعت کراؤں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ اور فخر نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴، دارمی شریف ص ۳۱ ج ۱، اشعۃ اللمعات ص ۴۷۷ ج ۴، مرقاۃ ص ۶۳ ج ۱۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل المرتبت صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ سرور کون و مکاں، شفیع عاصیاں، وسیلہ بیکساں، سیاح لامکاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے دن تمام لوگ جمع ہوں

گے اور آپس میں کہیں گے۔

لَوِاسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَکَانِنَا ھٰذَا۔ کاش ہم اپنے پروردگار کے حضور کوئی شفاعت کرنے والا تلاش کرتے تاکہ وہ ہمیں اس مقام پر راحت دیتا۔

تب وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ اے آدم علیہ السلام کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا۔ ملائکہ سے سجدہ کرایا۔ آپ کو تمام چیزوں کے ناموں کا علم عطا فرمایا۔

اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَکَانِنَا ھٰذَا۔ ہمارے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ وہ ہمیں اس مقام پر راحت دے۔

تب حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔

لَسْتُ ھُنَاکَ۔ یہ میرا کام نہیں کہ سب سے پہلے شفاعت کا دروازہ کھولوں) فرمائیں گے۔ اِئْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلِ اللہِ بَعَثَهُ اللہُ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دو۔ کہ وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ تو وہ بھی فرمائیں گے۔

لَسْتُ ھُنَاکَ۔ یہ میرا کام نہیں کہ شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے کھولوں۔

حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے۔

اِئْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دو۔ وہ رحمٰن کے خلیل ہیں۔ تب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوں گے۔ تو آپ بھی فرمائیں گے۔ لَسْتُ ھُنَاکَ رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے۔

اِئْتُوْا مُوْسٰی عَبْدًا اٰتَاہُ اللہُ التَّوْرَاۃَ وَکَلَّمَهٗ تَکْلِیْمًا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں جاؤ۔ وہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو توراۃ دی ہے۔ اور ان سے ہم کلامی فرمائی۔ تو لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

تو وہ بھی لَسْتُ ھُنَاکَ فرمائیں گے۔ اور ارشاد فرمائیں گے۔

اِئْتُوْا عِیْسٰی عَبْدَ اللہِ وَرَسُوْلَهٗ وَکَلِمَتَهٗ وَرُوْحَهٗ۔ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ تعالےٰ کے خاص بندے اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ اور روح ہیں۔

لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں جائیں گے تو وہ بھی لَسْتُ ھُنَاکَ فرماتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے۔

لٰکِنْ اِئْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللہُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضری دو۔ جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔

تو سرورِ عالم، شفیعِ اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔

فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ۔ تو میں اپنے رب کے حضور اذن چاہوں گا۔ مجھے اذن مل جائے گا۔

جب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گا۔ تو سجدہ کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرِ انور اٹھائیے اور فرمائیں۔ مانگیئے۔ عطا فرمایا جائے گا۔ اور شفاعت قبول کی جائے گی۔

سرورِ عالم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اس نے دل میں جو بھر بھی نیکی ہے وہ جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں دانہ گندم کے برابر بھلائی ہو۔ یعنی ایمان ہو۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ بھر بھی بھلائی ہو۔

(بخاری ج۲ ص۱۱۱۸، مشکوٰۃ ص۴۸۸، ابن ماجہ ص۳۲۹، مرقات ج۱۰ ص۲۷۶، کتاب الاسماء والصفات ص۱۴۶، نہایہ ابن کثیر ج۲ ص۱۸۸)

عبد المصطفیٰ اور غلام نبی نام رکھنا

دیوبندی کہتے ہیں کہ عبد المصطفیٰ، عبد النبی، غلام رسول، غلام نبی وغیرہ نام رکھنا شرک ہے۔ اہلِ سنت وجماعت حضرات یہ نام رکھنا جائز سمجھتے ہیں اور باعثِ برکات خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ (پ۲۴ ع۳)

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو

دیوبندی حضرات کے بھی بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اس آیۂ کریمہ پر فرماتے ہیں کہ "چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصلِ بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ۔ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (امداد المشتاق ص۹۳)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

بھی اسی پہ لکھتے ہیں کہ قرینہ بھی انہیں معنیٰ کا ہے۔ آگے فرماتے ہیں: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اُس کا اللہ ہوتا تو فرماتا مِنْ رَّحْمَتِیْ تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ (امداد المشتاق ص۹۳)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اسی لیے کہا ہے ؎

یاعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کرلیا پھر تجھ کو کیا

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امیر المومنین خلیفۂ دوم خلیفہ برحق سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے

ؒ سرکارِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان مبارک میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

آپ کو عبد المصطفیٰ کہلاتے تھے جیسا کہ روایت میں ہے۔

فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تُؤْنِسُوْنَ مِنْ شِدَّةٍ وَّ غِلْظَةٍ وَّ ذَالِکَ اِنِّیْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ۔

پس جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوتے تو لوگوں کو آپ نے منبرِ رسول پر خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ اور یہ اس لیے کہ میں رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عبد بندہ اور آپ کا خادم ہوں۔

(کنز العمال ص۱۴۷ ج۳، حیوٰۃ الحیوان للدمیری ص۵۱ ج۱، ازالۃ الخفاء للشاہ ولی اللہ الدہلوی ص۶۳ ج۲)

قارئین حضرات! آپ نے دیکھا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے بارے میں فخر الرسل، ہادی السبل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ

بے شک شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔

اس شان والا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو دیوبندی بھی جمعہ کے روز منبرِ رسول پر کھڑے

فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پہ حق کو ظاہر فرما دیا ہے۔ (ترمذی ص۲۰۹ ج۲، حلیۃ الاولیاء ص۴۲ ج۱، ریاض النضرہ، اعلام الموقعین ص۲۵ ج۲) عُمَرُ مَعِیْ وَاَنَا مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ جنابِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنگت میرے ساتھ اور میری سنگت عمر کے ساتھ اور میرے بعد حق وصداقت کی سنگت جناب عمر کے ساتھ ہوگی جہاں کہیں بھی عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے (جامع صغیر ص۶۶ ج۲، صواعق محرقہ ص۹۷، طبرانی شریف، اسنی المطالب ص۱۴۲)، اہلِ جنت کے سراج حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں)۔ (جامع صغیر ص۶۶ ج۲، صواعق محرقہ ص۹۷، اسنی المطالب ص۱۴۲) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

ہو کر سکتے ہیں۔

منبر و محراب کی زینت اور اسلام کی عزت حضرت **عمر فاروق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبرِ رسول پر کھڑے ہو کر ہزارہا صحابہ اور تابعین کے سامنے جن میں **سیدنا عثمان ذی النورین**، سیدنا **علی المرتضیٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی شخصیتیں بھی موجود ہوں۔ حمد و ثناء کرنے کے بعد اپنی خلافت کے منصب پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میں رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا عبد، بندہ اور خادم ہوں۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے یہ نہ کہا کہ اے عمر فاروق تم نے شرک کیا ہے (معاذ اللہ) سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابہ اور تابعین کی موجودگی میں منبرِ رسول پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے اپنے آپ کو عبدُ المصطفیٰ، عبدُ النبی کہنا اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا اعتراض نہ کرنا یہ واضح دلیل ہے کہ جملہ صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام اور حاضرینِ محفل تمام مومنین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اور اس نام اور اس نسبت کو وہ شرک نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو مومنِ کامل ہی سمجھتے تھے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک بھی ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (مشکوٰۃ شریف ص، ترمذی شریف ص۹۲ ج ۲، ابنِ ماجہ شریف ص، ابوداؤد شریف ص۲۷۹ ج ۲، سنن دارمی ص۲۶، مسند احمد ص۲۷ ج ۴، مستدرک ص۹۵ ج ۱)	تم پر میری اور خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کی سنت لازم ہے۔

پس اس ارشادِ نبوی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا عثمانِ غنی اور سیدنا علی شیرِ خدا اور دیگر صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام کے سامنے، عبد المصطفیٰ، عبد النبی اپنے آپ کو قرار دینے کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اہلِ سنت و جماعت حضرات عبد المصطفیٰ اور عبد النبی نام رکھتے ہیں۔ میرے اعلیٰحضرت امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی کی جو مہرِ مبارک تھی آپ نے اس مہر پر بھی عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں بریلوی لکھایا ہوا تھا۔

علامہ ابو النور محمد بشیر صاحب کوٹلوی نے اسی لیے لکھا ہے ؎

میرے عبد المصطفیٰ احمد رضا تیرا قلم
دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے شمشیر ہے

موجودہ دور میں اہلِ سنت کے عظیم قائد حضرت علامہ ازہری ایم این۔اے کا نام حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمۃ نے عبد المصطفیٰ رکھا ہے۔

دیوبندی اس نام کو شرک کہتے ہیں۔ اہلِ سنت و جماعت اس نام کو رکھتے ہیں۔

پس حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبد المصطفیٰ، عبد النبی کہلانے سے اظہر من الشمس والامس ہے کہ اس کو شرک قرار دینے والے دیوبندی اہلِ سنت و جماعت نہیں۔

وہابی مذہب

یہ کتاب دیوبندی، غیر مقلد اہلحدیث، تبلیغی جماعت اور جماعتِ اسلامی کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ علامہ قادری نے اس کتاب میں وہابی اکابر کا علم۔ سیرت کردار۔ فتوے بازی۔ زہد و تقوے، تاریخ وہابیہ ان کی گندی سیاست کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توہین۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخیاں اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کی شان میں بیباکیاں ان کی مستند کتب سے درج کر کے قرآن و حدیث سے ان کا رد کیا ہے۔ ۳۲۳ کتب کے حوالہ جات درج ہیں۔ کتابت۔ طباعت۔ کاغذ عمدہ۔ مجلد قیمت -/۶۰ روپے

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پکارنا

دیوبندی حضرات یا محمدؐ، یارسول اللہ، یاحبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کہنے کے منکر اور کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں اور کہنے والے کو مشرک گردانتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت حضرات یارسول اللہ، یاحبیب اللہ لفظ ندا سے پیارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پکارنا، یاد کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ سرورِ کون ومکاں، شفیعِ مجرماں، وسیلۂ بیکساں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو یامحمدؐ، یارسول اللہ کہنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں حدیث شریف درج ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ وضو کرو اور دو۲ رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ
اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ
اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ
فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ
فَشَفِّعْهُ۔ جذب القلوب صـ۲۲۰
(ابن ماجہ شریف صـ۱۰۰، ترمذی شریف صـ۱۹۷ ج۲، طبرانی شریف
مستدرک صـ۵۱۹ ج۱، صحیح ابن خزیمہ صـ۲۲۶ ج۲، شفاء صـ۲۳ ج۱)

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہو جائے یارب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمت

کو یامحمدؐ، یارسول اللہ سے ندا کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یامحمد یارسول اللہ کہنے کی تعلیم دیں۔ مگر دیوبندی اس کو شرک قرار دیں۔ اب خود ہی فیصلہ فرمالیں کیا یہ اہلسنت ہیں یا کہ باغیٔ سنت؟

اُمتِ محمدیہ کے جلیل المرتبت امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد بھی اس دعا اور وظیفہ پر عمل جاری رکھا اور اس کی تعلیم فرمائی۔ وہ روایت یہ ہے۔

صحابیٔ رسول عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص کو امیر المومنین خلیفہ سوم خلیفہ برحق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضروری کام تھا۔ جو کہ پورا نہیں ہوتا تھا۔ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ سائل نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا علاج دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔ اس کے بعد خلیفۂ وقت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دربان آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو خصوصی جگہ پر بٹھایا اور اس کی حاجت پوچھی اور اس کو پورا فرمایا نیز فرمایا جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو میرے پاس آنا میں اس کو پورا کر دوں گا۔ سائل خوشی ومسرت کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور کہا جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا۔ میں نے وہ دعا پڑھی اور میرا کام ہو گیا۔ حالانکہ اس سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میری طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ (طبرانی شریف صـ۱۸۳ ج۱ مطبوعہ مصر)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور تابعین

حضرات سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال کے بعد بھی یا محمد یا رسول اللہ کو جائز قرار دیتے تھے بلکہ مشکل اور پریشانی کے عالم میں یا محمد یا رسول اللہ پکارتے تھے۔ اور پکارنے سے ان کی مشکلیں اور مصائب حل ہو جاتے تھے۔ مگر آج کل دیوبندی یا محمد یا رسول اللہ پکارنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں اور پھر دعویٰ یہ کہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

صحابہ کرام اور تابعین کے اس مجرب وظیفہ کو محدثینِ عظام علیہم الرحمۃ نے جب حدیث کی مستند کتابوں میں درج فرمایا تو اس امتِ محمدیہ کے مشہور محدث ابنِ جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور تصنیفِ لطیف حصن حصین[1] میں بھی اس وظیفہ کو مشکل، پریشانی اور حاجت طلب کرنے کے لیے پڑھنے کی ترکیب ارشاد فرمائی ہے۔

محدث ابنِ جزری کا ارشاد

مَنْ كَانَتْ لَهٗ ضَرُوْرَةٌ فَلْيَتَوَضَّأْ فَيُحْسِنْ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوْ۔ جس کی کوئی ضرورت یا حاجت ہو پس وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

امام المحدثین سیدنا امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفِ لطیف ادب المفرد میں

[1] حضرت محدث ابنِ جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب حصن حصین کے دیباچہ میں دا نخ الناظرین لکھا ہے۔ کہ اس کتاب میں جو احادیث شریفہ جمع کی گئی ہیں۔ وہ سب صحیح احادیث شریفہ ہیں۔ اس میں کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے۔ ابن جزری کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ اَخْرَجْتُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ اَبْرَزْتُهٗ عُدَّةً عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَجَنَّةً لِّلْمُتَّقِيْ مِنْ شَرِّ النَّاسِ وَالْجِنَّةِ اس کا ترجمہ نواب قطب الدہلوی علیہ الرحمۃ نے اس طرح کیا ہے۔ نکالا میں نے اس کو کتاب کو صحیح حدیثوں سے ظاہر کیا میں نے اس کو۔ درحالیکہ سامان ہے نزدیک ہر سختی کے اور خالص کیا میں نے اس کو درحالیکہ ڈھال ہے بچاتی ہے برائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ (حصن حصین مترجم ص۱۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ۔ (ادب المفرد ص۱۹۳ مطبوعہ مصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ اس شخص کو یاد کریں جو آپ کو سب سے محبوب ہے تو انہوں نے کہا یا محمد!

شفا شریف کی روایت

بارگاہِ نبوی کے حضوری حضرت قاضی عیاض[1] علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شفا شریف میں اس روایت کو اس طرح نقل فرمایا ہے۔

رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلُهٗ فَقِيْلَ لَهٗ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدَاهُ فَانْتَشَرَتْ۔ (کتاب الشفا[2] شریف حقوق المصطفیٰ ص۱۸ ج۲، شرح شفا ص۴۱ ج۲، نسیم الریاض ص۳۹۷ ج۳)

روایت ہے کہ بیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سن ہو گیا۔ پس ان کو کہا گیا کہ اس کا ذکر کرو جو تجھے زیادہ محبوب ہے پس انہوں نے یا محمداہ کہا تو پاؤں مبارک کھل گیا۔

[1] مولوی ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد وہابی نے شفا شریف کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے۔ (سراج منیر از شاہ الحدیث امرتسر ص۸ ۲ مئی ۱۹۴۲ء) قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ عیاض بن موسیٰ ہیں غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی، فقہ، تفسیر، حدیث و سائر علوم کے امام تھے۔ (رحمۃ للعالمین ص۳۵۰ ج۲) سلیمان ندوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ماخذ کتاب شمائل میں سب سے زیادہ ضخیم اور بڑی کتاب اس فن کی کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض کی اور اس کی شرح نسیم الریاض شہاب خفاجی کی ہے۔ (خطبات مدراس ص۶۲)

[2] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے برادرزادے نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور تزیم لاحق ہوا تو ان کے چچا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ جو ان کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے۔ فرمانے لگے۔ اے میرے بھتیجے میری کتاب شفاء کو مضبوط پکڑے رہو۔ اور اس کو اپنے لیے حجت بناؤ۔ گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔ (بستان المحدثین فارسی ص۱۳۰ مطبوعہ دہلی)

علامہ ابن السنی اور علامہ نووی علیہما الرحمۃ

اُمتِ محمدیہ کے جلیل القدر عظیم المرتبت محدثین علامہ ابن السنی علیہ الرحمۃ جن کا انتقال سنہ ھ میں ہوا۔ انہوں نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ ص پر یہ روایت کئی سندوں سے بیان کیا ہے نیز امام نووی جو صحیح مسلم شریف کے شارح ہیں اُنہوں نے بھی کتاب الاذکار ص۱۳۵ پر یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

جو پاک و ہند میں سب سے پہلے علم حدیث کی ترویج و تبلیغ اور تشہیر کرنے والی شخصیت ہیں نیز بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضوری بھی ہیں نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں درج فرمایا ہے۔

قاضی شوکانی اور وحید الزماں

جو کہ غیر مقلدین وہابی حضرات کی بلند پایہ شخصیت ہیں اُنہوں نے بھی اپنی کتابوں تحفۃ الذاکرین ص۲۳۶

لہ فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم و فضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحبِ کمالاتِ ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حُسنِ عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں (تاریخ اہلحدیث ص۳۹۵) وہابیہ نجدیہ کے مشہور رائٹر حکیم عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر المنبر لائلپور لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنی اصلی نورانیت کے جلو میں پھر سے ظاہر کریں۔ ان حضرات نے قرآن و سنت کے خشک سوتوں کو از سرِ نو جاری کر دیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو داعی اسلام فداہ روحی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔ علماء سُو کو بے نقاب کیا گیا۔ ان کی اجارہ داری کو چیلنج کیا۔ اور واشگاف کیا گیا کہ ان کے اقوال اس قابل تو ضرور ہیں کہ انہیں جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا جائے لیکن اس لائق ہرگز نہیں کہ انہیں اسلام کی تفسیر و تعبیر کے طور پر حجتِ شرعی بنایا جائے۔ یہ عظیم تجدیدی کارنامے جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے ان کے اسم گرامی یہ ہیں۔ اول حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں دُنیائے اسلام مجدد (باقی اگلے صفحہ)

مطبوعہ مصر اور ھدیۃ المہدی ص۲۳ ج۱ میں یہ روایت درج کر کے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

مگر یہ حضرات اپنے دلوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا حسد اور بغض اتنا رکھتے ہیں کہ اپنے بڑوں کی کتابوں میں بھی درج کردہ روایات اور احادیث شریفہ پر بھی اعتبار نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ مخالفین کے مجدد اور مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے اس طرح درج کیا ہے کہ شرجی کہتے ہیں کہ ایک بار پاؤں ابن عباس کا سُن ہو گیا۔ کہا یا محمداہ فی الفور کھل گیا۔ (الدار والدوار ص۳۶)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا شعار اور طریقہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان جنگوں میں اکثر یارسول اللہ یا نبی اللہ یا محمد پکارا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ ابن جریر میں ہے۔

(بقیہ صفحہ) الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ دوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیثِ نبوی کے علوم کو عام کیا۔ سوم الشیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔ (الاعتصام ص۵ ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء) وہابیہ کی اہلحدیث کانفرنس دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں ہے کہ دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نشر و اشاعت قرآن و حدیث پر کافی توجہ فرمائی۔ (اہلحدیث امرتسر ص۳ ۲۱ اپریل ۱۹۲۴ء) دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحبِ حضوری کہلاتے ہیں۔ اُنہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (علیہ الرحمۃ) ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ (افاضات الیومیہ ص۵۵ ج۲ سطر۱) مولوی محمد دہلوی نے شیخ کو سیدی خاتم المحققین والمحدثین لکھا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص۵ ۱۵ جولائی ۱۹۴۲ء) (فقیر قادری ابوالحامد محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

اِنَّ الصَّحَابَةَ بَعْدَ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شِعَارُهُمْ فِي الْحُرُوْبِ يَا مُحَمَّدُ۔ (تاریخ ابن جریر)

بیشک صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال کے بعد جنگوں میں یا محمد پکارنا شعار اور طریقہ تھا۔

ابوعبیدہؓ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاہد کا یا محمدؐ پکارنا

تاریخ فتوح الشام میں ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر قنسرین سے لڑائی کے ارادہ سے بھیجا۔ کعب بن حمزہ کی لڑائی یوقنا سے ہوئی۔ اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو یوقنا کے پانچ ہزار سپاہیوں نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ تو اس وقت حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارتے تھے۔

يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ يَا نَصْرَ اللّٰهِ اَنْزِلْ۔

(فتوح الشام ص۲۹۵)

اے محمد مصطفےٰ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اے اللہ تعالیٰ کی مدد نزول فرماؤ۔ تشریف لاؤ۔

محدث سیوطیؒ اور ابن جوزیؒ علیہما الرحمۃ

نے تین مجاہدین کا ایک واقعہ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جو درج کیا جاتا ہے۔

۱؎ علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالتِ بیداری میں بالمشافہ پچھتر مرتبہ زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ ص۴۴ مطبوعہ مصر) دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کو بڑے بڑے علماء کی صف میں شمار کیا ہے۔ (طریقہ مولود ص۱۱)

۲؎ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام اور مجدد ابن تیمیہ حضرت محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے بارے لکھتے ہیں کہ امام ابن جوزی جلیل القدر مفتی اور بڑے صاحبِ تصنیف و تالیف تھے اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں شمار کیا ہے تو انیس ہزار سے (باقی اگلے صفحہ پر)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے عیون الحکایات میں ابو علی ہنریہ سے روایت کی ہے کہ ملک شام میں تین بھائی اپنے وقت کے بڑے بہادر اور پہلوان تھے۔ کفار کے ساتھ ہمیشہ جہاد کرتے تھے۔ شاہِ روم نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اور کہا اگر تم لوگ دینِ نصاریٰ قبول کرو تو میں اپنا ملک تمہیں دے دوں گا۔ اور اپنی لڑکیوں کی شادی تم سے کر دوں گا۔

فَاَبَوْا وَقَالُوْا يَا مُحَمَّدَاهُ

(شرح الصدور ص۸۹ للسیوطی)

پس ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا یا محمداہ ہماری مدد کیجئے۔

مدینہ منورہ کے لوگوں کا یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگانا

صحیح مسلم شریف میں سرکارِ

(بقیہ صفحہ) بھی زیادہ پایا ہے خصوصیت سے حدیث اور فنونِ حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات موجود ہیں کہ ان کی مانند شاید ہی کوئی تصنیف ہو۔ اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ کتاب ہے جس میں سلف کے حالات لکھے گئے ہیں۔ ہر بات کی تفصیل میں آپ ماہر تھے۔ اور لکھنے پر کمال درجہ کی دسترس حاصل تھی اور ہر فن میں لوگوں کی تصنیفات سے آپ کی تصنیفات بہت عمدہ اور معتبر ہیں۔ (الاعتصام لاہور ص۶ ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء)

حافظ ابن ذہبی علیہ الرحمۃ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ کی بہت سی تصانیف مختلف فنون میں ہیں۔ جیسے تفسیر، فقہ، حدیث، وعظ، دقائق، تواریخ وغیرہ حدیث اور علومِ حدیث کی معرفت اور صحیح و ضعیف حدیث کی واقفیت آپ پر ختم ہے۔ آپ نے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور چالیس برس سے زیادہ علم حاصل کیا۔ (طبقات ابن رجب) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔ (حاشیہ بوستان ص۱) علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ جلد ۴ میں لکھا ہے کہ كَانَ مِنَ الْاَعْيَانِ فِي الْحَدِيْثِ مِنَ الْحُفَّاظِ مَا عَلِمْتُ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْعُلَمَاءِ صَنَّفَ مَا صَنَّفَ هٰذَا الرَّجُلُ آپ علومِ قرآن اور تفسیر میں بلند پایہ تھے اور فنِ حدیث میں بہت بڑے۔ افلاطون تھے ان کی تصانیف اتنی کثیر اور ضخیم ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف علماءِ اُمت میں کسی کی ہوں۔ وہابیہ کے ماہنامہ "الاسلام" دہلی میں ہے کہ محدث ابن جوزی (علیہ الرحمۃ) کا شمار چھٹی صدی کے اکابر و اعیان میں ایک عظیم و جلیل محدث اور خطیب کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ آپ کے دستِ حق پرست پر ایک لاکھ سے زیادہ انسان تائب ہوئے اور ایک لاکھ سے زائد اسلام کے دامنِ رحمت میں آچکے ہیں (الاسلام دہلی ص۱۳ ۱۲ فروری ۱۹۵۶ء) (فقیر قادری غفرلہٗ)

سیدنا امام المحدثین امام مسلم علیہ الرحمۃ نے باب الھجرۃ میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ جب سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات منبعِ کمالات جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ	پس چڑھ گئے مرد اور عورتیں گھروں کی
وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي	چھتوں پر اور پھیل گئے بچے اور غلام گلی کوچوں
الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	میں پکارتے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد
يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (صحیح مسلم شریف ص۴۱۹ ج۲)	یا رسول اللہ۔

محدث سخاوی علیہ الرحمۃ[1] نے اپنی کتاب مستطاب القول البدیع[2] میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر محمد عمر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمۃ کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ آئے اور حضرت ابوبکر علیہ الرحمۃ کھڑے ہو گئے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے انہوں نے کہا کہ اُس کے ساتھ میں نے وہ سلوک کیا جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے کہ میں رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سامنے آئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ نماز

---

[1] محدث سخاوی علیہ الرحمۃ امام المحدثین حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کے شاگردِ رشید اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے استاد بھائی تھے۔ شوکانی نے سخاوی کو امام کبیر تسلیم کیا ہے۔ عبدالوہاب عبداللطیف مدرس جامعۃ الازہر نے امام سخاوی کے بارے مندرجہ القاب لکھے ہیں۔ وارث علوم الانبیاء الفرد الفرید (مقدمہ المقاصد الحسنہ)

[2] القول البدیع محدث سخاوی علیہ الرحمۃ کی وہ کتاب جس کے اکثر حوالہ جات دیوبندی تبلیغیوں کے مولوی ذکریا سہارنپوری نے اپنی کتاب فضائل درود شریف میں درج کیے ہیں۔

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفی عنہٗ)

کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر تک پڑھا کرتا ہے۔ اور پھر مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کوئی فرض نماز نہیں پڑھی لیکن اُس کے آخر میں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر تک پڑھا اور تین دفعہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) پڑھا۔

حضرت ابوبکر محمد بن عمر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے پاس گیا۔ اور پوچھا کہ نماز کے بعد کیا ذکر کیا کرتے ہو۔ تو انہوں نے ایسا ہی بیان فرمایا۔ (القول البدیع ص۱۷۳)

ابن قیم[1] اور قاضی سلیمان منصورپوری[2] جو کہ دیوبندی اور وہابی حضرات کی مقتدر شخصیتیں ہیں نے بھی اپنی اپنی کتاب جلاء الافہام ص۲۵۸ (مترجم) الصلوٰۃ والسلام اُردو ص۲۵۹،۲۵۸ میں یہ واقعہ درج کیا ہے

قارئین حضرات: ـ اگر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ یا سے پکارنا شرک ہوتا تو رسولِ ربِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کبھی بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ دُعا نہ بتاتے جس میں یا مُحَمَّد کا لفظ آیا ہے۔

یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللّٰه پکارنا شرک ہوتا تو سرکار سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کا میدانِ کارزار اور عین جنگ کے دوران یا مُحَمَّد یا رَسُوْلَ اللّٰه کبھی بھی نہ پکارتے اور نہ ہی اس کی تعلیم دیتے۔

---

[1] غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی محمد صاحب دہلوی نے ابن قیم کو مجددِ وقت لکھا ہے (اخبار محمدی دہلی ص۱۵، ۵ مئی ۱۹۴۲ء)

[2] مفسر الوہابیہ محمد دہلوی نے قاضی سلیمان منصورپوری کے بارے لکھا ہے کہ قاضی صاحب موصوف کا اندازِ بیان نہایت دلکش اور مدلل ہوتا تھا۔ (اخبار محمدی دہلی ص۱۵، ۱۵ جولائی ۱۹۴۲ء) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے قاضی سلیمان منصورپوری کو قابل مصنف لکھا ہے۔ (المحدیث امرتسر ص۲، ۳ نومبر ۱۹۴۲ء) مولوی داؤد غزنوی لکھتے ہیں کہ قاضی سلیمان منصورپوری کے علم و تحقیق کی بلندیوں کو کوئی نہیں چھو سکا۔ (الاعتصام لاہور ص۳، یکم جولائی ۱۹۶۰ء)

جب صحابۂ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم یا محمد یا رسول اللہ پکارتے تھے تو اس پکار کو سننے والے بھی کئی صحابۂ کرام علیہم الرضوان ہوتے تھے۔ حالانکہ احادیث شریفہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ اور پردہ فرماجانے کے بعد دونوں وقتوں میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا یا محمد یا رسول اللہ پکارنا ثابت ہے۔ لیکن کسی صحابی کا ان کو منع کرنا ثابت نہیں۔

دُنیا بھر کے دیوبندی کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے جس میں کسی صحابی نے دوسرے صحابی کو یا محمد یا رسول اللہ پکارنے سے منع فرمایا ہو۔

پس ان مستند محدثین کی مستند کُتب احادیث سے ثابت ہوا کہ امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ یا محمد یا رسول اللہ پکارنا جائز ہے۔

لہٰذا دیوبندی جو اس کو شرک کہتے ہیں وہ اہلِ سنت و جماعت نہیں بلکہ اہلِ سنت و جماعت وہی حضرات ہیں جو یا محمد یا رسول اللہ پکارتے بھی ہیں اس کے جواز کے قائل بھی ہیں۔

الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ

مصنفہ
علامہ محب طبری

ترجمہ
پروفیسر دوست محمد شاکر

سیدنا ابوبکر صدیق۔ سیدنا عمر فاروق۔ سیدنا عثمان غنی۔ سیدنا علی المرتضٰے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ۔ سیدنا زبیر۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف۔ سیدنا سعد بن مالک سیدنا سعید بن زید۔ سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مفصل حالات پر نہائت ہی دلچسپ اور بینظیر کتاب ہے۔

کتابت۔ طباعت اور کاغذ عُمدہ۔

دُور و نزدیک سے سُننا

دیوبندی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ہی ہماری آواز سُنتے ہیں وہاں پر ہی درود شریف سنتے ہیں۔ دور دراز سے نہیں سُنتے دور و نزدیک سے سُننے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

اہلِ سنت وجماعت بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ سرورِ کون و مکان مدینہ منورہ میں بھی آواز کو سُنتے ہیں۔ اور دُور دراز سے بھی اپنے اُمتیوں کی آواز کو سُنتے ہیں۔ ؎ دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

سرکار شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر عظیم المرتبت صحابہ کرام علیہم الرضوان مدینہ منورہ میں بھی اور دور دراز علاقوں اور میدانِ جنگ میں بھی اپنے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرفِ ندا یا سے پکارتے تھے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یا محمد پکارنا نیز صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا میدانِ جنگ میں یا محمد پکارنا ان کا شعار اور طریقہ تھا۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یا محمد کہنا اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کا یا محمد والی دعا بتانا۔

ان سب روایات صحیحہ سے بالکل عیاں ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان دُور و نزدیک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے تھے اور ان کی مشکلیں حل ہوتی تھیں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا دور دراز سے پکارنا یہ دلیل ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء دُور و نزدیک سے سُنتے ہیں۔

شافع محشر، ساقیِ کوثر احمدِ مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی ہے۔

اِنِّیْ اَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔

(صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف ص مشکوٰۃ شریف ص)

دلائل الخیرات کا حوالہ

دیوبندی حضرات کے اکابرین مثلاً مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی حضرات نے اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے دلائل الخیرات شریف کتاب پڑھنے کی سنداً اجازت لی ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی کتاب المہند میں ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اکابرینِ دیوبند قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی وغیرہم کو دلائل الخیرات شریف پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

(المہند ص۱۶ مطبوعہ دیوبند)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دلائل الخیرات شریف کے متعلق فرماتے تھے کہ دلائل الخیرات کی اجازت ہم نے حاصل کی اپنے شیخ ابوالطاہر سے، انہوں نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے سید عبدالرحمٰن ادریس سے جو کہ محجوب مشہور ہیں انہوں نے باپ احمد سے انہوں نے اپنے دادا محمد سے انہوں نے اپنے دادا احمد سے انہوں نے دلائل الخیرات کے مؤلف سید شریف محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء ص۱۴۳)

مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری علمائے دیوبند سے حسنِ ظن کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی علماء کے معمولات سے ہے۔

(نجدی تحریک پر ایک نظر ص)

اسی کتاب دلائل الخیرات شریف میں اُس کے مؤلف حضرت محمد بن سلیمان جزولی

ل مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ آپ کے ستتر سال بعد بلادِ سوس میں آپ کی (باقی اگلے صفحہ پر)

علیہ الرحمۃ نے رحمتِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث شریف درج فرمائی ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مُحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُھُمْ (دلائل الخیرات شریف ص۲۲)

میں تو بگوشِ خود سن لیتا ہوں درود اپنے اہلِ محبت کا اور ان کو پہچان لیتا ہوں۔

سچا مسلمان تو اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادِ مبارک پر یقین رکھتا ہے۔ اور یہی عقیدہ رکھے گا۔ کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دور و نزدیک سے ہمارے درود شریف کو سنتے ہیں۔ نیز پڑھنے والوں کو پہچانتے ہیں۔

اس ارشادِ مبارک سے اہلِ سنت وجماعت کے اس عقیدہ کی بھی تصدیق ہو گئی کہ ساری کائنات رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ میں ہے۔ سب کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں

قارئینِ کرام: دیوبندیوں کی آقائے نامدار، مدنی تاجدار، احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کھلی بغاوت دیکھیئے کہ رسولِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

(بقیہ صفحہ) قبر میں نعش مبارک کو مراکش نقل کیا گیا تو آپ کو ایسا ہی پایا جیسا دفن کیا گیا تھا۔ آپ کے حالات میں زمین نے کوئی اثر اور طولِ زمانہ نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا تھا۔ سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں خط بنوانے کا نشان ایسا ہی تازہ تھا جیسا انتقال کے وقت تھا۔ کیونکہ انتقال کے روز آپ نے خط بنوایا تھا۔ اور کسی شخص نے ان کے چہرہ پر انگلی رکھ کر چلائی۔ تو اس کے نیچے سے خون ہٹ گیا۔ جب انگلی اٹھائی تو خون لوٹ آیا۔ جیسے زندہ آدمی ہوتا ہے۔ (جامع کرامات الاولیاء، جمال الاولیاء ص۱۳۸-۱۳۹ از اشرف علی تھانوی) آپ کی قبر مراکش میں ہے۔ قبر پر دلائل الخیرات بکثرت پڑھتے ہیں۔ اور پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہنے کی وجہ سے ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔

(جمال الاولیاء۔ فضائل درود شریف ص۸۶)

تو فرمائیں کہ میں سنتا بھی ہوں اور پہچانتا بھی ہوں۔ مگر دیوبندی اعلانیہ کہتے پھرتے ہیں کہ نہ سنتے ہیں اور نہ ہی پہچانتے ہیں۔

طبرانی شریف میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ۔	جمعہ کے دن درود بکثرت پڑھا کرو کیونکہ وہ یوم مشہود ہے۔ فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں۔ جو بندہ درود پڑھتا ہے خواہ وہ کوئی ہو کہیں ہو اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔

(جلاء الافہام ص۶۲ از ابن قیم الصلوٰۃ والسلام ص۵۲)

فرمانِ نبوی سے روزِ روشن کی طرح اہلسنت وجماعت حضرات کے عقیدہ کی تصدیق اور حقانیت عیاں ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو بندہ بھی درود شریف پڑھتا ہے خواہ وہ کوئی ہو کہیں ہو۔ دور ہو یا نزدیک۔ مدینہ منورہ میں ہو یا پاکستان میں جہاں کہیں بھی ہو اس کی آواز پہنچ جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ دیوبندی حضرات اہلسنت وجماعت نہیں بلکہ اصل میں اہلسنت وجماعت وہی حضرات ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم دور و نزدیک سے امتی کو سنتے ہیں اور امتی کو پہچانتے بھی ہیں۔ دیوبندی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ درود شریف نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ملائکہ پیش کرتے ہیں اگر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں تو پھر پیش کیوں کیا جاتا ہے۔

قارئین کرام: اس عقیدہ میں بھی فریب اور مکاری سے کام لیا گیا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ قطعاً نہیں تھا کہ جب درود شریف پیش کیا جاتا ہے تو خود نہ سنتے تھے تب ہی پیش کیا جاتا ہے۔

جس حدیثِ پاک میں پیش کرنے کا تذکرہ ہے۔ وہ حدیث شریف اس طرح ہے۔

اس حدیث شریف کو دیوبندیوں کے مجدد ابن قیم نے جلاء الافہام میں اور غیر مقلدین کے قاضی سلیمان منصور پوری نے الصلوٰۃ والسلام میں درج کیا ہے۔

مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا عَرَجَ بِھَا مَلَکٌ حَتّٰی یَجِیْئَ بِھَا وَجْہَ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ فَیَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ عَزَّ وَجَلَّ اِذْھَبُوْا بِھَا اِلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ تَسْتَغْفِرُ لِصَاحِبِھَا وَتَقَرَّ بِھَا عَیْنُہٗ۔ (جلاء الافہام ص۱۱ الصلوٰۃ والسلام ص۵)	جب کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو اُسے ایک فرشتہ لے کر اُوپر چڑھتا ہے۔ اور رحمان پاک کے حضور میں اُسے لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے میرے بندہ مقبول محمد رسول اللہ کی قبر پر لے جاؤ۔ تاکہ آپ درود خواں کے لیے دُعا بخشش کریں۔ اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

مندرجہ بالا حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ وہ فرشتہ سب سے پہلے بارگاہِ الٰہی میں درود شریف لے کر جاتا ہے۔ پھر بعد میں رب العالمین کے فرمان کے مطابق بارگاہِ نبوی میں حاضری دیتا ہے۔

جو دیوبندیوں کا موقف ہے کہ اگر سنتے ہیں تو پیش کیوں کیا جاتا ہے۔ اس موقف سے صرف سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ سماعت کا ہی انکار نہیں ہوتا۔ بلکہ ربِ کائنات جل جلالہٗ کے سننے کا انکار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے فرشتہ بارگاہِ الٰہی میں درود شریف لے کر جاتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم!
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دیکھا! دیوبندیوں کے عقائد کے اصول اتنے عجیب وغریب ہیں جس سے رب العالمین کی شانِ اقدس پر بھی داغ لگتا ہے۔ اور اعتراض ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے بُرے مذہب اور عقائد سے محفوظ رکھے آمین!

امام سخاوی رحمۃ اللہ الباری نے اپنی کتاب مستطاب القول البدیع میں ایک

روایت نقل فرمائی ہے۔ دیوبندی اس کو بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَھُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ فَلَیْسَ اَحَدٌ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ فَیُصَلِّی الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی ذَالِکَ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ عَشْرًا۔

(القول البدیع ص ۱۱۲)

بیشک اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو ساری مخلوق کی آوازیں سُننے کی طاقت عطا کی ہے وہ فرشتہ میری قبر پر کھڑا ہوگا۔ جب میں انتقال کر جاؤں گا۔ بس جو کوئی بھی مجھ پر درود شریف پڑھے گا۔ تو وہ کہے گا یا مُحَمَّدُ آپ پر فلاں بن فلاں نے درود شریف پڑھا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

مولوی وحید الزماں نے بھی اپنی کتاب ھدیۃ المھدی ص ۲۵ ج ۱ پر اسی قسم کی ایک روایت درج کی ہے۔

ان احادیث شریفہ سے بھی ہمارے آقا و مولیٰ کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ درود شریف پڑھنے والا دور ہو یا نزدیک عرب میں ہو یا عجم میں مشرق میں یا مغرب میں جہاں کہیں بھی ہو۔ وہ فرشتہ جو سرکار کی قبر پاک پر خادمانہ اور غلامانہ حیثیت سے درباری بن کر کھڑا رہے۔ اُس کی آواز قبر پاک پر کھڑا کھڑا سنتا ہے صرف ایک کی آواز نہیں سُنتا بلکہ ساری مخلوق کی آوازیں سنتا ہے۔ جو فرشتہ آپ کی قبرِ پاک پر خادمانہ حیثیت سے ہے۔ اُس کی قوتِ سماعت کا یہ حال ہے کہ سب مخلوق کی آواز سنتا ہے تو وہ صاحبِ مزار احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جو سارے ملائکہ کے بھی سردار اور رسولِ پاک ہیں۔ ان کی قوتِ سماعت یقیناً اُس دربان کی قوتِ سماعت

سے کئی درجہ زیادہ ہے۔

کوئی بھی سلیم الفہم اس عقیدہ کو کبھی بھی تسلیم نہیں کرے گا کہ غلام فرشتہ دُنیا بھر کا درود خواں حضرات کا درود شریف قبر پاک پر کھڑے کھڑے سُنے مگر صاحبِ قبر اور اُس غلام کے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم غلاموں کا درود شریف نہ سُنیں۔

اس روایت سے ایک اور عظمت اور شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ فرشتہ ہر درود خواں کے نام کو اور اس کے باپ کے نام کو جانتا ہے۔ کیونکہ روایت میں لفظ آتا ہے کہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود شریف پڑھا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ درود شریف پڑھنے والا درود شریف پڑھنے سے پہلے اپنے نام اور اپنی ولدیت کا تذکرہ نہیں کرتا کہ میں فلاں بن فلاں درود شریف پیش کرتا ہوں۔ درود خواں کا اپنا نام اور ولدیت کا تذکرہ نہ کرنے کے باوجود وہ فرشتہ مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر کھڑے سب درود خواں حضرات کے نام اور ولدیت کو جانتا ہے۔ جب اُس فرشتہ کو یہ مقام حاصل ہے۔ تو جس رسول کا وہ غلام ہے۔ وہ ربّ کا محبوب کیوں نہ اپنے غلاموں کے ناموں کو اور ان کے والدین کے ناموں کو جانتا ہوگا۔ یقیناً میرے آقا اپنے غلاموں کے ناموں سے اور ان کی کیفیتوں سے آگاہ ہیں ۔

بندہ مٹ جاتے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

اسی لیے شاہ عبدالعزیز[1] محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

---

[1] امام الوہابیہ والدیابنہ اسماعیل دہلوی قتیل نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق مندرجہ ذیل القاب لکھے ہیں۔ ہدایت مآب، قدوۂ ارباب صدق و صفا، زبدۂ اصحاب فناء و بقاء، سید العلماء، سند الاولیاء، حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، حضرت ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول لقائہ و اعزنا سائر المسلمین بجدہ و علائہ (صراطِ مستقیم فارسی ص ۱۶۴)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست

بنورِ نبوّت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس او میشناسد گناہاں شمارا درجات ایماں شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہٰذا شہادت او در دُنیا بہ حکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔

یعنی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نورِ نبوّت کی مدد سے اپنے دین میں ہر متدین کے رتبے سے اطلاع رکھتے ہیں۔ نیز وہ جانتے ہیں کہ میرے دین میں وہ کہاں تک پہنچا ہے۔ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور وہ کونسا حجاب ہے جس کی وجہ سے وہ ترقی سے محروم رہا۔ پس آپ تمہارے گناہوں اور اخلاص و نفاق کو پہچانتے ہیں اسی لیے آپ کی گواہی دنیا و عقبیٰ میں امّت کے حق میں شرعًا مقبول اور واجب العمل ہے۔

(تفسیر عزیزی صہ ۵۱۸ مطبوعہ دہلی)

پس قرآن و حدیث کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث اہل سنّت و جماعت نہیں ہیں۔

فرقہ ناجیہ

اس کتاب میں حدیث شریف کی تشریح ہے کہ تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا۔

علامہ قادری نے مستند کتب کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے۔ کہ وہ گروہ اہلِ سنت و جماعت ہے۔ آخر میں اہلسنّت و جماعت کے پندرہ عقائد کا بالاختصار قرآن و سنّت سے ثبوت پیش کیا ہے۔ ہدیہ ۶/ روپے

اولیاء اللہ کو پکارنا اور نداء کرنا

دیوبندی حضرات اولیاء اللہ علیہم الرضوان کو پکارنے اور نداء کرنے کو شرک کہتے ہیں۔

اہلسنت و جماعت اولیاء اللہ کو پکارنا اور نداء کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے قرآنِ پاک میں اپنے پیارے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ارشاد فرمایا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ ۝ (پ۲۸ ع ۱۹)

تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے۔ اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے فرشتے مدد پر ہیں۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے مولہ کا معنےٰ نَاصِرُہٗ ان کا مددگار فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔

تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے اور رکوع کرتے ہیں۔ (پ۶ ع ۱۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ کا عقیدہ

سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات باعثِ تخلیقِ کائنات محمد مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حدیث شریف ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جب کسی کا جانور وغیرہ جنگل میں بھاگ جاتے تو اس کو چاہیے کہ تین مرتبہ کہے۔

فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ۔

حصن حصین ص ۱۶۳

تو چاہیئے کہ یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

يَا عِبَادَ اللّٰهِ اِحْبِسُوْ۔ (حصن حصین ؀) اے اللہ کے بندو اس کو روکو۔

علامہ محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ اُن کا جانور بھاگ گیا۔ اور ان کو یہ حدیث معلوم تھی انہوں نے یہ کلمات کہے۔ اسی وقت خدا تعالیٰ ان کا جانور پھیر لایا۔

علامہ ابن جزری محدث علیہ الرحمۃ نے ایک اور حدیث شریف طبرانی کے حوالہ سے درج فرمائی ہے۔

اِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ۔

(حصن حصین ص ۱۶۳)

اگر مدد کی ضرورت ہو تو چاہیئے کہ یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف نقل فرمانے کے بعد راوی کا بیان قَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ (جو مجرب پایا گیا ہے) درج فرمایا ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حصن حصین کی شرح حرز ثمین میں ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ اسی حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثِّقَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِيَ عَنِ الْمَشَايِخِ اَنَّهُ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ۔

بعض علماء ثقہ نے فرمایا ہے۔ کہ یہ حدیث شریف حسن ہے۔ مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے۔ اور مشائخ عظام سے مروی ہے۔ کہ یہ مجرب ہے۔ یعنی اِس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

عمدۃ المحدثین امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ نے ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے۔

حَكٰى لِيْ بَعْضُ شُيُوْخِنَا الْكِبَارِ فِي الْعِلْمِ اَنَّهُ اِنْفَلَتَتْ لَهُ دَابَّةٌ اَظُنُّهَا بَغْلَةً وَكَانَ يَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَهُ فَحَبَسَهَا اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فِي الْحَالِ وَكُنْتُ اَنَا مَرَّةً مَعَ جَمَاعَةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهَا بَهِيْمَةٌ وَعَجَزُوْا عَنْهَا فَقُلْتُهُ فَوَقَفَتْ فِي الْحَالِ بِغَيْرِ سَبَبٍ سِوٰى هٰذَا الْكَلَامِ۔ (کتاب الاذکار ص ۲۰۱)

مجھ سے ہمارے ایک بزرگ نے واقعہ بیان فرمایا ہے کہ میرا خچر بھاگ گیا اور مجھے یہ حدیث شریف (یا عباد اللہ اعینونی) والی یاد تھی تو میں نے فورًا اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ کہہ کر پکارا۔ تو اللہ کریم نے اس خچر کو اسی وقت روک لیا۔

محدث نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بذاتِ خود ایک جماعت کے ساتھ جارہا تھا کہ ہمارا چوپایہ بھاگ گیا ہم سب اس کو پکڑنے سے عاجز آگئے تو میں نے بھی یہی (اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ) کہا تو چوپایہ فی الفور رُک گیا اور ہم کو مل گیا اُس پکار کے علاوہ کچھ بھی ہم نے نہ کیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

قاضی محمد بن علی شوکانی (جو کہ اہلحدیث غیر مقلدین حضرات کے قابلِ فخر عالم ہیں) نے اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین میں ایک حدیث شریف نقل کی ہے۔ پھر اُس کی شرح بھی ساتھ کردی ہے۔ دونوں فائدے سے خالی نہ سمجھتے ہوئے درج کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً فِي الْاَرْضِ سِوَى الْحَفَظَةِ يَكْتُبُوْنَ مَا سَقَطَ

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے بزار نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محافظین ملائکہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور ملائکہ کو مقرر فرمایا ہوا ہے۔ جو کہ درخت کا پتا

مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ فَاِذَا اَصَابَ اَحَدُکُمْ شَیْءٌ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللہِ قَالَ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ وَفِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ الْاِسْتِعَانَۃِ مَنْ لَا یَرَاھُمُ الْاِنْسَانُ مِنْ عِبَادِ اللہِ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ وَصَالِحِی الْجِنِّ وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِکَ بَاْسٌ کَمَا یَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ یَسْتَعِیْنَ بِبَنِیْ اٰدَمَ اِذَا عَثَرَتْ دَابَّۃٌ اَوْ اِنْفَلَتَتْ۔

(تحفۃ الذاکرین صـ۱۸۲ مطبوعہ مصر)

بھی اگر گرے تو وہ بکتے ہیں۔ پس جب تمہیں کسی جنگل میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیئے۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللہِ اے اللہ کے بندو میری مدد فرماؤ۔ مجمع الزوائد میں ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں۔ اور حدیث شریف میں دلیل ہے۔ مدد طلب کرنے کے جواز پر۔ جس شخص کو انسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ تعالٰے کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے اور اس میں کوئی خوف نہیں ہے جیساکہ انسان کو جائز ہے۔ کہ بنی آدم سے مدد طلب کرے۔ جب اُس کا چوپایہ بھاگ جاتے۔ یا بے قابو ہو جاتے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے طبرانی شریف کے حوالہ سے حدیث شریف درج فرمائی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ

اِنَّ اللہَ تَعَالٰی عِبَادًا اخْتَصَّھُمْ بِحَوَائِجِ النَّاسِ یَفْزَعُ النَّاسُ اِلَیْھِمْ فِیْ حَوَائِجِھِمْ اُولٰٓئِکَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللہِ۔

(جامع صغیر صـ۷۳ ج۱ مطبوعہ مصر)

اللہ تعالٰی کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں لوگوں کی حاجتیں پوری ہونے کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ لوگ اپنی حاجتوں میں ان کی طرف فریاد کریں گے۔ وہ اللہ تعالٰی کے عذاب سے محفوظ ہیں۔

علّامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علّامہ شعرانی نے اپنی تصیفِ لطیف طبقات الکبرٰی میں کئی ایک واقعات اولیاء الرحمٰن کا دور دراز سے مدد فرمانے کے تحریر فرماتے ہیں۔ چند ایک واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جاتے۔ کہ اہلسنّت وجماعت کون ہیں؟

علّامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت شمس الدین محمد حنفی علیہ الرحمۃ اپنے حجرہ شریفہ میں وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ اپنی کھڑاؤں ہوا میں پھینکی۔ تو وہ غائب ہوگئی۔ حالانکہ حجرہ شریفہ میں اُس کے باہر جانے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی۔ کہ اسکو اپنے پاس رکھے جبتک وہ پہلی کھڑاؤں واپس نہ آتے۔

ایک مدت گزر جانے کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں اور کچھ نذرانے لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ اللہ تعالٰے آپ کو جزائے خیر دے۔ واقعہ دراصل یہ تھا۔

اِنَّ اللِّصَّ لَمَّا جَلَسَ عَلٰی صَدْرِیْ لِیَذْبَحَنِیْ قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحَمَّدٍ یَا حَنَفِیْ فَجَاۗءَتْہُ فِیْ صَدْرِہٖ فَانْقَلَبَ مُغْمًی عَلَیْہِ وَنَجَّانِیَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَرَکَتِکَ۔

(طبقات الکبرٰے عربی صـ۹۵ ج۲ مطبوعہ مصر)

جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے کے لئے بیٹھا تو میں نے اپنے دل میں کہا یَا سَیِّدِیْ مُحَمَّدٍ یَا حَنَفِیْ تو اسی وقت یہ کھڑاؤں اُس چور کے سینہ پر زور سے لگی تو وہ غش کھا کر گر پڑا۔ اور اللہ تعالٰے نے مجھے آپ کی برکت سے نجات بخشی۔

عارف حقانی علّامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی نے حضرت موسٰی ابو عمران علیہ الرحمۃ کے حالات میں ان کے تصرف اور کمال کا تذکرہ ان الفاظ میں بھی فرمایا ہے

کَانَ اِذَا نَادَاہُ مُرِیْدُہٗ اَجَابَہٗ مِنْ مَسِیْرَۃِ سَنَۃٍ اَوْ اَکْثَرَ۔

جب ان کا کوئی مرید جہاں کہیں سے ندا کرتا تو وہ اس کا جواب دیتے خواہ وہ سال بھر کی مسافت یا اس سے بھی زیادہ مسافت پر ہوتا۔ (طبقات الکبرٰی صـ۲۹ ج۲ مطبوعہ مصر)

علّامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

جو کہ دیوبندی وہابیوں کے نزدیک بھی معتبر شخصیت ہیں۔ اپنے فتاوٰی میں

فرماتے ہیں۔

وَمِنْ نَفْعِ الْاَوْلِیَاءِ اِنَّ بَرَکَتَہُمْ تُغِیْثُ الْعِبَادَ وَیَدْفَعُ بِہَا الْفَسَادُ وَاِلَّا لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ ۔

(فتاوی حدیثیہ صـ۲۲۱ مطبوعہ مصر)

اولیاء اللہ کے منافع سے یہ نفع ہے۔ کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش کی جاتی ہے۔ فساد دُور کیا جاتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جاتے۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی کا عقیدہ

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ردالمحتار المعروف بہ شامی شریف کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ

زیادی نے بیان فرمایا ہے کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جاتے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی چیز واپس لائے تو وہ ایک بلند و بالا جگہ قبلہ کی طرف کرکے فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ کرے سیّد احمد بن علوان علیہ الرحمۃ کو پہنچائے۔ اور عرض کرے

یَا سَیِّدِیْ اَحْمَدُ یَا ابْنَ عُلْوَانَ اِنْ تَرُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَاِلَّا نَزَعْتُکَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَوْلِیَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرُدُّ عَلٰی مَنْ قَالَ ذٰلِکَ ضَالَّتَہٗ بِبَرَکَتِہٖ اُجُوْرِیْ مَعَ زِیَادَۃٍ کَذَا فِیْ حَاشِیَۃِ شَرْحِ الْمُنْہَجِ لِلدَّاوُدِیْ رَحِمَہُ اللّٰہُ ۔

(حاشیہ ردالمحتار شرح درمختار صـ۳۳۴ ج۳ مطبوعہ مصر)

اے میرے سردار احمد۔ اے ابن علوان اگر آپ نے میری گمشدہ چیز واپس نہ دلا دی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام اولیاء اللہ کے دیوان سے کٹوا دوں گا۔ اس عمل سے بہ برکت اس ولی اللہ کے اللہ تعالیٰ وہ گم شدہ چیز واپس دلا دے گا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شاہ صاحب نے شیخ احمد زروق علیہ الرحمۃ جو کہ علامہ قسطلانی شارح بخاری مصنف مواہب الدنیہ علیہ الرحمۃ اور شمس الدین لقانی علیہ الرحمۃ کے استاد ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم میں جن کا مقام ارفع و اعلےٰ ہے۔ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا

ہے پڑھیے اور مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کی حقانیت اور صداقت کی داد دیں۔
ارشادِ مبارک یہ ہے۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِشَتَاتِہٖ اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَکْبَۃٍ
وَاِنْ کُنْتَ فِیْ ضِیْقٍ وَکَرْبٍ وَّوَحْشَۃٍ فَنَادِ بِیَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَۃٍ

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں۔ جب زمانہ نکبت و ادبار سے اُس پر حملہ آور ہو۔ اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہکر پکار میں فوراً موجود ہوں گا۔ (بستان المحدثین فارسی)

ناظرین حضرات:۔ حنفیوں کی مستند اور فقہ کی مشہور و معروف کتاب شامی شریف میں بھی اولیاء اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنے کا حکم ہے۔ دیوبندی حضرات اپنے آپ کو حنفی بتا کر بھی سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اور دھوکہ دینے میں شب و روز معروف ہیں۔ اور مساجد پر قبضہ کرنے کی فکر میں مبتلا ہیں۔ اور پاکستان بھر کے شہروں قصبوں اور دیہاتوں کی مسجدوں میں اختلافات کی فضا برپا کر رکھنے میں معروف ہیں۔ حالانکہ مندرجہ بالا قرآنی آیات۔ احادیث شریفہ اور مستند اور متفقہ محدثین عظام کی کتب کی روشنی میں اظہر من الشمس ہے کہ دیوبندی عقیدہ اہلسنت وجماعت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ نہ ہی یہ اہلِ سنت وجماعت ہیں اور نہ ہی یہ حنفی۔ بلکہ اولیاء اللہ کو دور دراز سے پکارنے اور ان سے مدد طلب کرنے والے اور باذن اللہ ان کو متصرف الامور جاننے والے ہی اہلسنت وجماعت ہیں۔

خلفاء ثلاثہ اور اہلبیت اطہار کے تعلقات اور رشتہ داریاں

مستند کتب شیعہ سے اہلبیت اطہار اور خلفاء ثلاثہ کی رشتہ داریاں درج کی ہیں۔ تعصب سے بالا ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا کبھی بھی خلفاء ثلاثہ کی شان میں گستاخی نہیں کرے گا۔ ہدیہ ۶ روپے

نفع رساں

دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عطائی طور پر نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ سرورِ کون ومکاں، سیاحِ لامکاں، سیدِ مرسلاں، شفیعِ مجرماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نفع ونقصان کا مالک بنایا ہے۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ ۱۰ ع ۱۶)

اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۔ (پ ۱۰ ع ۱۳)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا۔ اور کہتے ہیں۔ اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے۔ کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرمادیں۔ تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا، وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔ (پ ۲۲ ع ۲)

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ ۔ (پ ۲۲ ع ۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ ۵ ع ۶)

يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ (پ ۹ ع ۱۵)

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔ تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو۔ اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو۔

ناظرینِ کرام!۔ ان آیاتِ طیبات کے علاوہ قرآنِ حکیم مزید کئی آیات ہیں۔ جن سے امام الانبیاء شہنشاہِ ہر دوسرا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نفع ونقصان کا، اللہ تعالیٰ کی عطا سے مالک ہونا ثابت ہے۔ خود غور فرمائیں۔ کہ کسی کو غنی کرنا اور کسی کو عطا کرنا۔ کسی کو نعمت دینا۔ کسی کی شفاعت کرنا۔ غنیمتوں کا مالک ہونا۔ نفع رسانی نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی بارگاہِ نبوّت سے فیوض وبرکات اور نفع حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ احادیث شریف سے واضح ہے۔ اور ان میں سے چند ایک احادیث شریف درج بھی کی جائیں گی۔

قرآنِ پاک میں جن آیات طیبات میں نفع ونقصان کا مالک نہ ہونے کا ذکر ہے وہ ذاتی طور پر نفع ونقصان کے مالک ہونے کی نفی ہے۔ نہ کہ عطائی طور پر۔ اگر عطائی پر ہی ان کو سمجھا جائے تو جو آیاتِ طیبات ہم نے درج کی ہیں۔ ان کے متعلق کیا کیا جائے گا۔ مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت کا قرآنِ پاک کی تمام آیاتِ طیبات پر ایمان ہے۔ جن میں نفی ہے۔ وہ ذاتی کی ہے۔ اور جن میں ثبوت ہے۔ وہ عطائی کا ثبوت ہے۔

آپ قرآنِ پاک میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا نفع ونقصان مالک ہونے کا بیان بھی پڑھیں گے۔ چند ایک آیاتِ طیبات اور واقعات پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن پاک میں درج ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام

نے فرمایا۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ (پ ۳ ع ۱۳)

میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔ پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے۔

اَب اِس میں مٹی سے پرند کی سی مورت بنانا حضرت عیسٰے کا فعل ہے۔ پھونک مارنا حضرت عیسٰے کا فعل ہے۔ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام پھونک ماریں گے تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑے گا۔ اِس سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے اِس نفع اور کمال حاصل ہونا ثابت نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے اِس نفع اور تصرف کا ذکر اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں فرما کر حضرت عیسٰے علیہ السلام کی عظمت کا اظہار فرمایا ہے۔ تو ہمارے رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کی شان تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔

اِس آیۂ شریفہ میں حضرت عیسٰے علیہ السلام سے نفع بخش مزید امور کا تذکرہ اس طرح ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ (پ ۳ ع ۱۳)

اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں۔ اللہ کے حکم سے۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام سے اللہ کے حکم سے شفاء ہونا۔ صحت یابی ہونا اور مردوں کو زندہ کرنا۔ فائدہ، نفع نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ لوگ عیسائی حضرات کے سامنے کس منہ سے اپنا یہ عقیدہ پیش کریں گے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفع نقصان کے مالک نہیں۔ جبکہ قرآن پاک میں اِن کے نبی حضرت عیسٰے علیہ السلام کا نفع بخش اور فائدہ رساں ہونا ثابت ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آکر کہنا کہ میں تمہیں لڑکا دینے کے لیے آیا ہوں۔ کیا یہ نفع جبریل علیہ السلام دینے والے نہیں ہیں۔ آخر جبریل علیہ السلام بھی تو مخلوق ہیں۔ قرآن پاک میں اِس کا تذکرہ اِس طرح موجود ہے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ

جبریل نے کہا میں تیرے ربّ کا بھیجا

لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ۔ (پ ۱۶ ع ۵)

ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اِسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی برکت سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا لوٹ آنا بھی قرآنِ پاک میں درج ہے۔ کیا بینائی کا لوٹ آنا نفع اور فائدہ نہیں۔؟ یقیناً ہے۔ اَب قرآن پاک کی آیاتِ طیبات پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں اِس کا تذکرہ ہے۔ حضرت یوسف علٰے نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا (پ ۱۳ ع ۴)

میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اِسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو۔ اُن کی آنکھیں کھل جائینگی۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۔ (پ ۱۳ ع ۵)

پھر جب خوشی سنانے والا آیا۔ اُس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا۔ اُسی وقت اُس کی آنکھیں پھر آئیں۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا آیاتِ طیبات سے حضرت عیسٰے علیہ السلام۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور جبریل علیہ السلام کا نفع رساں اور فائدہ بخش ہونا۔ اظہر من الشمس ہے اَب کسی ادنیٰ سے مسلمان سے پوچھو کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کس کی شان بڑی ہے۔ تو وہ یقیناً یہ جواب دے گا۔ کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان سب سے بڑی ہے۔ تو جب دیگر انبیاء کرام علیہم السلام نفع بخش ہیں۔ تو سرور انبیاء علیہم السلام کے متعلق مسلمان کب انکار کر سکتا ہے۔ جو مسلمان ہے وہ تو حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ کو نفع رساں ہی سمجھے گا۔ حاجت روا ہی سمجھے گا۔

اِسی لئے میرے اعلیٰحضرت عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔

رافع نافع دافع شافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

اَب اسی کے ثبوت میں احادیث شریفہ پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ماعز صحابی رسول سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہوگیا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہ طَھِّرْنِیْ۔ اے اللہ کے رسول مجھے پاک فرمادیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص، اشعۃ اللمعات فارسی ص، مرقاۃ ص، مسلم شریف ص)

صحابی نے گناہ اللہ تعالیٰ کا کیا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے پاک فرمادیں۔ معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نفع رساں سمجھتے تھے۔ تب ہی تو عرض کرتے تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ ہم تقسیم فرمانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

(بخاری ص ۱۶ ج ۱، فتح الباری ص ۱۶۲ ج ۱، عمدۃ القاری ص ۴۸ ج ۲، ارشاد الساری ص ج ۱، فیض الباری ص، مشکوٰۃ ص ۳۲، مرقاۃ ص ۲۶ ج ۱، اشعۃ اللمعات فارسی ص ۱۵ ج ۱، مظاہر حق ص ۸۷ ج ۱)

حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات میں تقسیم فرمانے والے ہیں۔ اور جو قاسم ہوتا ہے۔ یقیناً وہ نفع رساں ہوتا ہے۔

سیدنا ربیعہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا۔

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ۔ میں آپ سے مانگتا ہوں کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ (مشکوٰۃ ص ۸۶ مرقاۃ ص ج ۲ مظاہر حق ص ۲۵۹ ج ۱ اشعۃ اللمعات ص ۳۹۶ مسلم شریف ص ۱۹۳ ج ۱ نسائی ص ۱۷۱)

قارئین کرام:۔ قرآن وسنت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نفع رساں ہیں۔ لہٰذا دیوبندی غیر مقلدین وہابی اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

وسیلہ

دیوبندی وہابی حضرات کا عقیدہ ہے کہ وسیلہ ناجائز ہے۔
اہلسنت وجماعت حضرات کا عقیدہ ہے کہ وسیلہ جائز ہے۔
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پ ۶ ع ۱۰)

اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پ ۶ ع ۱۰)

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ (پ ۵ ع ۷)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

قارئین کرام! اس آیہ شریفہ کے تحت مفسرین عظام علیہم الرحمۃ نے ایک واقعہ درج فرمایا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریفہ کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش کرانے آیا ہوں، اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ (تفسیر مدارک ص ۲۲۴ ج ۱ جذب القلوب فارسی ص ۲۱۱ مطبوعہ لکھنؤ)

وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ
اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے

عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ (پ۱ ع۱۱)

کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر

اس آیۂ شریفہ کے تحت مفسرین عظام علیہم الرحمۃ نے سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے یہود کا دُعا مانگنا درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا عقیدہ

سید المفسرین صحابیٔ رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ کفار پر یہودی فتح حاصل کرنے کے لئے دُعا یوں کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلَيْهِمْ

اے اللہ ہم تجھ سے نبی اُمّی کے وسیلہ سے دُعا کرتے ہیں کہ تو ہم کو ان مشرکین پر فتح دے کر مدد فرما۔

(تفسیر درِ منثور صفحہ ۸۸ ج ۱ مطبوعہ بیروت)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام فخر الدین رازی جو کہ دنیائے اسلام کی شہرہ آفاق تفسیر کبیر کے مصنف ہیں، اُنہوں نے بھی اسی آیۂ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ○

اے اللہ نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہم کو فتح عطا فرما اور ہماری مدد فرما

(تفسیر کبیر صفحہ ۴۲۸ ج ۱ مطبوعہ مصر)

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ یہودی یوں دُعا کرتے تھے

اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ هٰذَا النَّبِيَّ

اے اللہ اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

الَّذِيْ نَجِدُهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَنَا حَتّٰى يُعَذِّبَ الْمُشْرِكِيْنَ وَيَقْتُلَهُمْ

کو مبعوث فرما جس کا ذکرِ مبارک ہم تورات میں پاتے ہیں تاکہ وہ مشرکوں کو عذاب دے اور قتل کرے۔

(تفسیر ابن جریر صفحہ ۳۱۱ ج ۱ مطبوعہ مصر)

علامہ ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ اسی آیۂ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہودی یوں دُعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ لَنَا هٰذَا النَّبِيَّ يَحْكُمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَسْتَفْتِحُوْنَ يَسْتَنْصِرُوْنَ بِهٖ عَلَى النَّاسِ۔

اے اللہ اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو مبعوث فرما جو ہمارے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے اور وہ لوگ آپ کے وسیلہ سے لوگوں پر فتح اور مدد طلب کرتے تھے۔

(تفسیر ابن جریر صفحہ ۳۱۱ ج ۱ مطبوعہ مصر)

علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ شربینی، علامہ نسفی، علامہ نیشاپوری، علامہ ابو السعود علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

اُمّتِ مسلمہ کے جلیل المرتبت مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ یہود اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہوئے کہتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ نَعْتَهٗ وَصِفَتَهٗ فِي التَّوْرٰةِ۔

اے اللہ ہماری مدد فرما اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو آخری زمانہ میں مبعوث ہوں گے جن کی نعت اور صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔

(تفسیر مدارک صفحہ ۴۲ ج ۱، تفسیر جلالین صفحہ ۱۴، تفسیر نیشاپوری صفحہ ۳۲۷ ج ۱، تفسیر سراج المنیر صفحہ ۷۳، تفسیر جامع البیان صفحہ ۱۶، تفسیر کشاف صفحہ ۲۹۷ ج ۱ مطبوعہ بیروت)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام عبد الرحمٰن بن جوزی محدث علیہ الرحمۃ

نے تحریر فرمایا ہے۔

اِنَّ یَھُوْدَ کَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَبْعَثِہٖ۔

بیشک یہود اوس اور خزرج قبیلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔

(کتاب الوفاء باحوال المصطفیٰ صفحہ ۴۴ جلد ۱ مطبوعہ مصر)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ جلیل المرتبت مفسر ہیں۔ اس آیۂ شریفہ کی تفسیر ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

کَانَتْ یَھُوْدُ تَسْتَفْتِحُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی کُفَّارِ الْعَرَبِ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اَللّٰھُمَّ ابْعَثِ النَّبِیَّ الَّذِیْ نَجِدُہٗ فِی التَّوْرَاۃِ یُعَذِّبُھُمْ وَ نَقْتُلُھُمْ۔

یہود کفار عرب پر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔ وہ یہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ تعالیٰ اس نبی کو مبعوث فرما جس کی تعریف ہم تورات میں پاتے ہیں تاکہ ہم ان کفار عرب کو عذاب دیں اور قتل کریں۔

(کتاب الوفاء صفحہ ۴۴۔۴۵ جلد ۱ مطبوعہ مصر)

ابونعیم۔ بیہقی حاکم اور شاہ عبدالعزیز علیہم الرحمۃ محدثین کا عقیدہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیۂ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے۔ رقمطراز ہیں کہ:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ اَحْمَدَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَہٗ لَنَا فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ تُنْزِلُ عَلَیْہِ اٰخِرَ مَا یُنْزَلُ

اے اللہ ہمارے پروردگار ہم تجھ سے اس نبی امی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں۔ جن کے بھیجنے کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کتاب

اَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰی اَعْدَائِنَا۔ کی برکت سے کہ جو تو ان پر نازل فرمائے گا سب کتابوں سے پیچھے پس تو ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما۔

(تفسیر فتح العزیز صفحہ ۳۲۹ التوسل بالنبی صفحہ ۲۰)

رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیع اعظم۔ رسول اعظم حضور پُرنور نور علیٰ نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایک نابینا حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمادو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ جاؤ وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

اے اللہ بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ابن ماجہ صفحہ ۱۰۰ جامع ترمذی صفحہ ۱۹۷ جلد ۲ مستدرک صفحہ ۵۱۹ جلد ۱ صفحہ ۵۲۶ تلخیص صفحہ ۵۱۹ جلد ۱ شفاء شریف صفحہ ۲۱۲ حصن حصین صفحہ ۲۰۲ تحفۃ الذاکرین صفحہ ۱۶۱ ہدیۃ المہدی صفحہ ۲۳ جامع صغیر صفحہ ۵۹ جلد ۱ مطبوعہ مصر)

بیشک میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلے سے تیرے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے لئے تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

علامہ عبدالغنی دہلوی

ابن ماجہ شریف کے حاشیہ پر اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَالْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی جَوَازِ التَّوَسُّلِ وَالْاِسْتِشْفَاعِ بِذَاتِہِ الْمُکَرَّمِ

اور حدیث توسل کے جواز پر اور آپ کی ذات مبارکہ کے سفارشی ہونے پر دلالت کرتی ہے یہ حکم آپکی

فِیْ حَیٰوتِہٖ وَاَمَّا بَعْدَ مَمَاتِہٖ ۔ زندگی مبارک کا ہے لیکن آپ کی وفات کے بعد

(مصباح الزجاجہ ص۱ برحاشیہ ابن ماجہ ص۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا۔

اے اللہ اسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمر بن خطاب کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صبح کی اور صبح ہی حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ پھر مسجد میں اعلانیہ نماز پڑھی۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵ ترمذی شریف ص۲۰۹ ج۲)

سیدنا آدم علیہ السلام کا عقیدہ

امام طبرانی۔ امام سیوطی۔ علامہ حاکم۔ علامہ ابن عساکر۔ علامہ زرقانی۔ علامہ ابن جوزی۔ علامہ قسطلانی علامہ نبہانی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہم الرحمہ جلیل المرتبت محدثین نے اپنی اپنی کتب میں روایت درج فرمائی ہے۔ کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اس طرح دعا کی۔

یَا رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِیْ۔

اے میرے پروردگار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مجھے معاف فرمادے۔

(طبرانی شریف ص۸۲ ج۲ ص۸۳ خصائص کبریٰ ص۶ ج۱ کتاب الوفاء باحوال المصطفیٰ ج۲ ص۳۳ مستدرک ص۶۱۵ ج۲ تلخیص الذہبی ص۶۱۵ ج۲ مواہب اللدنیہ شریف ص۱۲ ج۱ الانوار المحمدیہ ص۱۰۹ خصائص کبریٰ ص۶ ج۱ زرقانی شریف ص۶۲ ج۱ تفسیر عزیزی ص۱۸۳ ج۱ افضل الصلوات ص۱۱۷ شواہد الحق نبہانی ص۱۳۷)

سیدنا نوح علیہ السلام کا عقیدہ

علامہ شیخ مصطفیٰ کری علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے لئے دعا فرمائی تو اس طرح فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ اَنْ تَنْصُرَنِیْ عَلَیْھِمْ بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا کہ ان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی برکت سے میری مدد فرما۔

(رسالۃ السنیین فی الرد علی المبتدعین الوہابیین ص۲۴ مطبوعہ مصر)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ!

سیدہ طیبہ طاہرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً۔

اے اللہ عمر بن خطاب سے اسلام کو عزت عطا فرما۔

(ابن ماجہ شریف ص۱۱ ۔ کنوز الحقائق برحاشیہ جامع صغیر ص۴۳ ج۱)

سیدنا علی المرتضےٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا عقیدہ

سیدنا علی المرتضےٰ شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ۔

ابدال شام میں ہوں گے۔ وہ حضرات چالیس مرد ہیں جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں۔ ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲، ص ۵۸۳ اشعۃ اللمعات فارسی ص ۷۴۹ ج ۴، ۷۵۰، مرقات شریف ص ۴۶ ج ۱۱، جامع صغیر ص ۱۲۲ ج ۱)

مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علّامہ مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری نے اس حدیث شریف کی شرح میں فرمایا ہے۔

اَی ببرکتھم او بسبب وجودھم فیھا بھم یدفع البلاء عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃ

ابدالوں کی برکت اور ان میں ان کے وجود مسعود کے سبب بارشیں ہوتی ہیں۔ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کی برکت سے اُمّتِ محمدیہ سے بلائیں دُور ہوتی ہیں۔

(مرقات شریف ص ۴۶ ج ۱۱)

حضرت خالد بن ولید اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

علّامہ محب طبری علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے دَورِ خلافت میں ایک لشکر کسریٰ کی طرف روانہ کیا۔ اور اُس کا امیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو بنایا اور قائد الجیش حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو مقرر فرمایا۔ جب وہ دجلہ کے کنارے پہنچے تو وہاں کوئی جہاز یا کشتی نہ تھی۔ تو حضرت خالد بن ولید اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ آگے بڑھے تو دریا کو مخاطب کرکے فرمایا۔

یَا بَحْرُ اِنَّکَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللہِ فَبِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ وَبِعَدْلِ عُمَرَ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللہِ اَلَّا خَلَّیْتَنَا وَالْعُبُوْرَ۔ فَعَبَرَ الْجَیْشُ بِخَیْلِہٖ وَجِمَالِہٖ اِلَی الْمَدَائِنِ وَلَمْ تَبْتَلَّ حَوَافِرُھَا

اے دریا تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے بہہ رہا ہے۔ پس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور رسول اللہ کے خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے عدل کا وسیلہ پیش کرتے ہیں کہ ہمارے اور عبور کے درمیان رکاوٹ نہ بنا تو پھر یہ لشکر مع گھوڑوں اور اونٹوں کے دریا کو عبور کرکے مدائن تک پہنچ گیا حالانکہ اُن کے سُم بھی تر نہ ہوئے تھے۔

(الریاض النضرہ ص ۱۹ ج ۲)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا عقیدہ

خلیفہ سوم خلیفہ برحق امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دورِ خلافت کا واقعہ جو کہ حدیث کی مستند اور معتبر کتاب طبرانی شریف میں اور ابن ماجہ شریف کے حاشیہ مصباح الزجاجۃ کے صفحہ ۱۰۰ پر درج ہے کہ سرکار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے کسی آدمی کو کام تھا۔ لیکن حضرت عثمان غنی اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول سے اُس شخص نے شکوہ کیا تو صحابیٔ رسول نے ان کو بوسیلہ مُصطفےٰ دُعا مانگنے کا فرمایا۔ تو اُس نے ویسے ہی کیا تو سرکار سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے اس کی طرف توجہ فرمائی۔ دُعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

(طبرانی شریف ص ۱۸۳ ج ۱ مطبوعہ مصر جذب القلوب فارسی ص ۲۱۹، ص ۲۲۰ مطبوعہ لکھنؤ)

سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عقیدہ

سرکار سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیَقُوْلُوْنَ ھَلْ فِیْکُمْ مَّنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَھُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔ تو لوگ کہیں گے کہ تم میں کوئی ایسا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہا ہو۔ تو کہیں گے کہ ہاں پھر یہ اس کی برکت سے فتح دی جاوے گی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا۔ تو لوگوں کی ایک

عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

جماعت جہاد کرے گی۔ تو کہا جائے گا کہ تم میں وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہا ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں۔ پھر اس کی برکت سے انہیں فتح دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔ تو کہا جائے گا۔ کہ تم میں وہ کہ جو ان کے ساتھ رہا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۳ مرقات شریف صفحہ ۲۷۵ ج ۱۱ اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۶۲۹ ج ۴، صفحہ ۲۳)

علامہ صاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

عمدۃ المفسرین علامہ صاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

فَالْأَنْبِيَاءُ وَسَائِطُ لِأُمَمِهِمْ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَوَاسِطَتُهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے لئے ہر شے میں واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ اور انبیاء کا واسطہ اور وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(تفسیر صاوی صفحہ ۱۰ ج ۱)

فَهُوَ الْوَاسِطَةُ لِكُلِّ وَاسِطَةٍ حَتّٰى آدَمَ

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر واسطہ کا واسطہ ہیں یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں۔

(تفسیر صاوی صفحہ ۲۲ ج ۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ المحدثین علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

توسل بوے صلی اللہ علیہ وسلم موجب قضائے حاجت و سبب نجاح مرام است۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل حاجت پوری ہونے کا موجب اور مراد حاصل ہونے کا سبب ہے۔

شیخ المحدثین علیہ الرحمۃ ہی تصنیف لطیف میں دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں کہ

توسل و استمداد بدیں حضرت منقبت جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکمل الصلوٰۃ و افضلہا، اجماع علمائے دین قولاً و فعلاً از افضل سنن و از موکد مستحبات است۔

وسیلہ چاہنا اور مدد طلب کرنا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے، اجماع علمائے دین قولاً اور فعلاً افضل سنت اور مؤکد مستحب ہے۔

(جذب القلوب فارسی صفحہ ۲۱۹)

علامہ احمد دحلان مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ احمد بن دحلان مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اَلتَّوَسُّلُ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ۔

اہل سنت کا توسل پر اجماع ہے۔

(الدرر السنیہ صفحہ ۴)

علامہ شرجی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ شرجی[1] علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ چار رکعت اس طریق سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص بیس مرتبہ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص، تیس مرتبہ۔ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص،

[1] علامہ شرجی علیہ الرحمۃ وہ شخصیت ہیں۔ جو غیر مقلدین وہابی حضرات کے مقتدر نواب صدیق حسن بھوپالی کے نزدیک مستند ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب الداء والدواء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (فقیر ابوالحامد محمد ضیاء القادری عفرلہ)

چالیس مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس طرح دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ رَبِّ بِنُوْرِكَ وَجَلَالِكَ وَبِحَقِّ ھٰذَا الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ وَبِحَقِّ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْئَلُكَ اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ وَتُبَلِّغَنِیْ سُؤْلِیْ تو دعا مستجاب ہوگی۔

(کتاب الفوائد فی الصلات والعوائد ص۶۹ مطبوعہ مصر)

قارئین عظام! قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وسیلہ جائز ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ دیوبندی وہابی اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

دیوبندی اکابر کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اردو ان سے سیکھا ہے۔

اہلسنت وجماعت کے نزدیک سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم معلم کائنات ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (پ۳ ع ۱۲)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (پ۵ ع ۸)

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِكَ

اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر

وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (پ۱ ع ۱۵)

تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔ بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ (پ۲۸ ع ۹)

وہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ برا مانیں مشرکین۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا۔ (پ۲۸ ع ۴)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمادیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ (پ۱۳ ع ۱۳)

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

علامہ سلیمان علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اس آیہ شریفہ کے تحت علامہ سلیمان علیہ الرحمۃ نے تفسیر جمل میں فرمایا ہے۔

وَھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُخَاطِبُ کُلَّ قَوْمٍ بِلُغَتِھِمْ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قوم سے ان کی زبان میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔

(تفسیر جمل ص۵۱۲ ج۲ مطبوعہ مصر)

علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

نسیم الریاض شرح شفاء میں فرمایا ہے۔

اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ

بیشک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام

وَسَلَّمَ لِجَمِيْعِ النَّاسِ عَلَّمَهٗ جَمِيْعَ اللُّغَاتِ ۔

لوگوں کو ان کی زبانیں سکھاتے ہیں ۔

(نسیم الریاض شرح شفا صـ۳۸۷ ج ۲)

قارئین کرام! سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم ساری کائنات کے رسول ہیں اور اللہ تعالےٰ نے اپنا اصول بیان فرمایا ہے کہ جس قوم کی طرف رسول بھیجوں اُس کی زبان بھی سکھا کر بھیجتا ہوں۔ تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ دُنیا بھر میں جتنی زبانیں ہیں۔ وہ سب کی سب اللہ تعالےٰ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو سکھا کر بھیجی ہے زبانوں میں اُردو بھی ایک زبان ہے ۔

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۔ (پ ۲۸ ع ۱۱)

اور (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) صحابہ کو بھی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان بعد والوں کو بھی جو ابھی تک صحابہ سے واصل نہیں ہوئے ۔

اس آیۂ شریفہ سے معلوم ہُوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور صحابہ کرام کے بعد والے لوگوں کو بھی حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں ۔

علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر قرطبی میں اسی آیۂ شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اَيْ يُعَلِّمُهُمْ وَيُعَلِّمُ آخَرِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِاَنَّ التَّعْلِيْمَ اِذَا تَنَاسَقَ اِلٰى آخِرِ الزَّمَانِ كَانَ كُلُّهٗ مُسْنَدًا اِلٰى اَوَّلِهٖ فَكَاَنَّهٗ هُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كُلَّ مَا وُجِدَ مِنْهُ (لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ) اَيْ لَمْ يَكُوْنُوْا فِيْ زَمَانِهِمْ وَسَيَجِيْئُوْنَ بَعْدَهُمْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ هُمُ الْعَجَمُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُمُ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَعْنِيْ مَنْ بَعْدَ الْعَرَبِ الَّذِيْنَ بُعِثَ فِيْهِمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ وَمُقَاتِلُ ابْنُ حَيَّانَ قَالَا هُمْ مَنْ دَخَلَ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو بھی تعلیم دیتے ہیں۔ اور ان مومنوں کو بھی جو بعد میں آئیں گے کیونکہ جب آپ کی تعلیم آخری زمانہ تک قائم رہے گی تو وہ آپ ہی کی طرف منسوب ہوں۔ لما یلحقوا بہم سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے زمانہ میں نہ تھے اور آپ کے بعد آئیں گے۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ عجمی لوگ ہیں اور مجاہد نے کہا اس سے مراد عرب کے بعد وہ تمام لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ اور ابن زید اور مقاتل نے کہا کہ یہ لوگ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے۔

(تفسیر قرطبی صـ۹۳ ج ۱ مطبوعہ بیروت)

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

اَيْ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ بَعْدُ وَسَيَلْحَقُوْنَ وَهُمُ الَّذِيْنَ جَاؤُوْا بَعْدَ الصَّحَابَةِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔

یعنی جو لوگ ابھی تک صحابہ کرام کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے اور عنقریب لاحق ہوں گے۔ یہ لوگ صحابہ کرام کے بعد سے لیکر قیامت تک کے مسلمان ہیں۔

(تفسیر روح المعانی صـ۹۳-۹۴ ج ۱۰ مطبوعہ بیروت)

علامہ عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ ۔

تفسیر مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں کہ

اَيْ لَمْ يَلْحَقُوْا بَعْدُ وَهُمُ الَّذِيْنَ بَعْدَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَوْ هُمُ الَّذِيْنَ يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔

یہ وہ لوگ ہیں جو ابھی تک صحابہ کرام سے لاحق نہیں ہوئے اور صحابہ کرام کے بعد آئیں گے یا وہ لوگ ہیں جو یوم قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔

علامہ محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ، نے تفسیر ابن جریر میں اسی آیۂ کریمہ کے تحت فرمایا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُوْنَ اِنَّمَا عَنٰی بِذَالِكَ جَمِیْعَ مَنْ دَخَلَ فِی الْاِسْلَامِ كَائِنًا مَنْ كَانَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ واٰخرین منھم سے قیامت تک اسلام لانے والے لوگ مراد ہیں۔ خواہ وہ کوئی بھی ہوں۔

علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ نے حدیث نبوی بھی درج فرمائی ہے۔

قَالَ ابْنُ زَیْدٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قَالَ ھٰؤُلَاءِ كُلُّ مَنْ كَانَ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ كُلُّ مَنْ دَخَلَ فِی الْاِسْلَامِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ۔

ابن زید رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تفسیر میں فرمایا یہ وہ قیامت تک کے لوگ ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایمان لائے خواہ عربی یا عجمی۔

(تفسیر ابن جریر ص مطبوعہ مصر)

علامہ عبد الوہاب شعرانی[1] قدس سرہٗ نورانی کا عقیدہ غوث صمدانی محقق اسلام علی الاطلاق بالاتفاق علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ

لَیْسَ اَحَدٌ یَنَالُ عِلْمًا فِی الدُّنْیَا اِلَّا وَھُوَ مِنْ بَاطِنِیَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوَاءُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ الْمُتَقَدِّمُوْنَ عَلٰی بَعْثِہٖ وَالْمُتَاَخِّرُوْنَ عَنْہُ۔

دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ مگر وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مستفید ہے۔ خواہ انبیاء کرام ہوں۔ اور اولیاء خواہ پچھلی شریعتوں کے ہوں یا اس شریعت کے۔

[1] علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ کے متعلق دیوبندی حضرات کے مولوی انور شاہ صاحب کشمیری نے لکھا ہے کہ انہوں نے حالت بیداری میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح بخاری شریف پڑھی ہے (فیض الباری ص ۲۰۴ ج ۱)

علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔

اَمَّا الْقُطْبُ الْوَاحِدُ الْمُمِدُّ لِجَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ وَالْاَقْطَابِ مِنْ حِیْنِ النَّشْءِ الْاِنْسَانِیِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَھُوَ رُوْحُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

بہرحال قطب واحد اور تمام انبیاء اور مرسلین اور تمام اقطاب کی ابتداء انسانیت سے لیکر قیامت تک مددگار روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(الیواقیت والجواہر ص ۸۲ ج ۲ مطبوعہ مصر)

قرآن مجید اور مستند تفاسیر کے مستند کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم معلم کائنات ہیں اور تمام زبانیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو سکھائی ہیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندی اور اہلحدیث اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے علم سکھایا

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اردو دیوبندی علماء نے سکھایا ہے۔ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ ۵ ع ۱۴)

تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اس کو بار بار پڑھیں تو کون مسلمان یہ عقیدہ رکھے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فلاں چیز کا علم نہ تھا۔ اور فلاں زبان کا علم نہ تھا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی

قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۔ (پ ۱۳ ع ۱۳) زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتلائے ۔

اِس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک اصول بیان فرمایا ہے ۔ کہ جس قوم کی طرف ہم رسول بھیجیں تو وہ رسول اُس قوم کی زبان جانتا ہے ۔ اَب دیکھنا یہ ہے کہ سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کن کن کی طرف رسول بن کر آتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے ۔

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (پ ۹ ع ۱۰) تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں ۔

اِس آیہ کریمہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا بھر کے انسانوں کے لئے رسول بن کر آنا واضح ہے ۔ اور ان لوگوں میں اُردو بولنے والے بھی شامل ہیں ۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے سورۃ الفرقان کی پہلی آیۃ کریمہ میں فرمایا ہے ۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (پ ۱۸ ع ۱۶) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہے ۔

اِس میں اللہ کریم نے اپنے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے جہان کو ڈرانے والا فرمایا ہے ۔ اور جہان میں اردو بولنے والے بھی ہیں ۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۷ ع ۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۔

ان سب آیات طیبات سے واضح ہے کہ سرورِ عالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رسول بن کر آتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ جس کی طرف رسول بنا کر بھیجوں وہ رسول اُس کی زبان کو جانتا ہے ۔

لہٰذا ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اردو ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کی تمام زبانوں کو جانتے ہیں ۔ اور جو یہ کہے کہ اُردو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے سیکھا ہے ۔ یہ صریح گستاخی ۔ بے ادبی اور قرآنِ کریم کی آیات کا انکار ہے جو کفر ہے ۔ (العیاذ باللہ)

آیاتِ طیبات کے بعد اب ایک دو حدیث شریف بھی ملاحظہ فرمالیں ۔

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

صحابی رسول حضرت ابوزید رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ (صحیح مسلم شریف ص ۳۹۰ ج ۲) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا ۔ اور جو کچھ آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرما دیا ۔

وَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۸ جامع ترمذی ص ۱۵۵ ج ۲ مرقاۃ شریف ص ۲۱ ج ۲ ۔ اشعۃ اللمعات فارسی ص ۳۳۳/۱۷۰ ج ۱) پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں اُسکو جان گیا ہوں ۔

مفسرِ قرآن علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

مفسرِ قرآن علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر بینظیر میں سرورِ کائنات مفخرِ موجودات باعثِ تخلیقِ کائنات منبعِ کمالات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد نقل فرمایا ہے ۔

مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِيْ عِلْمِيْ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ فِيْ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ اِلَّا نَبَّأْتُكُمْ بِهٖ ۔ (تفسیر خازن ص ۳۸۲ ج ۱ مطبوعہ مصر) کیا حال ہے ۔ ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے ۔ جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں نہیں خبر دوں گا ۔

آیاتِ قرآنی اور احادیث شریفہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی وہابی اہلسنت وجماعت نہیں ۔

سماع موتے

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کا عقیدہ ہے کہ مُردے نہیں سُنتے۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مُردے سُنتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں ہے جب قوم ثمود پر اللہ تعالےٰ نے عذاب نازل کیا۔ اور وہ لوگ مر گئے تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان مردہ لوگوں کو فرمایا۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ٥ (پ ٨ ع ١٧)

پس اُن سے منہ پھیرا اور کہا۔ اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیرخواہوں کے غرض ہی نہیں۔

اِسی طرح اللہ تعالےٰ نے قوم مدین کا واقعہ بیان کرتے ہوتے فرمایا ہے کہ جیسا قوم مدین پر عذاب آیا اور وہ ہلاک ہو گئی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے مُردہ قوم کو خطاب کرتے ہوتے فرمایا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا عقیدہ

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ٥ (پ ٩ ع ١)

تو ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا ہوں۔ اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی۔ تو کیونکر غم کروں کافروں کا۔

قارئین کرام: مُردہ قوم کو حرفِ ندا یا سے خطاب کرنا واضح ہے۔ کہ وہ سُنتے ہیں۔ اور خطاب فرمانے والے جلیل المرتبت نبی ہیں۔

سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ

میدانِ بدر میں جب مشرکینِ مکہ کو شکستِ فاش ہوتی اور ان نعشوں کو کنوئیں میں پھینک دیا گیا تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کنوئیں کے پاس کھڑے ہو کر ان کو فرمایا۔

يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَيَسُرُّكُمْ اَنَّكُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا۔

اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں کیا تم کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ تم اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرتے پھر فرمایا بیشک ہم نے اپنے رب کا وعدہ حق پایا۔ کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ حق پایا۔

یہ سُنکر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مَا تُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَهَا کیا آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جن میں روح نہیں ہے۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ۔

اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے تم ان سے جو میں کہہ رہا ہوں، زیادہ نہیں سُنتے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ٣٤٥، صحیح بخاری شریف ص ج ، صحیح مسلم شریف ص ج
اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ٣٩٨ ج ٣، مرقاۃ شریف صفحہ ١١٠ ج ٨، مظاہر حق صفحہ ٣٩١ ج ٣
فتح الباری ص ج ، عمدۃ القاری ص ج ، ارشاد الساری ص ج
فیض الباری ص ج ، کتاب الروح ص ، نسائی شریف اُردو صفحہ ٦٣٩ ج ١)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

سرکار عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ مشہور ہے۔ کہ آپ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں بھی ہے۔

وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ پ — اور میں شفا دیتا ہوں اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (پ ۳ ع)

اِس آیۂ شریف سے واضح ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور تفاسیر میں ہے کہ آپ مُردہ کو فرماتے تھے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ اللہ کے حکم سے اُٹھ۔ قُمْ امر کا صیغہ ہے۔ جس کا معنیٰ ہے کھڑا ہو۔ اُٹھ۔ تو جب مردہ کو قُمْ فرماتے تھے تو وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ پہلے مُردہ کا قُمْ سننا ثابت ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ کا ظہور۔ اگر مردہ نہیں سنتا تو آپ قُمْ نہ فرماتے قُمْ فرمانا دلیل ہے کہ مُردہ سنتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے عظیم المرتبت صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ۔ — بیشک جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اس سے جب لوٹتے ہیں۔ تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۴، صحیح بخاری شریف ج۱، صحیح مسلم شریف ج۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کے قبرستان سے گزرتے تو فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ — اے قبروں والو تم پر سلامتی ہو۔

یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ — اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے اور تم ہم سے پہلے آئے اور ہم تمہارے بعد آئیں گے۔

(جامع ترمذی ص، شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور ص، کتاب الروح ص، بذل الحیات ص)

ناظرینِ کرام! یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ سے عیاں ہے کہ قبروں والے مُردے سنتے ہیں۔ بلکہ دیوبندی۔ غیر مقلدین۔ اہلحدیث۔ تبلیغی جماعت اور مودودی حضرات کے متفقہ مجدد ابن قیم نے بھی اس حقیقت واضح الفاظ میں پیش کیا ہے چنانچہ لکھا ہے

ابن قیم کا اقرار

اَلْخِطَابُ وَالنِّدَاءُ لِمَوْجُوْدٍ یَسْمَعُ وَیُخَاطَبُ وَیَعْقِلُ۔ مُردہ لوگ اپنے پاس موجود کی پکار اور کلام کو سنتے ہیں مخاطب ہوتے ہیں اور شعور رکھتے ہیں۔

ابن قیم نے ہی لکھا ہے کہ

فَاِنَّ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ لَّا یَسْمَعُ وَلَا یَشْعُرُ وَلَا یَعْلَمُ بِالْمُسَلِّمِ مُحَالٌ۔ — جو سلام نہ سُن سکے اور نہ سمجھ سکے اس مسلمان کو سلام کرنا محال ہے۔

(کتاب الروح ص۸ مطبوعہ مصر)

قرآن و سنت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی اور اہلحدیث اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

ختم شریف غوثیہ کا جواز

قرآن و حدیث اور دیوبندی اور وہابی اکابر کی کتب کے حوالہ جات سے ختم غوثیہ کا جواز پیش کیا ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر صاحب عقل و دانش ختم غوثیہ کو کبھی بھی شرک نہ کہے گا۔ یہ مولانا محمد ضیاء اللہ قادری کی تصنیف ہے۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا !

دیوبندی حضرات نماز کے بعد ذکر کرنے کو بڑی شد و مد سے رد کرتے ہیں اور ذکر کرنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت نماز کے بعد ذکر کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم، فخرِ آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان نماز کے بعد بلند آواز سے کیا کرتے تھے۔ اور ان کے ذکرِ پاک کی آواز دور دور تک جاتی تھی۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے کہ اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا۔ (صحیح بخاری شریف ص۱۱۶ ج۱، صحیح مسلم شریف ص۲۱۷ ج۱)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

فتح الباری میں اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں۔

فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ عَقِبَ الصَّلٰوةِ۔ (فتح الباری ص۳۲۵ ج۲)

یہ حدیث شریف نماز کے بعد اونچی آواز سے ذکر کرنے کے جواز پر دلیل ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ

صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ

اِسْتَدَلَّ بِهٖ بَعْضُ السَّلَفِ عَلَى اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيْرِ وَالذِّكْرِ عَقِيْبَ الْمَكْتُوْبَةِ۔

اس حدیث شریف سے بعض اسلاف نے فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری ص۱۲۶ ج۶)

مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندی مکتب فکر کے عظیم رہنما ہیں۔ وہ اپنے فتاویٰ میں اس حدیث شریف کو درج کرنے کے بعد رقمطراز ہیں۔ کہ

اِن سے مشروعیت جہر واضح ولائح ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۴۳-۴۴ ج۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهٗ۔ (صحیح بخاری شریف ص۱۱۶ ج۱، صحیح مسلم شریف ص۲۱۷ ج۱)

جب نمازی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکرِ پاک کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔

اس حدیث شریف کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر ۹ ۲۱ جنوری ۱۹۳۸ء میں بھی درج کیا ہے۔

سید المفسرین عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد ذکر کرنا امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں تھا۔ اور میں اس کی آواز اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ مگر آج دیوبندی کہتے ہیں اور شور مچاتے ہیں کہ یہ بدعت ہے یہ بدعت ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کا مسلک قرآن و سنت کے مطابق نہیں۔ ان کا مسلک اپنی خواہشات اور خود ساختہ فتووں کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے مذہب اور مسلک سے محفوظ رکھے آمین۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک دوسری روایت پیش کی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ کتنی بلند آواز سے ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ روایت یہ ہے سرکار ابنِ عباس فرماتے ہیں۔

كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ (مشکوٰۃ شریف ص۸۹، صحیح مسلم شریف ص۲۱۷ ج۱)

میں رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی نماز کے پورے ہو جانے کو تکبیر کی آواز سے پہچان جاتا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

گفتہ اند کہ مراد بتکبیر اینجا ذکر است چناں کہ در صحیحین از ابن عباس آمدہ است کہ رفع صوت بذکر وقت انصراف مردم از نمازِ فرض در زمان

علماء فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث شریف میں تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عباس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہود بود گفت ابن عباس مے شناختم من انقضاء الصلوٰۃ را بداں آوردہ است۔ بخاری ایں حدیث را پس معلوم شد کہ مراد بتکبیر مطلق ذکر است۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۱۸ جلد ۱ مطبوعہ لکھنؤ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نمازوں کے بعد ذکر بالجہر معروف تھا۔ اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں اختتام نماز کو ذکر بالجہر سے پہچانتا تھا۔ اس کے بعد امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اِس حدیث شریف کو ذکر کیا۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمۃ

جو کہ صحیح مسلم شریف کے شارح ہیں۔ اسی حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ

هَذَا دَلِيْلٌ لِمَا قَالَهُ بَعْضُ السَّلَفِ اِنَّهُ يُسْتَحَبُّ الْجَهْرَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالذِّكْرِ عَقْبَ الْمَكْتُوْبَةِ۔

یہ حدیث شریف بعض اسلاف کے مسلک پر دلیل ہے کہ فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے۔

(شرح صحیح مسلم ص۲۳۷ ج ۱)

قارئین حضرات! سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ سید المفسرین ہیں وہ تو فرمائیں کہ میں گھر بیٹھے نبی پاک کی تکبیر کی آواز مبارک سے معلوم کر لیتا تھا کہ اب نماز ختم ہوئی ہے۔ یعنی اتنی بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا۔ مگر آج دیوبندی آواز کو بلند کرنے پر لڑتے جھگڑتے۔ اور مسجدوں میں فساد کرتے ہیں۔ مسلکِ حق اہل سنت وجماعت پر طرح طرح کے فتوے جاری کرتے ہوئے ان کی زبان بند نہیں ہوتی۔ مولویوں سے لے کر مقتدیوں تک سب فتنہ وفساد میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور بند کیا کرنا چاہتے ہیں نماز کے بعد ذکر کرنے کو۔ جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے رائج ہے۔ اور ثابت ہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اب ایک دوسرے صحابی کی شہادت پیش کی جاتی ہے تاکہ ان دیوبندیوں کے دلوں پر کچھ اثر ہو جائے اور فتنہ وفساد سے باز آجائیں۔ اُس صحابی کا نام حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ کہتے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۸۸، صحیح مسلم شریف ص۔ج ۱، اشعۃ اللمعات ص۔ج ۱)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

اِس حدیث شریف کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

ایں حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت باواز بلند مے خواند۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۱۹ ج ۱)

اور یہ حدیث شریف ذکر بالجہر پر نص صریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بالجہر کیا کرتے تھے۔

علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ

علامہ سید احمد طحطاوی علیہ الرحمۃ اسی حدیث شریف سے استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

وَيُسْتَفَادُ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَخِيْرِ جَوَازُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَالتَّكْبِيْرِ عَقْبَ الْمَكْتُوْبَاتِ بَلْ مِنَ السَّلَفِ قَالَ بِاِسْتِحْبَابِهٖ۔

(حاشیہ طحطاوی شریف علی مراقی الفلاح ص۱۸۶)

(حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کی حدیث اخیر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر جائز ہے بلکہ علماء سلف نے اس کو مستحب قرار دیا ہے۔

امام المحدثین سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام مسلم بن الحجاج اور دیگر اہل محدثین کرام علیہم الرحمۃ نے بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ نماز کے بعد ذکر کرنے کا باب باندھ کر

بڑے اہتمام کے ساتھ ان روایات کو درج فرمایا۔ اگر نماز کے بعد ذکر کرنا بدعت ہوتا تو اتنے اجل محدثین کرام کبھی بھی اتنے اہتمام کے ساتھ یہ باب نہ باندھتے اور روایات درج نہ فرماتے۔ نامعلوم دیوبندی حضرات کی عقل پر کونسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ نہ ہی ان پر محدثین کا یہ باب باندھ کر احادیث درج کرنا اثر کرتا ہے۔ نہ ہی سید المفسرین عبداللہ بن عباس اور عظیم المرتبت صحابی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادتیں اور گواہیاں ان پر اثر کرتی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مبارک طریقہ بریلویوں کا ایجاد کردہ نہیں بلکہ سرورِ کائنات مفخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کا مسنون اور محبوب طریقہ ہے۔

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمۃ کا فرمان

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ بزازیہ کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ مساجد میں ذکرِ جہر کو روکنے والوں کو ظالم قرار دیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

قَالَ فِی الْفَتَاوٰی لَا یُمْنَعُ مِنَ الْجَهْرِ بِالذِّکْرِ فِی الْمَسَاجِدِ اِحْتِرَازًا عَنِ الدُّخُوْلِ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ مساجد میں ذکر بالجہر سے نہ روکا جائے تاکہ قرآنِ پاک کی آیہ شریفہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ۔ کے تحت داخل ہونا لازم نہ آئے۔

(طحطاوی شریف ص۱۹۰)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ

ردالمحتار شرح درمختار میں ذکرِ جہر پر متقدمین اور متاخرین کا اجماع اِن الفاظ میں نقل فرماتے ہیں کہ

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَّخَلَفًا عَلٰی اِسْتِحْبَابِ ذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی جَمَاعَةً فِی الْمَسَاجِدِ وَغَیْرِهَا۔

علماءِ متقدمین اور متاخرین نے جماعت کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنے کو مستحب قرار دینے پر اجماع فرمایا ہے۔ ذکر مساجد میں ہو یا اس کے علاوہ کہیں ہو۔

(شامی شریف ص۶۱۸ ج۱ مطبوعہ مصر طحطاوی شریف ص۱۹۰)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

جو کہ دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کے نزدیک حجۃ اللہ علی العالمین اور وارث الانبیاء والمرسلین ہیں۔ نے بھی ذکرِ جہر سے انکار کرنا جہالت قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

دیگر حقیقت ذکرِ جہر دحق آنست کہ انکار آں سفاہت واضح است در تلاوت قرآن جہر صریح است۔

حق یہ ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنے کا انکار کرنا جہالت ہے۔ کیونکہ تلاوتِ قرآن مجید میں صریح جہر ہے۔

(فتاویٰ عزیزی فارسی ص۱۷ ج۱ مطبوعہ مجتبائی)

شیخ المحدثین عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں واضح الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

بدانکہ جہر بذکر مطلقاً بعد از نماز مشروع است وارد شدہ است در وے احادیث۔

جان لو کہ بلند آواز سے نماز کے بعد ذکر کرنا مشروع ہے۔ اس بارے میں احادیث شریفہ موجود ہیں۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۱۸ ج۱ مطبوعہ کلکتہ)

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

جو کہ حرم مکہ میں مفتی اور امام تھے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

اَوْرَادُ الصُّوْفِیَّةِ الَّتِیْ یَقْرَءُوْنَهَا بَعْدَ الصَّلَوَاتِ عَلٰی حَسْبِ عَادَاتِهِمْ فِیْ سُلُوْکِهِمْ لَهَا اَصْلٌ اَصِیْلٌ۔

صوفیاء عظام جو نمازوں کے بعد اپنے سلوک کے مطابق ذکر بالجہر کرتے ہیں۔ اس کی مضبوط اصل موجود ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص۶۵ مطبوعہ مصر)

ناظرین حضرات! مندرجہ روایات اور احادیثِ صحیحہ سے اب کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں رہتا کہ دیوبندی اصلی اہلِ سنت وجماعت نہیں بلکہ اصلی اہلِ سنت وجماعت وہی لوگ

لہ تاریخ اہلحدیث ص معنفہ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی۔

ہیں جو نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرتے ہیں۔ آپ تجربہ کریں اور مشاہدہ کریں۔ وہ مساجد صرف اور صرف ان ہی اہلِ سنت وجماعت کی ہی ہوں گی جن کو آج کل بریلوی کہا جاتا ہے۔ پس یہ حقیقت آشکارا ہوگئی اور روشن بھی دلائل سے کہ دیوبندی اہلِ سنت نہیں ہیں۔

عذاب وعتاب وحساب وکتاب !

تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام !

دیوبندی کہتے ہیں کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اہلِ سنت وجماعت کہتے ہیں۔ تمہارے اس عقیدہ پر پنجابی کی یہ مثال صحیح جیسیاں ہوتی ہے۔ من حرامی حجتاں ڈھیر۔

نماز میں خلل کا دیوبندیوں اور وہابیوں کو احساس ہوگیا مگر اُس رسولِ معظم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کو نمازیوں کی نماز میں خلل ہونے کا احساس نہ ہوا۔ جس کا ارشاد ہے۔ صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔

کسی صحابی نے یہ اعتراض نہیں کیا یا رسول اللہ آپ کے اور صحابہ کے مل کر بلند آواز سے ذکر کرنے سے ہماری نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ہماری باقی رکعت میں خضوع وخشوع نہیں رہتا۔ قطعاً کسی صحابی نے ایسا نہیں کہا۔ دنیا بھر کے دیوبندی وہابی ایسی ایک ضعیف روایت پیش نہیں کر سکتے۔

ایامِ تشریق کی تکبیرات

ایامِ تشریق کی تکبیرات ذوالحج کے ماہ مبارک میں ۹ ذوالحج کی عصر سے ۱۳ ذوالحج کی فجر تک ہر فرض نماز کے بعد ہر مسجد میں خواہ وہ دیوبندی وہابیوں کی ہو یا اہلِ سنت وجماعت بریلوی حضرات کی ہو۔ بلند آواز سے پڑھی جاتی ہیں۔ امام اور مقتدی سبھی مل کر بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ اس وقت بھی تو کئی حضرات کی رکعتیں رہ گئی ہوتی ہیں۔ اور وہ رکعتیں ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت دیوبندیوں وہابیوں کو خلل کا خیال نہیں ہوتا۔

تکبیرات پڑھنا واجب ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا اگر منع

ہوتا، اس میں کوئی قباحت ہوتی اور اس سے نماز میں اگر خلل واقع ہوتا۔ تو کبھی بھی رحمتِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ایامِ تشریق کی تکبیرات پڑھنے کا حکم نہ فرماتے۔ اور فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر نہ کرتے۔ معلوم یہ ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کا یہ کہنا کہ نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ پیارے آقا ومولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات کے عملِ مبارک کی صریحاً بغاوت ہے۔ اور اس عملِ مبارک کو ناپسندیدگی سے دیکھنا ہے۔ جو کسی مسلمان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ دشمنِ رسول کا ہی شیوہ ہو سکتا ہے۔

ارے تجھ کو کھاتے تپِ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے۔

دیوبندی وہابی بیچاروں کو صرف اعتراضات کی ہی سوجھتی ہے۔ ان بے چاروں کی شرعی مسائل کو سمجھنے کی کبھی نہیں سوجھی۔ خود مسائلِ شرعیہ کا علم نہیں۔ بس اعتراضات پر ہی کمر باندھی ہے۔ ایک ضرب المثل ہے۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔

خود نماز پڑھنے کا طریقہ نہیں آتا۔ بس اعتراض کر دیتے ہیں کہ نماز میں خلل واقعہ ہوتا ہے۔ نماز صحیح طریقہ سے پڑھیں تو نماز میں خلل بھی واقعہ نہ ہو۔

ذخائر العقبیٰ فی احوال المودۃ فی القربیٰ

علامہ محب طبری علیہ الرحمۃ کی نایاب تصنیف ہے جسمیں اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کے فضائل وکمالات درج ہیں۔ ترجمہ پروفیسر دوست محمد شاکر نے کیا ہے

دُعا بعد از نمازِ جنازہ

دیوبندی وہابی حضرات نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کو بدعت کہتے ہیں اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا جائز ہے۔

رحمت للعالمین، انیس الغریبین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۶، ابن ماجہ ص ۱۰۹، ابوداؤد صفحہ ۴۵ (ج ۲) سنن کبریٰ صفحہ ۴۰ (ج ۴))

نمازِ جنازہ بالاتفاق فرض کفایہ ہے۔ اور فرض نمازوں کے بعد دُعا مانگنے کا حضور پُر نور، نورٌ علیٰ نور محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے۔

سیدنا جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے بعد دُعا مانگنا غزوۂ موتہ

مخبرِ غیب دان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر صحابہ کو سنائی نیز حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر بھی دی۔

فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَہٗ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لَہٗ — پس اُن پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھی اور اُن کے لیے دُعا فرمائی۔ نیز لوگوں سے فرمایا کہ تم بھی اُن کے لیے دُعائے مغفرت کرو۔

امام سرخسی جو دیوبندی وہابیوں کے نزدیک بھی شمس الائمہ ہیں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف لطیف مبسوط میں ایک روایت درج فرمائی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ایک جنازہ پر نمازِ جنازہ کے بعد پہنچے۔ تو اُنہوں نے نماز کو ارشاد فرمایا: اِنْ تَسْبِقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَاءِ۔ اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی ہے۔ تو دعا میں تم مجھ سے آگے نہ بڑھو۔

امام شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمۃ نے مبسوط میں باب غسل المیت میں سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جنازہ کے بعد دُعا مانگنا ثابت کیا ہے۔

قارئینِ کرام: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ صحابی رسول ہیں جن کے بارے میں اسماء الرجال کی کتب میں یہ درج ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سنت کے بہت زیادہ پابند اور شیدائی تھے۔ اگر نماز کے بعد دُعا مانگنا بدعت ہوتا تو کبھی بھی یہ دعا نہ مانگتے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخصیت ہیں۔ جو ہر طبقہ کے نزدیک سید المفسرین ہیں بھی دُعا مانگنے کے قائل ہیں۔ اگر بدعت ہوتا تو یہ قرآنِ پاک کے سمجھنے والوں کا امام سید المفسرین کبھی جنازہ کے بعد دُعا نہ مانگتے۔

مندرجہ روایات سے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اولہ جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا ثابت ہے۔

لہٰذا نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کو بدعت قرار دینے والے دیوبندی وہابی حضرات کا اہلِ سنت وجماعت کہلانا عوام کو دھوکا دینا ہے۔ بلکہ اصل اہلِ سنت وجماعت وہی حضرات ہیں جو نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کے قائل ہیں اور وہ حضرات آپ کو وہی نظر آئیں گے جن کو آج کل اہلِ سنت وجماعت بریلوی کہا جاتا ہے۔

دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ نمازِ جنازہ کے بعد ہم دُعا اس لیے نہیں مانگتے کہ نمازِ جنازہ بھی دُعا ہی ہے۔ اہلِ سنت وجماعت حضرات کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں کوئی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اُس کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اگر ایک دُعا کو دوسری مرتبہ تم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا تو تم گنہگار ہو جاؤ گے۔ یا تمہاری یہی قبول کی ہوئی دُعا کو بھی رد کر دیا جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمان کوئی نہیں تو تم اپنی طرف سے شریعتِ مطہرہ کو پابند کرنے والے کون ہو؟ اپنی طرف سے پابندی تھا کہ تم دیوبندیو، وہابیو خود بدعتی ہو گئے۔

اُلجھا تے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا تو ایسا کوئی فرمان نہیں ہاں مگر اہلِ سُنّت وجماعت کے مسلک کی تائید فرمانِ ایزدی اور ارشادِ مصطفوی سے ضروری ہوتی ہے۔ وہ فرمانِ حق تعالیٰ یہ ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ (پ ۲۴ ع ۱۱)

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک وہ میری عبادت سے اُونچے کھنچتے ہیں۔ عن قریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومنوں کو بالخصوص دُعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور خصوصیت سے اُن کو دُعا کو قبول کرنے کا مژدہ سُنایا ہے۔ اور جو متکبر ہوتے ہیں۔ اور خُدا تعالیٰ سے دُعا مانگنے کی پروا نہیں کرتے ان کو جہنم میں داخل کرنے کا اعلان فرمایا۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب نمازِ جنازہ ہو جائے تو اکثر حضرات ہاتھ اُٹھا کر ربِ کریم کی بارگاہ میں دُعا مانگتے ہیں۔ اور کچھ لوگ یوں ہی اکڑ سے کھڑے رہتے ہیں۔ جس طرح کوئی متکبر ہوتا ہے۔ آیۂ کریمہ کو پڑھ کر اب خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ دُعا کے وقت ایسے اکڑے رہنا اور نیاز مندی سے دُعا نہ مانگنے کا انجام کیا ہے؟

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (پ ۲ ع ۷)

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔ دُعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو اُنہیں چاہیئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

اس آیۂ کریمہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر اپنی کرم نوازی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بھی وہ میری بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں ان کی دُعا کو قبول کروں گا۔ اس آیۂ شریفہ میں کوئی قید نہیں کہ اگر ایک دفعہ دُعا مانگنے کے بعد دوسری دفعہ دُعا مانگی تو ناراض ہوگا۔ اور ناراضگی کی وجہ سے قبول کی ہوئی دُعا کو رَد کر دوں گا بلکہ فرمایا جب بھی دُعا مانگو گے قبول کروں گا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس کسی سے محبت ہوتی ہے۔ اُس کے لیے بار بار دُعا ہوتی ہے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ دیوبندی وہابیوں کو مردوں سے دُشمنی ہی ہوگی کہ دُعا مانگنے سے احتراز کرتے ہیں۔ اور مانگنے والوں پر اعتراض اور فتوے چسپاں کرتے ہیں۔ بہانہ یہ بنا لیا کہ نمازِ جنازہ بھی دُعا ہے۔ اس لیے اب بعد میں دُعا مانگنا بدعت ہے۔

دیوبندی وہابیوں کی یہ بھی دلیل بالکل ناپختہ ہے۔ کیونکہ ان علم سے کورِوں کو یہ معلوم نہیں کہ پنجگانہ نماز جو پڑھی جاتی ہے۔ اُس کے بعد دُعا سب مانگتے ہیں۔ کیا وہ نماز دُعا نہیں ہے۔

(۱) نمازِ جنازہ میں سب سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھا جاتا ہے۔
پنجگانہ نماز میں سب سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھا جاتا ہے۔

(۲) نمازِ جنازہ میں درود شریف پڑھا جاتا ہے۔
پنجگانہ نماز میں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

(۳) نمازِ جنازہ میں مسلمانوں کے لیے دُعائے مغفرت کی جاتی ہے۔
پنجگانہ نماز میں بھی رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ دُعا مغفرت کی جاتی ہے۔

(۴) نمازِ جنازہ میں آخر میں سلام پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا جاتا ہے۔
پنجگانہ نماز میں بھی سلام پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا جاتا ہے۔

قارئینِ کرام: اس تقابل کو مدِنظر رکھنے سے معلوم ہوا کہ پنجگانہ نماز میں وہ چیزیں بھی آجاتی ہیں جو کہ نمازِ جنازہ میں پڑھی جاتی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے؟ کہ دیوبندی وہابی پنجگانہ نماز کے بعد دُعا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ مانگتے ہیں۔

اور جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ یہ پابندی ان کی اپنی طرف سے عاید کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ پس شرع شریف میں اپنی طرف سے پابندی عاید کر کے خود دیوبندی وہابی بدعتی ہو گئے۔ اور اہلِ سنت وجماعت سے خارج ہو گئے

قرآنِ پاک کی آیت کی تفسیر

تفسیر ابنِ جریر اُمتِ محمدیہ کے مفسرین میں سے مستند مفسر امام ابنِ جریر طبری علیہ الرحمۃ قرآنِ پاک کی آیت فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عَنْ ابن عباسٍ فِیْ قَوْلِهٖ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یَقُوْلُ فِی الدُّعَاءِ
(تفسیر ابنِ جریر صفحہ ۱۳۰ ج ۳۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو کھڑے رہو یہ قیام اور کھڑا رہنا دُعا کے واسطے ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا فَرَغْتَ مِمَّا فُرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلٰوةِ فَسَلِ اللّٰهَ وَارْغَبْ اِلَيْهِ وَانْصَبْ لَهٗ۔
(تفسیر ابنِ جریر صفحہ ۱۳۰ ج ۳۰ مطبوعہ مصر)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو اُس فارغ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فرض کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے سوال (دُعا) کر اور اُس کی طرف رغبت کر اور اُس کے لیے کھڑا رہ۔

---

[1] دیوبندیوں کے شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین ان کے فضل و کمال و ثوق اور وسعتِ علم کے معترف ہیں۔ انکی تفسیر کو احسن التفاسیر خیال کیا جاتا ہے۔ محدث ابنِ خزیمہ کا قول ہے کہ دُنیا میں کسی کو اُن سے بڑھ کر عالم نہیں جانتا۔ (سیرت النبی صفحہ ۲۰-۲۱ ج ۱) حافظ ذہبی نے ابنِ جریر طبری کو اسلام کے معتمد اور مستند ائمہ کرام میں شمار کیا ہے (میزان الاعتدال) غیر مقلدین وہابیوں کا ترجمان لکھتا ہے کہ ابنِ جریر طبری ایک عظیم الشان مفسر محدث اور مورخ ہیں (الاعتصام لاہور صفحہ ۹، ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء) نواب صدیق حسن بھوپالوی نے تفسیر ابنِ جریر طبری اور تفسیر جلالین کو نافع تر تفسیر لکھا ہے (المقالۃ الفصیحۃ صفحہ ۱۲) غیر مقلدین کے امام عبدالستار دہلوی رقمطراز ہیں کہ طبقہ رابعہ کے مشاہیر میں سے علامہ ابوجعفر محمد بن طبری المتوفی ۳۱۰ھ ہیں۔ امام سیوطی (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا ہے کہ ان کی کتاب اجل و اعظم تفاسیر میں سے ہے۔ اس لیے کہ یہ توجیہ اقوال و ترجیح بعض اقوال بر بعض و اعراب و استنباط جیسے امور سے اکثر تعرض کرتے ہیں۔ بایں وجہ دیگر کتب پر فائق ہے۔ اسی طرح امام نووی نے بھی تہذیب میں فرمایا ہے (مقدمہ تفسیر ستاری صفحہ ۱۰)

سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر کے بعد حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر پیش کی جاتی ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَوْلُهٗ فَاِذَا فَرَغْتَ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَانْصَبْ فِیْ حَاجَتِكَ اِلٰی رَبِّكَ۔ (تفسیر ابنِ جریر صفحہ ۱۳۰)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے بعد حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر پیش کی جاتی ہے۔

غیر مقلدین وہابیوں کے امام عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول دربارۂ تفسیر زیادہ وقعت اور اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کی شخصیت کو اُمت کا بڑا زبردست اور متبحر عالم اور رئیس المفسرین مانا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر و معانی کی واقفیت و مہارت کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ہی کے حق میں دُعا کی ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث دونوں کی سمجھ عطا فرمائی تھی۔ وسعتِ علمی کی وجہ سے ان کا لقب بحر و حبر تھا۔ ایک ہزار چھ سو ساٹھ حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ نے کہا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلسِ شوریٰ کے رُکن رکین تھے۔ سعد نے کہا کہ میں نے ابنِ عباس سے بڑھ کر حاضر فہم، عقلمند، ذی علم، وسیع علم کسی کو نہیں دیکھا۔ اس دُعاءِ نبوی کی برکت سے آپ کا لقب حبر الامت اور ترجمان القرآن مشہور ہے۔ اصولِ تفسیر کا یہ مسئلہ مسلم ہے کہ جس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہوں۔ مفسرین متاخرین یمیناً و شمالاً ذاہب ہوں تو اُس وقت جملہ اقوال پر تفسیر صحابہ کو تفوق و تقدم حاصل ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن مجید کے سب سے زیادہ عالم و ماہر تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و حکمت اور تزکیہ و تقدیس کی نعمتوں سے براہِ راست مستفید تھے۔ احکام و معاملات وغیرہ دینیات میں آپ ہی کے قول و فعل کو حجت جانتے تھے پھر منجملہ ان کے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول زیادہ راجح ہے۔
(مقدمہ تفسیر ستاری صفحہ ۹ تا ۱۱)

عَنْ قَتَادَةَ قَوْلُهٗ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَإِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ قَالَ اَمَرَهٗ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اَنْ يُّبَالِغَ فِيْ دُعَائِهٖ

(تفسیر ابن جریر ص۱۵۱ ج ۳۰ مطبوعہ مصر)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہو کر تو کھڑا رہ۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہو اپنی نماز سے تو اپنی دعا میں پہنچ۔

اہلِ علم حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تفسیر کے معاملہ میں سید المفسرین عبداللہ بن عباس حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام بہت بلند ہے۔ ان تفسیر کو کوئی اہلِ علم ٹھکرا نہیں سکتا۔ یہ سبھی مفسرین تو فَانْصَبْ سے مراد نماز کے بعد دعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ مگر دیوبندی ایسے . . . ہیں کہ وہ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

امام خازن اور امام بغوی علیہما الرحمۃ

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَتَادَہ وَالضَّحَّاكُ وَمُقَاتِلُ وَالْكَلْبِيُّ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَانْصَبْ اِلٰى رَبِّكَ فِى الدُّعَآءِ وَارْغَبْ اِلَيْهِ فِى الْمَسْئَلَةِ يُعْطِكَ (تفسیر خازن ص۲۲۹ ج ۴ تفسیر معالم التنزیل ص۲۳۳ ج ۷) ابنِ عباس، قتادہ، ضحاک، مقاتل اور کلبی علیہم الرضوان نے کہا ہے کہ جب تو فرض نماز سے فارغ ہو جائے تو ربِ کریم کی طرف دعا میں کھڑا رہ اور سوال کرنے میں اس کی طرف رغبت کر وہ تجھے عطا کرے گا۔

• ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا قرآنی آیات طیبات اور مستند مفسرین کی تشریحات اور احادیث رحمت کائنات سے بالکل واضح ہو گیا کہ نماز کے بعد دعا مانگنے کا حکم ربی ہے۔ نماز کے بعد دعا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، خلفاء راشدین، صحابۂ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، سلف صالحین علیہم الرضوان نے مانگی ہے۔

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو ہتھیلیاں پھیلا کر دعا کرو۔ بعدہٗ اپنے ہاتھ یوں ہی نہ چھوڑ دو بلکہ اپنے چہرہ پر پھیر لو۔ ایک

روایت میں ہے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرتا ہے۔ (قیام اللیل مروزی ص۲۳۴)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب وہابی نے بھی لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میں دعا کے وقت بندے کے کھلے ہاتھوں کو خالی واپس کر دوں۔ (اہلحدیث امرتسر ص۸ کالم ۲، ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا

محدث بیہقی علیہ الرحمۃ نے سنن الکبریٰ میں ایک روایت نقل فرمائی ہے جس میں سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ ان کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا۔ تو انہوں نے صاحبزادی کا نماز جنازہ پڑھایا۔

ثُمَّ اَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ قَدْرَ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَدْعُوْ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِى الْجَنَازَةِ هٰكَذَا۔

پھر آپ چوتھی تکبیر کے بعد کھڑے رہے۔ دو تکبیروں کے برابر دعا فرماتے رہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جنازہ اس طرح ادا فرماتے تھے۔

(سنن الکبریٰ ص۴۲ ج ۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

علامہ محمد عبداللہ بن ابو جمرہ مالکی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے بہجۃ النفوس میں حدیث شریف درج فرمائی ہے۔ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔

قَدْ صَلّٰى عَلٰى صَبِيٍّ وَدَعَا لَهٗ بِاَنْ يُّعَافِيَهُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کے لئے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ اسکو فتنہ قبر سے محفوظ رکھے۔ (بہجۃ النفوس شرح صحیح بخاری ص۱۲۷ ج ۱ مطبوعہ مصر)

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّ الدُّعَآءَ هُوَ الْعِبَادَةُ

بے شک دعا مانگنا عبادت ہے۔

رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان ہے۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔

جب دعا عبادت اور عبادت کا مغز ہے۔ تو جو قارئین کرام! لوگ نماز جنازہ کے بعد دعا نہیں مانگتے وہ کتنی بڑی سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ بلکہ دعا مانگنے کو حرام قرار دینے والے اللہ تعالٰے اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مجرم ہیں۔

جب کسی کا کوئی عزیز یا دوست پردیس میں جاتا ہے۔ تو اُس کے والدین، عزیز و اقارب رشتہ دار اور احباء اس کی روانگی سے قبل بھی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ گھر سے روانہ ہونے کے وقت، تانگے یا کار پر سوار ہونے کے وقت، ریلوے اسٹیشن پر یا ائیر پورٹ پر پہنچنے کے وقت، ریل گاڑی یا ہوائی جہاز میں سوار ہونے کے وقت اور سواری کے روانہ ہونے کے وقت اور پھر روانہ ہونے کے بعد بھی دعائیں مانگتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس عزیز کے واپس آنے کی امید ہوتی ہے۔ مگر دعا پر دعا مانگتے ہیں۔ مگر دیوبندی وہابیوں کی اس اُلٹی منطق کی سمجھ نہیں آتی کہ اس عزیز یا دوست یا بزرگ کے لئے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے کیوں منع کرتے ہیں۔ جو ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہا ہے۔ اور پھر ایک عظیم امتحان کا اُس کو سامنا کرنا ہوتا ہے۔ جو ایک سال۔ دو سال کے لئے جاتے۔ اس کے لیے تو قدم قدم پر دعا جائز ہے۔ مگر جو ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہا ہے۔ اور جس کو عظیم امتحان بھی دینا ہے۔ اُس کے لئے نماز جنازہ کے بعد دعا بدعت اور گناہ ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً وہابیت کی وبا سے!

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ

جب تم میت پر نماز پڑھو تو اس کے لیے خالص دعا مانگو۔

(مشکوٰۃ شریف صہ ۱۴۶، ابو داؤد صہ ۴۵۶، ابن ماجہ صہ ۱۰۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰے عنہما کی نماز جنازہ کے بعد پہنچے تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔

اِنْ سَبَقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَاءِ

(مبسوط سرخسی صہ ۶۷ ج ۲)

اگر آپ نے نماز جنازہ پڑھنے میں مجھ سے سبقت لے لی ہے۔ تو دعا مانگنے میں مجھ سے سبقت نہ لیں۔

پس دیوبندی وہابی حضرات جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بدعت قرار دینے والے اپنی طرف سے ہی شریعت مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پابندی عائد کرنے والے ہیں۔ اس لیئے اہل سنت وجماعت نہیں بلکہ اہل بدعت ہیں اور نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے والے اہل سنت وجماعت ہیں۔

نجد سے قادیاں براستہ دیوبند

اس کتاب میں مولانا محمد ضیاء اللہ قادری نے مستند کتب کے حوالہ جات سے فتنۂ انکار ختم نبوت اور جھوٹے مدعی نبوت لوگوں کی تاریخ بیان کرتے ہوئے محمد بن عبدالوہاب نجدی۔ سے لیکر اہلحدیث اور دیوبندی اکابر کا بھی اس میں شامل ہونا ثابت کیا ہے۔

اور وہ تاریخی دستاویز پیش کی ہیں جن کو کوئی دیوبندی وہابی جھٹلا نہیں سکتا۔ ایک معلوماتی کتاب ہے۔ بعض مقامات پر اصل حوالہ جات کی فوٹو بھی لگا دی ہے۔

ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا

دیوبندی بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا ناجائز اور شرک قرار دیتے ہیں۔ مگر اہلِ سنت وجماعت اس کو جائز اور مستحسن جانتے ہیں۔ کیونکہ کتب احادیث میں اہلبیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نبی اکرم، نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو چومنا نیز ان کا آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا مذکور ہے۔

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عمل

امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری، امام ابوداؤد، امام ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ خطیب سرکار سیدنا غوثِ اعظم، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی علیہم الرحمۃ نے روایت نقل کی ہے کہ سرکار سیدہ طیبہ طاہرہ مخدومہ دارین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ امام الانبیاء، شافع روزِ جزا، محبوبِ رب العلا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب سرکار سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ اُن کے لیے کھڑی ہو جاتیں فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ وَقَبَّلَتْہُ وَ اَجْلَسَتْہُ فِی مَجْلِسِھَا۔ تو آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اُس کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں اور جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتیں۔ تو حضور پُر نور نورٌ علیٰ نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو جاتے وَاَخَذَ بِیَدِھَا وَقَبَّلَھَا وَاَجْلَسَھَا فِی مَجْلِسِہٖ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

(ادب المفرد ص۱۳۸ مطبوعہ مصر، ابوداؤد شریف ص۲۱۸ ج ۲ سطر ۶ تا ۱۰، مشکوٰۃ شریف ص۴۰۲ مطبوعہ دہلی، حجۃ اللہ البالغہ ص۱۴۸ ج ۲ مطبوعہ مصر، مدارج النبوۃ فارسی ص۴۲۵ ج ۲، غنیۃ الطالبین ص۳۱۔)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ فَقَبَّلْنَا یَدَہٗ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۱۸، الادب المفرد ص۱۴۳، کتاب الاذکار لعلامہ نووی ص۲۳۴، تنویر القلوب ص۲۰ از علامہ کردی مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! مجدد الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ نے بھی یہ روایت اپنے فتاویٰ میں درج کی ہے۔ (مجموعۃ الرسائل والمسائل جلد ۱ ص۵۳)

حضرت اشبح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت مزیدۃ العبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اشبح رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے ہوئے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ حَتّٰی اَخَذَ بِیَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

ؔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سنن کی پابندی میں سخت متشدد تھے۔ (سیرت البخاری جلد نمبر ۱ ص۱۸۳ از عبدالسلام مبارک پوری وہابی)

دیوبندی مکتبِ فکر کا ماہنامہ "رشاد" لکھتا ہے کہ آپ اس درجہ متبع سنت تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن منزلوں پر اُترے تھے اور آپ نے جہاں جہاں نماز پڑھی تھی۔ وہ بھی وہاں نماز پڑھتے تھے۔ مسلمانوں کے ائمہ اور مشہور مفتیوں سے تھے۔ وہ فتویٰ اور اپنے نفس کی مرغوبات میں نہایت محتاط اور دینِ اسلام کے محافظ تھے۔ انہوں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہ کثرت حدیثیں روایت کیں۔

(ماہنامہ رشاد سیالکوٹ ص۵ جولائی ۱۹۷۳ء)

غیر مقلد وہابی حضرات کے ہفت روزہ "الاعتصام" میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متبع سنت، عالمِ قرآن اور عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ (الاعتصام لاہور ص۔ ، ۵ رجون ۱۹۵۹ء)

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَھَا ۂ

یہاں تک کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ رحمت پکڑ کر اس کو چوما تو نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ فِیْكَ لَخُلُقَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۂ تم میں دو عادتیں ایسی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہیں۔ (ادب المفرد ص۸۶ سطر ۲۳-۲۴، مطبوعہ مصر)

ناظرین: مندرجہ بالا حدیث شریف سے واضح ہے کہ ہاتھ چومنا نہ فعلِ قبیح ہے اور نہ ہی شرک بلکہ احسن فعل ہے جس کی تحسین رسولِ ربِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے بھی فرمائی ہے۔

حضرت ذارع رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ذارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وفد عبد القیس میں تھے جب ہم مدینہ منورہ میں آئے۔ تو ہم نے اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کی۔ فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ ۂ تو ہم نے شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

(ابوداؤد شریف جلد ۲ ص۲۱۱، مشکوٰۃ المصابیح ص۴۰۲، کتاب الاذکار للنووی ص۲۲۴)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو یہودیوں نے سید الابرار احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سوال کیے۔ تو رازدارِ ربِ العلا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا نے ان کے جواب ارشاد فرمائے۔ تو ان یہودیوں نے جواب سن کر فَقَبَّلَا یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور عرض کیا۔ نَشْھَدُ اَنَّكَ نَبِیٌّ ط ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔

(ترمذی شریف جلد ۲ ص۹۸، مشکوٰۃ شریف ص۱۰، کتاب الاذکار للنووی جلد ۲ ص۲۷۱، شرح فقہ اکبر لعلامۃ المغنیسادی ص۲۲، حجۃ اللہ علی العالمین ص۱۱)

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

شیخ المحدثین عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی اپنی تصنیفِ لطیف "مدارج النبوۃ" شریف میں ایک روایت درج فرماتے ہیں کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اا ربیع الاول شریف

---

۱ فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ (شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے) مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم و فضل اور خدمتِ علمِ حدیث اور صاحبِ کمالاتِ ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسنِ عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔ (تاریخ اہلِ حدیث ص۳۹۸) وہابیہ نجدیہ کے مشہور رائٹر مولوی حکیم عبد الرحیم اشرف "المنبر لائل پور" کے ایڈیٹر بھی لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا۔ جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنے اصل نورانیت کے جلو میں پھر ظاہر کریں۔ ان حضرات نے قرآن و سنت کے خشک ستونوں کو از سرِ نو جاری کر دیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا۔ جو داعیِ اسلام فداہ روحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں پیش کیے گئے تھے۔ علمائے سو کو بے نقاب کیا گیا۔ ان کی اجارہ داری کو چیلنج کیا گیا۔ اور واشگاف کیا گیا کہ ان کے اقوال اس قابل تو ضرور ہیں کہ انہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ لیکن اس لائق ہرگز نہیں کہ انہیں اسلام کی تفسیر و تعبیر کے طور پر حجتِ شرعی بنایا جائے۔ یہ عظیم تجدیدی کارنامہ جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیے۔ ان کے اسم گرامی یہ ہیں:-

(۱) حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہیں دنیائے اسلام مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

(۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیثِ نبوی کے علوم کو عام کیا۔

(۳) الشیخ احمد بن عبد الرحیم جنہیں عالمِ اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔

(الاعتصام ص۵ ۱۹ مارچ ۱۹۵۶ء)

وہابیہ نجدیہ کی اہلِ حدیث کانفرنس دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں ہے کہ دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نشر و اشاعت قرآن و حدیث پر کافی توجہ (اہلِ حدیث امرتسر ص۔ ۱۲ اپریل)

کو نورِ مجسّم شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا اقدس میں اپنے لشکر سمیت رُخصت کی اجازت حاصل کرنے کے ارادہ سے حاضر ہوئے:۔

"وبربالین شریف حاضر شد۔ وسر مبارک را پیش برود۔ سر دست مبارکش را تقبیل نمود۔ اور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے سرہانے کھڑے ہوگئے۔ اور اپنے سر کو جھکا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ مبارک اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔ (مدارج النبوت شریف فارسی جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۸۶)

حضرت وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتے۔ "مگر ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے ناآشنا تھے تو کسی نے ہم کو کہا۔ ذَالِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں:۔ فَاَخَذْنَا بِیَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ فَقَبَّلْنٰھُمَا ط تو ہم نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو پکڑ کر بوسہ دیا۔ (ادب المفرد للبخاری صفحہ ۱۴۴ سطر ۷ تا ۸، تنویر القلوب صفحہ ۳۰ سطر ۹ تا ۱۰ مطبوعہ مصر)

امامِ اجل جلال الدین سیوطی[1] علیہ الرحمۃ اپنی معرکۃ الآرا مبارک تصنیف خصائص الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کی شکایت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پُر نور نورٌ علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] مشہور محقق علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالتِ بیداری میں پچھتر مرتبہ بالمشافہ زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصر) جمعیت وہابیہ کا ترجمان "الاعتصام" میں علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کو علامہ ابنِ حجر عسقلانی کا شاگرد قرار دیا ہے نیز ان کی شانِ عظمت میں آسمانِ علم کے مہر و ماہ جیسا عظیم الشان لقب دیا ہے۔ (الاعتصام صفحہ ۶، ۲۲ رجون ۱۹۵۶ء)

وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی۔ تو حبیبِ ربّ العالمین، رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ کیا تو اُس پر ناراض رہتی ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ ہاں! تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم اپنے سروں کو ایک دوسرے کے قریب کرو۔ تو رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن دونوں کے سروں کو اس طرح ملایا کہ عورت کی پیشانی اُس کے خاوند کی پیشانی سے ملی اور دُعا فرمائی۔ اے اللہ! ان دونوں میں اُلفت و محبت پیدا فرما دے۔ اُن کی ایک دُوسرے ساتھی سے محبت پیدا فرما دے۔ کچھ عرصہ بعد وہ عورت شفیعِ معظم، نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی فَقَبَّلَتْ رِجْلَیْہِ تو آپ کے مبارک پاؤں کو بوسہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اور تمہارا خاوند کیسے ہو؟ تو اُس نے عرض کیا کہ حضور! نہ وہ بچوں کی طرح ہے اور نہ ہی بدشکلوں کی طرح ہے۔ اور اُسے مجھ سے زیادہ کوئی بچہ بھی محبوب نہیں یعنی وہ میرے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کرتا ہے۔ تو رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تو حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی عرض کیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۶، سطر ۵ تا ۹، دلائل النبوت لابو نعیم جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

"تمہارے مُنہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی"

حضرت مزیدۃ العصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف تاریخ[1] الکبیر میں روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعد العبدی رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تاریخ الکبیر کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ جب اٹھارہ سال کے ہوئے۔ تو سلسلۂ تصنیف شروع کیا۔ اور فضائل صحابہ و تابعین اور اُن کے اقوال کا ذخیرہ فراہم کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اس کو ایک مجموعہ کی شکل دے کر اور مرتب کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پر کتاب التاریخ کا مسودہ شروع کر دیا۔ آپ راتوں کو چاند کی روشنی میں [illegible]

عنہ فرماتے ہیں کہ میں مزیدۃ العصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے ہیں: اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَنَزَلْتُ اِلَیْہِ فَقَبَّلْتُ یَدَہٗ ؕ

ہم نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو میں نے حضرت کے قریب ہو کر اُن کے دستِ مبارک کو چوم لیا۔ (تاریخ الکبیر جلد ۴ ص ۱۳۱ مطبوعہ بیروت)

دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے مولوی یوسف صاحب کاندھلوی نے اپنی کتاب "حیات الصحابہ" میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادہ کو ساتھ لیے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلام کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہاں بیٹھو، یہاں بیٹھو اور آن کو اپنی دائیں جانب بٹھا لیا اور فرمایا۔ انصار کے لیے مرحبا ہو۔ انصار کے لیے مرحبا ہو۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑا کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ صاحبزادہ بھی بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اور قریب آؤ۔ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بڑھا۔ اور آپ کے دونوں ہاتھ چومے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں انصار میں سے ہوں اور انصار کی اولاد میں سے ہوں۔ یہ سُن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اکرام فرمائے جس طرح پر کہ آپ نے ہم لوگوں کا اکرام کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پہلے کہ میں تمہارا اکرام کروں تم لوگوں کو اکرام سے نوازا ہے۔ بلاشبہ، تم لوگ میرے بعد اپنے اوپر ترجیح دیکھو گے۔ تم صبر کرتے رہنا۔ یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ (کوثر) پر ملو۔ (حیات الصحابہ ص ۴۲۸ حصہ دوم مطبوعہ دہلی)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

علامہ بدر الدین عینی حنفی شارح بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے حدیث شریف درج فرمائی ہے کہ:۔

اِنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَذَرْتُ اِنْ فَتَحَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْکَ بِمَکَّۃَ اَنْ اٰتِیَ الْبَیْتَ

فَاُقَبِّلَ اَسْفَلَ الْاَسْکُفَۃِ فَقَالَ قَبِّلْ قَدَمَ اُمِّکَ وَقَدْ وَفَیْتَ نَذْرَکَ ؕ

ترجمہ:۔ بے شک ایک آدمی نبی کریم علیہ افضل الصلوٰت والتسلیم کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کی کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ مکرمہ پر فتح دی تو میں بیت اللہ کے پاس جاؤں گا اور اس کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی والدہ کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو۔ تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔

(عمدۃ القاری ص ۲۴۱ جلد ۲ مطبوعہ مصر)

صفوان بن عباد سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہا کہ آؤ اس نبی سے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ ؕ کے متعلق پوچھیں۔

پس اُن دونوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے اُن کو جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کرو۔ اور اسراف نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ کسی نفس کو قتل نہ کرو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ مگر حق کے ساتھ جادو نہ کرو۔ سُود نہ کھاؤ۔ کسی بڑے کو لے کر کسی غلبے والے کے پاس نہ جاؤ۔ کہ وہ اس کو قتل کر دے۔ کسی پر الزام نہ دو۔ پاکدامن عورت کو خصوصاً ہفتہ کے روز تجاوز نہ کرو۔ اُن دونوں یہودیوں نے سُن کر فَقَبَّلَا یَدَہٗ وَرِجْلَہٗ وَقَالَا نَشْھَدُ اَنَّکَ نَبِیٌّ ؕ

حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲ و ص ۱۱۱ مطبوعہ مصر)

محدث ابنِ جوزی علیہ الرحمۃ نے عداس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فَاَکَبَّ عَدَّاسٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَ رَاْسَہٗ وَیَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ قَالَ یَقُوْلُ اِبْنَا رَبِیْعَۃَ اَحَدُھُمَا لِصَاحِبِہٖ اَمَّا غُلَامُکَ فَقَدْ اَفْسَدَہٗ عَلَیْکَ فَلَمَّا جَآءَ لَہٗ جَآءَ ھُمَا عَدَّاسٌ قَالَا لَہٗ وَیْلَکَ یَا عَدَّاسُ مَالَکَ تُقَبِّلُ رَاْسَ ھٰذَا الرَّجُلِ وَیَدَیْہِ وَقَدَمَیْہِ ؕ

عداس کا عقیدہ

عداس نے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرِ مبارک اور ہاتھوں اور پاؤں مبارک کو جھک کر بوسہ دیا۔ تو حضور پُر نور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس پر ربیعہ کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخصیت کے سامنے تیرے غلام کی عقل ختم ہو گئی ہے۔

جب عداس اُن کے سامنے آیا تو عداس سے کہا کہ اے عداس! افسوس ہے تجھ پر کہ تو اس شخص کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دے رہا ہے! تو اُس نے جواب میں کہا:۔

يَا سَيِّدِيْ مَا فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ لَقَدْ أَخْبَرَنِيْ بِأَمْرٍ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا نَبِيٌّ ۞

اے میرے سردار زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی شخصیت نہیں ہے۔ اس ہستی نے مجھے وہ خبر دی ہے کہ جس کو صرف نبی ہی جانتا ہے۔

(کتاب الوفا۔ باحوال المصطفیٰ جلد ۱ ص ۲۱۱ مطبوعہ مصر)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

علامہ عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف شواہد النبوۃ میں درج فرمایا ہے۔ کہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت آکر سلام کیا۔ جب کہ اُن کی بصارت ختم ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اور پوچھا۔ آپ کون ہیں؟

میں نے کہا کہ محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں تو حضرت جابر نے کہا (اے فرزند من پیشتر آئے! پیشتر آمدم دست مرا بوسید پس میل کردتا پائے مرا بوسد من دور شدم)

اے میرے بیٹے! میرے نزدیک آؤ! میں قریب ہوا۔ تو اُنہوں نے میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پاؤں چومنے ہی والے تھے کہ میں اُن سے پرے ہو گیا۔ تو اُنہوں نے فرمایا۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر سلام بھیجا ہے۔ میں نے اُن سے کہا حضورِ پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھی صلوٰۃ وسلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی برکت و رحمت ہو۔

پھر میں نے پوچھا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب کچھ کیونکر ہوا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک دن میں حضورِ پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا۔ اے جابر شاید تمہاری ملاقات میرے ایک فرزند سے

ہو۔ کہ جس کو محمد بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اُسے انوار و حکم عطا فرمائے گا۔ تم اُسے میرا سلام کہنا۔ (شواہد النبوۃ فارسی ص۱۸۱)

مندرجہ بالا احادیث شریفہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا رحمۃ للعالمین سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو چومنا ثابت ہے اب آپ کے سامنے وہ روایات پیش کی جاتی ہیں جن میں خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور اہلِ بیت عظام کا ایک دوسرے کے ہاتھ پاؤں چومنا ثابت ہے۔

خلفاء راشدین علیہم الرضوان کی سُنت

امیر المومنین فی الحدیث سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الباری کی شخصیت سے کون واقف نہیں

حضرت عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ الباری جیسی

؎ امام بخاری علیہ الرحمۃ کی تدفین کے بعد قبر سے ایک نہایت تیز خوشبو پھیلی جس کو تحریرین عنبر اور مشک سے بھی بڑھی ہوئی لکھتے ہیں اور اس خوشبو کا اس قدر شہرہ ہے بیان کرتے ہیں کہ دور دراز سے لوگ اس خبر کی تصدیق کے لیے آتے اور مٹی لے جاتے تھے۔ (مقدمہ فتح الباری ا: ابن حجر عسقلانی سیرت البخاری ص۲ اخبار اہلِ حدیث امرتسر ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ء، ماہنامہ القاسم دیوبندی رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ، الاعتصام ص۵ فروری ۱۹۵۹ء، تنظیم اہلِ حدیث لاہور ص۳)

عبد الوحید طوسی علیہ الرحمۃ جو کہ اکابر علماء میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ اُن کے اصحاب بھی اُن کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہیں اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے سلام عرض کرنے کے بعد عرض کیا۔ حضور! کس کا انتظار ہے؟ تو فرمایا أَنْتَظِرُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيْلَ میں محمد بن اسماعیل یعنی امام بخاری کا منتظر ہوں تو چند روز کے بعد امام بخاری کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو میں نے اپنے خواب کے وقت کو ملایا۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال کا وہی دن اور وہی وقت نکلا۔ (مقدمہ فتح الباری، بستان المحدثین فارسی ص۱۱۱، سیرت البخاری ص۲، مشارق الانوار ص۵) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری)

شخصیت جن پر سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی انبیاء کرام علیہم السلام میں ناز ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔ ابوعبیدہ بن الجراح بوسہ بر دستِ أمیر الْمُؤمِنِیْنَ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؕ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مبارک پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوسہ دیا۔ (کیمیائے سعادت فارسی ص۱۹۴ سطر ۸ مطبوعہ دہلی، عوارف المعارف للشیخ شہاب الدین سہروردی ص۱۶۰ سطر ۱۷ و سطر ۱۸)

اس روایت کو وہابیہ نجدیہ کی نہایت ہی معتبر شخصیت محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ نے اپنے فتاویٰ میں درج کیا ہے۔ (مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ جلد ۱ ص۲ جلد ۱ ص۳۵)

حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

شیخ الاسلام ابوالقاسم عبدالکریم ہوازن القشیری، شیخ المحدثین عبدالحق محدث

دہلوی، شیخ الاسلام ابنِ حجر مکی علامہ یافعی علیہم الرحمۃ نے اپنی اپنی مستند کتب میں ایک روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہونے لگے۔ تو سیدنا عبداللہ بن عباس نے ادباً عرض کیا کہ اے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جان کے صاحبزادے آپ ٹھہر جائیں یعنی رکاب کو نہ پکڑیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ علماء کی تعظیم کریں تو یہ سن کر فَاَخَذَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ یَدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَبَّلَهَا ؕ ترجمہ:۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اس کو بوسہ دیا۔ اور عرض کیا: هٰکَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَفْعَلَ بِاَهْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؕ ترجمہ: ہم کو بھی اسی طرح حکم دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کی تعظیم کریں۔
(رسالہ قشیریہ ص۶۷ سطر ۳ تا ۵، مدارج النبوۃ فارسی جلد ۲ ص۶۹۱، صواعق محرقہ عربی ص۲۲۸، مرآۃ الجنان جلد ۱ ص۱۲۲ از علامہ یافعی)

وہابیوں کے مجدد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ نے بھی اس روایت کو اپنے فتاویٰ میں درج کیا ہے۔ دیکھئے: مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ جلد ۱ ص۲)

حضرت انس اور ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: اَمَسَسْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِیَدِكَ کیا آپ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک کو چھوا ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت دیا۔ نَعَمْ ہاں! فَقَبَّلَهَا تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ چوم لیا۔ (الادب المفرد للبخاری ص۱۴۴ اسطر ۱۳، تنویر القلوب ص۲۰

ؑ علامہ ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمۃ کے متعلق داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ استاد امام و زین الاسلام ابوالقاسم عبدالکریم ہوازن القشیری اندر زمانہ خود بدیع بود و قدرش رفیع و منزلتش بزرگ و معلوم است اہلِ خانہ را در روزگار وے و انواع فضلش و اندر ہر فن اور الطائفِ بسیار است و تصانیف جملہ بالتحقیق خداوند تعالیٰ حالِ وزبان وے را از حشو محفوظ گردانیدہ است۔ (کشف المحجوب فارسی) آپ کا انتقال ۴۶۵ھ کو ہوا۔

ؑ عارف شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام پر امام غزالی کی وجہ سے فخر فرما رہے تھے۔ اور ان سے فرماتے ہیں کیا تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا آدمی ہے تو دونوں حضرات نے عرض کی نہیں؟
(روض الریاحین عربی للیافعی ص۲۱، ص۴۸۵، جامع کرامات الاولیاء للنبہانی، شواہد الحق للنبہانی، جمال الاولیاء، ص۹۳، از اشرف علی تھانوی دیوبندی)

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری عفی عنہ

ؑ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی ۲۲۸۶ احادیث شریفہ مروی ہیں۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں آپ کی روایات تیسرے درجہ پر ہیں۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بارہ سال بطور خادم رہے ہیں۔ آپ کا انتقال ۹۳ھ میں ہوا۔ ؑ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں جو نو سال نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک میں رہے۔

سطر ۷ تا ۹ ، دارمی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۱)

حضرت سلمہ بن اکوع اور عبداللہ بن رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مقام ربذہ سے گزر کر رہے تھے ہمیں معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقیم ہیں۔ ہم نے اُن کی خدمت میں حاضری دی اور اُن کو سلام عرض کیا۔ فَاَخْرَجَ یَدَیْهِ فَقَالَ بَایَعْتُ بِهَاتَیْنِ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجَ کَفًّا لَهٗ ضَخْمَةً کَاَنَّهَا کَفُّ بَعِیْرٍ فَقُمْنَا اِلَیْهَا فَقَبَّلْنَاهَا ۵ ترجمہ: تو انہوں نے اپنے ہاتھ (چادر یا آستین سے) باہر نکالے اور فرمانے لگے کہ میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔ آپ نے اپنی ہتھیلی سامنے کی۔ جو اونٹ کے پنجے کی طرح بھاری اور گداز تھی۔ ہم کھڑے ہوئے اور اُس کو چوم لیا۔

(ادب المفرد للبخاری صفحہ ۱۴۲ سطر ۱ تا ۳ مطبوعہ تنویر القلوب صفحہ ۲)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ

فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ نبی مکرم، رسولِ محتشم، شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ اپنے سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے: وَیُقَبِّلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ۵ ترجمہ: اور ایک دوسرے کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔

(بستان العارفین عربی برحاشیہ تنبیہ الغافلین صفحہ ۱۶۰ مطبوعہ مصر)

حضرت علامہ ابنِ حجر مکی[1] علیہ الرحمۃ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُم ولد ہیں روایت کرتی ہیں کہ

---

[1] غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ شیخ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ مکہ شریف میں مفتی حجاز تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ (حاشیہ تاریخ اہلحدیث صفحہ ۳۹۲) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری)

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا۔ اِذَا اَتٰی اَنَسٌ قَالَ یَا جَارِیَةُ هَاتِیْ لِیْ طِیْبًا اَمْسَحُ یَدَیَّ فَاِنَّ ابْنَ اُمِّ ثَابِتٍ لَا یَرْضٰی حَتّٰی یُقَبِّلَ یَدَیَّ ۵ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس آتے تو وہ اپنی لونڈی کو فرماتے کہ میرے لیے خوشبو لاؤ تاکہ میں اپنے ہاتھوں کو لگاؤں۔ کیونکہ اُم ثابت کا بیٹا جب تک میرے ہاتھ کو بوسہ نہ دے لے خوش نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۲۰ سطر ۱ تا ۳)

قارئینِ کرام! مستند کتبِ احادیث سے واضح ہوا کہ ہاتھ اور پاؤں کو چومنا یہ سنتِ قولی، سنتِ فعلی اور سنتِ تقریری ہے۔ اس پر سجدہ اور شرک یا بدعت و حرام کا فتوے لگانا سراسر جہالت ہے۔

دیوبندی اور غیر مقلد اہلحدیث حضرات اس کو حرام، بدعت بلکہ شرک گردانتے ہیں۔ اِس لیے وہ اہل سنت و جماعت نہیں ہیں۔

ہاتھ اور پاؤں چومنے کا ثبوت

اِس مسئلہ پر علامہ قادری کی مستقل کتاب بھی ہے۔ جس میں ۲۵۰ مستند کتب کے حوالہ جات سے خلفاء راشدین۔ اہل بیت اطہار۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان۔ محدثین۔ مفسرین اور اولیاء کاملین علیہم الرحمہ سے بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں چومنے کا ثبوت درج کیا ہے۔

قیمت ۱۵ روپے

ہاتھ اور پاؤں چومنا سجدہ نہیں ہے!

دیوبندی حضرات ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار دیتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار نہیں دیتے کیونکہ شریعت مطہرہ علٰے صاحبہا الصلوٰۃ و السلام میں سجدہ کی تعریف سجدہ کے وقت سات اعضاء کا زمین پر لگنا ہے جیسا کہ کتبِ احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ الباری نے صحیح بخاری میں بَابُ السُّجُوْدِ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ کا باب باندھ کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت درج کی ہے کہ اُمِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْضَاءٍ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سجدہ سات اعضاء پر کیا جاتے۔ (صحیح البخاری ص۹۴ مطبوعہ مصر، طبرانی شریف ص۳۶ ج ۱)

امام ابو عیسٰے ترمذی رحمۃ اللہ القوی نے سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَہٗ سَبْعَۃُ اٰدَابٍ وَجْہُہٗ وَکَفَّاہُ وَرُکْبَتَاہُ وَقَدَمَاہُ۔ انہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب بندہ سجدہ کرے تو اس کے سات اعضاء چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں بھی اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں۔ (منتخب الصحیحین من کلامِ سید الکونین ص۲۔ ترمذی شریف ص۳۶ ج ۱ مطبوعہ دہلی نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ص۳۸۶)

حضرت عبد اللہ ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی اور فرمایا۔ اَنْ تَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ کہ سجدہ سات اعضاء سے کریں۔ (مسانید امام اعظم ص۲۹۶ ج ۱ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صاحبِ لولاک محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا۔ اَلْاِنْسَانُ یَسْجُدُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ جَبْہَتِہٖ

وَیَدَیْہِ وَرُکْبَتَیْہِ وَصُدُوْرِ قَدَمَیْہِ فَاِذَا سَجَدَ اَحَدُکُمْ فَلْیَضَعْ کُلَّ عُضْوٍ مَوْضِعَہٗ۔ کہ انسان جب سجدہ کرے سات اعضاء یعنی پیشانی، دونوں ہاتھ۔ دونوں گھٹنے دونوں پاؤں کے اگلے حصوں کے ساتھ تو اس کو چاہیئے کہ ہر عضو کو اپنی اپنی جگہ پر رکھے۔
(جامع مسانید الامام الاعظم ص۳۸۶ ج ۱، طبرانی شریف ص۳۶)

امام اجل جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ روایت درج فرماتے ہیں کہ اَلسُّجُوْدُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْضَاءٍ اَلْیَدَیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَالْجَبْہَۃِ۔ سجدہ سات اعضاء دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں اور پیشانی سے ہوتا ہے۔ (جامع صغیر ص۳۲ ج ۲ مطبوعہ مصر)

عارف باللہ الشیخ محمد امین الکروی الاربلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں۔ اَلسُّجُوْدُ عَلَی الْاَعْضَاءِ السَّبْعَۃِ الَّتِیْ ہِیَ الْجَبْہَۃُ وَالرُّکْبَتَانِ وَبَاطِنَا الْکَفَّیْنِ وَاَطْرَافُ بُطُوْنِ اَصَابِعِ الْقَدَمَیْنِ وَاَنْ یَّکُوْنَ السُّجُوْدُ عَلَی الْاَعْضَاءِ السَّبْعَۃِ فِیْ اٰنٍ وَّاحِدٍ۔ سجدہ سات اعضاء جو کہ پیشانی، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں کی انگلیوں کے کنارے لگنے سے ہوتا ہے اور سجدہ سات اعضاء پر ایک ہی وقت میں ہونا چاہیئے۔
(تنویر القلوب فی معاملۃ علام الغیوب ص۱۳۴ مطبوعہ مصر)

غیر مقلدین کے مستند عالم مولوی سلیمان صاحب منصور پوری بھی سجدہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (سجدہ) اصطلاح شریعتِ محمدیہ میں پیشانی اور ناک کو زمین پر لگانا اس طرح سے کہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں بھی زمین سے لگی ہوئی ہوں۔ رانیں پیٹ سے الگ ہوں اور بازو پہلوؤں سے الگ۔ اس اصطلاح کو اب حقیقتِ شرعیہ کہا جاتا ہے۔ (الجمال والکمال ص۳۸ تا ۱۱)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ سجدہ میں زمین پر سات اعضاء لگیں تو سجدہ ہے وگرنہ سجدہ نہیں۔ کیونکہ سجدہ کے لیے سات اعضاء کا لگنا ضروری ہے۔ اگر چھ اعضاء لگیں تب بھی سجدہ نہیں خواہ انسان نماز میں ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا ہاتھ پاؤں چومنے کو سجدہ میں شمار کرنا کس قدر کم علمی اور جہالت ہے کیونکہ اس میں تو سات اعضاء زمین پر نہیں لگتے۔

سجدہ میں نیت کا بھی دخل ہے۔ ایک شخص یوں ہی سجدہ کی شکل میں ہے جبکہ اس کی نیت، قیام، رکوع اور سجود کی نہیں۔ تو کیا اس کو اس کا ثواب ملے گا؟ ہر گز نہیں۔ کیونکہ ثواب حاصل

کرنے کے لیے نیت شرط ہے۔ حضور پُرنُور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ یعنی اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح بخاری شریف صہ ۲ ج ۱)

اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو ہی نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کی نیتوں کو دیکھتا ہے۔

(صحیح مسلم شریف، الترغیب والترہیب للمنذری صہ ۲۴)

مندرجہ بالا کتب احادیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ ہاتھ اور پاؤں چومنا سجدہ نہیں ہے۔ سرورِ کائنات، باعثِ تخلیق کائنات محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات نے بھی ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ امام اہلسنت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں اور اہلِ سنت وجماعت کے ذو عظیم فقیہہ علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے ردّ المختار میں اور ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ نے تنبیہُ الغافلین میں اور علامہ کردی علیہ الرحمۃ نے تنویر القلوب میں ایک روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نقل فرمائی ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے ردّ المختار میں علامہ فقیہہ سمرقندی نے تنبیہ الغافلین علامہ کردی اربلی علیہ الرحمۃ نے تنویر القلوب میں ایک روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نقل فرمائی ہے۔ کہ ایک اعرابی نے احمد مجتبیٰ مالکِ ہر دو سرا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔ قُلْ لِتِلْکَ الشَّجَرَۃِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَدْعُوْکِ۔ ط اس درخت کو کہو کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں کہ حضرت

ف غیر مقلد وہابی حضرات کے امام العصر مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے شفاء کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے (سراجاً منیراً منشیٔ اخبار اہلحدیث امرتسر ۶ ،۲۰ مئی ۱۹۴۲ء) دیوبندی فرقہ کے سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ ماخذ کتب شمائل میں سب سے ضخیم اور بڑی کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض کی اور اس کی شرح نسیم الریاض خفاجی کی ہے (خطبات مدارس صہ ۹۶) قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ عیاض بن موسیٰ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی، فقہ، تفسیر حدیث وسائر علوم کے امام تھے (رحمۃ للعالمین جلد ۲ صہ ۳۵۱) (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت دائیں بائیں آگے اور پیچھے جھکا جس سے اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر وہ زمین کو کھودتا اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا اور آگے بڑھتا ہوا بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے:۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" اعرابی نے کہا۔ اب اس کو اپنی جگہ پر لوٹنے کا حکم فرمایئے۔ تو نبیٔ مختار حبیبِ کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر درخت واپس اُسی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا:۔ اِئْذَنْ لِیْ اَسْجُدْ لَکَ۔ ط مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم فرماتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو بلاشک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ بعد ازیں اس نے عرض کیا:۔ اِئْذَنْ لِیْ اَنْ اُقَبِّلَ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ فَاَذِنَ لَہٗ۔ ط مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں آپ کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دوں۔ تو ہادیٔ سُبل ختمِ رُسل، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے کی اجازت عنایت فرما دی۔ (شفاء شریف جلد ۲ صہ ۱۹۶، تنبیہ الغافلین صہ ۲۶۲، شامی شریف جلد ۵ صہ، تنویر القلوب کردی صہ ۱۹۹)

وہابیوں دیوبندیوں کے فتویٰ کی بیخ کنی

دیوبندی اور وہابی حضرات ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار دیتے ہیں۔ اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر مندرجہ بالا حدیث شریف سے وہابیہ اور دیابنہ کے فتویٰ کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

نیز اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہو جاتا ہے کہ ہاتھ اور پاؤں چومنا یہ سجدہ نہیں ہے۔ اگر یہ سجدہ ہوتا یا یہ سجدہ میں شمار ہوتا۔ تو نبیُّ الحرمین وسیلتنا فی الدارین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے سجدہ کرنے کی اجازت نہ دی تھی اسی طرح اس کی اجازت نہ دیتے بلکہ فرما دیتے کہ ہاتھ پاؤں چومنا بھی تو سجدہ ہے۔ مگر حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ کی اجازت نہ دینا اور ہاتھ پاؤں چومنے کی اجازت مرحمت فرما دینا یہ واضح دلیل ہے کہ ہاتھ اور پاؤں چومنا سجدہ نہیں۔

قارئینِ کرام!۔ اب تو اظہر من الشمس ہے کہ ہاتھ اور پاؤں چومنے کو سجدہ قرار دینے والے دیوبندی حضرات اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

محفلِ میلاد شریف

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کے نزدیک محفل میلاد شریف منعقد کرنا، میلاد پر خوشی کرنا بدعت اور حرام ہے۔ اہلسنت وجماعت حضرات کے نزدیک محفل میلاد شریف کرنا جائز اور باعثِ برکت ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔ (پ۱۱ ع۱۱) — تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ (پ۳۰ ع۱۸) — اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

ان آیات سے اللہ تعالیٰ کا حکم واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت اور نعمت پر خوب خوشی کا اظہار کرو اور چرچا بھی کرو۔ اب کون سا مسلمان ہے جو کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم، شفیع اعظم، خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کو اللہ تعالیٰ کا فضل، اس کی رحمت اور اس کی نعمت نہیں سمجھتا۔ بلکہ آپ نور رحمۃ للعالمین اور اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہیں۔ جن کی بعثت شریفہ کا اللہ تعالیٰ نے احسان جتایا ہے:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا۔ (پ۴ ع۸) — بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

یہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مرسلین عظام کی تمنا ہیں جن کی آمد آمد کی بشارت اور خوشخبری انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ (پ۲۸ ع۹) — اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا۔ (پ۷ ع۵) — اے اللہ اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی۔

قارئین عظام! جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مائدہ۔ دسترخوان نازل ہو تو پیغمبر خدا اس دن کو اپنے پہلوں اور بعد میں آنے والوں کے لیے عید اور خوشی کا دن قرار دیں۔ تو جس دن محبوب رب کائنات، دعائے خلیل، نوید مسیحا، شافع روز جزا، شب اسریٰ کے دولہا، کل کائنات کے ملجا و ماویٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاویں تو وہ دن پوری دنیائے اسلام کے لیے کیوں نہ عید اور خوشی کا دن ہووے۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑہ نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل، رحمت اور نعمت کا چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ تو چرچا تب ہی ہو سکے گا جب ان کا ذکر خیر کیا جائے، ان کی تعریف و توصیف اور معجزات کا ذکر خیر کیا جائے۔ مستند کتب سیر کا مطالعہ کیا جائے جو کہ مخالفین اور منکرین کے نزدیک بھی مستند ہیں۔ ان میں بھی حضور پرنور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد، ولادتِ باسعادت کے پرکیف پر سرور اور وجد آفریں واقعات ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ (پ۱۳ ع۱۲) — اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

مفسرین عظام علیہم الرحمۃ نے اسی آیت کے تحت فرمایا ہے کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرماتے ہیں۔

ناظرین کرام! جس دن حضور پُرنور نورٌ علیٰ نور، شافع یوم النشور، مسلمانوں کے دلوں کے سرور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے وہ دن بھی ایام اللہ میں سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا حکم ہے:۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ۔/ اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن۔

لہٰذا اس دن کو یاد دلانے کا سب سے بہترین طریقہ محفل میلاد مصطفےٰ منانا ہے۔ جو کہ مسلمان بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ اور ان پر فتوے بازی اور حرام قرار دینے والے حضرات کو عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔

تفسیر روح البیان

میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرٌ قَالَ الْاِمَامُ السُّيُوْطِيُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ يُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۶)

اور میلاد شریف کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے جب کہ وہ بُری باتوں سے خالی ہو۔ امام سیوطی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم علیہ السلام کی ولادت باسعادت پر اظہار شکر کرنا مستحب ہے۔

حافظ ابن حجر اور امام سیوطی علیہما الرحمۃ

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے تفسیر روح البیان میں تحریر فرمایا ہے:۔

وَقَدِ اسْتَخْرَجَ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَصْلًا مِّنَ السُّنَّةِ وَكَذَا الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ وَرَدَّا عَلَى الْفَاكِهَانِيْ قَوْلَهٗ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ مَّذْمُوْمَةٌ ۔

اور حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد شریف کی اصل سُنّت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رَد کیا ہے جو کہ میلاد شریف کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۷)

صحیح بخاری شریف

امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ نے روایت نقل کی ہے کہ:۔

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا اِنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ ۔

جب ابولہب مر گیا تو اُس کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں بُرے حال میں دیکھا پوچھا کیا گذری۔ تو ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر بھلائی نصیب نہیں ہوئی مگر ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس انگلی (شہادت کی انگلی) سے پانی ملتا ہے جس انگلی سے اشارہ کر کے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

جو کہ شارح بخاری ہیں، اسی روایت کے ماتحت شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

ذَكَرَ السُّهَيْلِيُّ اَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ رَاَيْتُهٗ فِيْ مَنَامِيْ بَعْدَ حَوْلٍ فِيْ شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِيْتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً اِلَّا اَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّيْ فِيْ كُلِّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَذٰلِكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ اَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهٖ فَاَعْتَقَهَا ۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۱۴۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت سہیلی علیہ الرحمۃ نے ذکر فرمایا ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت اور آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر پیر کے روز مجھ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ پیر کے روز ہوئی اور ثویبہ لونڈی نے ابولہب کو حضور کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس خوشی میں اسکو آزاد کر دیا تھا۔

قارئین کرام! ابولہب کافر تھا جس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔ سورۃ بھی نازل فرمائی ساگر وہ محمد بن عبداللہ سمجھ کر، بھتیجا سمجھ کر، کافر

ہوتے ہوئے خوشی کا اظہار کرے تو اللہ تعالےٰ اس کو بھی محروم نہیں رکھتا۔ تو مسلمان ہوتے ہوئے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو اپنا آقا، ملجا اور ماویٰ سمجھتے ہوئے جو آپ کے میلاد شریف کی خوشی کا اظہار کرے اور محافل میلاد منعقد کرے، پیارے آقا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کمالات سُنائے اور سُنے تو رب کریم جل وعلا ان کو اپنے فضل وکرم سے کیوں نہ نوازے گا، یقیناً نوازے گا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

نے اسی لیے فرمایا ہے ؎

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ المحدثین شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ القوی اسی روایت کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:۔

"دریں جا سند ست مر اہل موالید را کہ در شبِ میلاد آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرورِ میلاد آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان مملوست بہ محبت و سرور بذل در دے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد۔"

(ترجمہ) اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کی واضح دلیل ہے کہ جو آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شبِ ولادت میں خوشیاں کرتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اُس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے۔ لیکن چاہیئے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے

خالی ہو۔ (مدارج النبوۃ فارسی جلد ۲ صفحہ ۲۴ مطبوعہ دہلی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "ما ثبت من السنۃ" میں بھی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (ما ثبت من السنۃ صفحہ ۶۰ مطبوعہ لاہور)	اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں۔

محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حافظ الحدیث علامہ ابو الخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ اسی روایت کے تحت فرماتے ہیں کہ:۔

فَمَا بَالُ حَالِ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ يُسَرُّ بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْذُلُ مَا تَصِلُ اِلَيْهِ قُدْرَتُهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِيْ اِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَاؤُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۔	پس جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کا اظہار کرنے سے انعام دیا گیا تو اُس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ کی ولادتِ شریف سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ بھی کرتا ہے۔ میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف اُس کی یہی جزا ہوگی کہ اللہ کریم اُس کو اپنے فضلِ عمیم سے جنّاتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔

(زرقانی شریف صفحہ ۱۳۹ / جلد ۱ مطبوعہ بیروت)

خلفاء راشدین علیہم الرضوان کا عقیدہ

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف لطیف "النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید وُلدِ آدم" میں خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے ارشادات میلاد شریف کی فضیلت میں درج فرمائے ہیں جو کہ یہاں درج کیے جاتے ہیں:۔

قَالَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰى قِرَاءَةِ	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف

مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَحْيَا الْاِسْلَامَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اُس نے گویا اسلام کو زندہ کر دیا۔

قَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّمَا شَهِدَ غَزْوَةَ بَدْرٍ وَّحُنَيْنٍ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں حاضر ہوا۔

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ سَبَبًا لِقِرَاءَتِهٖ لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا بِالْاِيْمَانِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دُنیا سے ایمان کی دولت لے کر جائے گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔

(نعمتِ کبریٰ ص۸ مطبوعہ استنبول)

سیدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ الاسلام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے علاوہ اولیاء کاملین اور محققین علیہم الرحمۃ کے بھی فرمودات درج فرمائے ہیں:۔

وَدِدْتُّ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقْتُهٗ عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوا اور میں اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر خرچ کر دوں۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

مَنْ حَضَرَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَظَّمَ قَدْرَهٗ فَقَدْ فَازَ بِالْاِيْمَانِ۔

جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔

(نعمتِ کبریٰ ص۸ مطبوعہ استنبول)

سید احمد ذینی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْمَوَالِدُ وَالْاَذْكَارُ الَّتِيْ تُفْعَلُ عِنْدَنَا اَكْثَرُهَا مُشْتَمِلٌ عَلٰى خَيْرٍ كَصَدَقَةٍ وَذِكْرٍ وَصَلَاةٍ وَسَلَامٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَدْحِهٖ۔

محافل میلاد شریف اور اذکار جو ہمارے ہاں کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر نیکی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ، ذکر، نبی پاک پر صلوٰۃ و سلام اور ان کی تعریف۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص۱۲۹ مطبوعہ مصر)

علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِي الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّهٖ اَنَّهٗ

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ماہ مبارک میں اہل اسلام ہمیشہ میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں کرتے اور ان راتوں میں طرح طرح کے صدقات اور خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف

أَمَا تَرَىٰ ذَٰلِكَ الْعَامِ وَبُشْرَىٰ عَاجِلَةٍ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمُرَامِ فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا اتَّخَذَ لَيَالِي شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ أَعْيَادًا۔

پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لیے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ولادت باسعادت کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنالیا۔

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷ مطبوعہ مصر ـــ زرقانی شریف ج ۱ ص ۱۳۹ مطبوعہ بیروت)

علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ "مواہب اللدنیہ شریف" میں اور شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "ماثبت بالسنۃ" میں فرماتے ہیں۔

لَيْلَةُ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔

نبی پاک کے میلاد شریف والی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے۔

(مواہب اللدنیہ شریف ص ۲۶ مطبوعہ مصر ـــ ماثبت بالسنۃ ص ۵۹)

شیخ محمد طاہر پٹنی محدث علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ ماہ ربیع الاول شریف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

مَظْهَرُ مَنْبَعِ الْأَنْوَارِ وَالرَّحْمَةِ شَهْرُ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ وَإِنَّهُ شَهْرٌ أُمِرْنَا بِإِظْهَارِ الْحُبُوْرِ فِيْهِ كُلَّ عَامٍ۔

ربیع الاول کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ ہر سال اس مہینہ میں خوشی کا اظہار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(مجمع البحار جلد ۳ ص ۵۵۱ مطبوعہ مصر)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

جَعَلَ لِمَنْ فَرِحَ بِمَوْلِدِهٖ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ وَسِتْرًا وَمَنْ أَنْفَقَ فِيْ مَوْلِدِهٖ دِرْهَمًا كَانَ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ شَافِعًا مُّشَفَّعًا۔

جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لیے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کرے تو اسکی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی۔

(مولد العروس لابن جوزی ص ۹ مطبوعہ بیروت)

نواب صدیق حسن بھوپالی کی شہادت

اب غیر مقلدین حضرات کے مجدد اور شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی کی گواہی پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ منکرینِ میلاد شریف اپنے عقائد پر نظرثانی فرماسکیں۔ نواب صاحب فرماتے ہیں:۔

"جس کو حضرت کے میلاد کا حال سُنکر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔" (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۲)

نواب صدیق حسن بھوپالی ہی رقمطراز ہیں کہ:۔

"اس میں کیا بُرائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سمت و دل و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔" (الشمامۃ العنبریہ ص ۵)

ناظرینِ کرام! سردار اہلحدیث نواب صدیق حسن بھوپالی نے تو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی نہ کرنے والے پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ اب خود ہی اہلحدیث حضرات اور دیوبندی حضرات اپنے عقیدۂ باطلہ پر غور فرمائیں۔ کیونکہ "الشمامۃ العنبریہ" وہ کتاب ہے جس کو دیوبندی مکتب فکر کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے مستند[1] قرار دیا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا فرمان

دیوبندی اکابر کے پیشوا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ:۔

"مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام لطف ولذت پاتا ہوں۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

---

[1] نشر الطیب ص ۱ مطبوعہ دیوبند۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا فرمان "امداد المشتاق" میں بھی موجود ہے جس میں سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محفلِ میلاد شریف میں تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا بھی درست قرار دیا ہے۔ اصل عبارت پیشِ خدمت ہے:۔

"البتہ وقتِ قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں۔" (امداد المشتاق ص۵۶)

قرآن وحدیث اور مستند اکابر محدثین مفسرین اور محققین کی مستند کتب کے حوالہ جات سے واضح ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلد اہلحدیث یہ اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

دِن مُقرر کرنا

دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے نزدیک دن مقرر کرنا حرام اور بدعت ہے۔ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک دن مقرر کرنا جائز ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ (پ۱۳ ع۱۴)	اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (پ۲ ع۲۷)	اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں۔

قرآنِ پاک کی آیاتِ طیبات کے بعد اہلبیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ

يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ۔	رکھتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۷۹، اشعۃ اللمعات فارسی ج۲ ص۱۰۴، مرقاۃ شریف ج۴ ص۲۹۸، ابوداؤد شریف ج۱ ص۳۳۶، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف ص۱۲۵، جامع ترمذی جلد۱ ص۹۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا وَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری شریف ص، صحیح مسلم شریف ص۴۴۸ ج۱)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ۔	نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے اور آپ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری جلد ص، مشکوٰۃ شریف ص۳۳۸، فتح الباری جلد ص، عمدۃ القاری جلد ارشاد الساری ص، اشعۃ اللمعات فارسی جلد۳ ص۳۷۱، مرقاۃ شریف جلد۱ ص۳۲۶، کنز العمال جلد۳ ص۴۲ مطبوعہ بیروت)

اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا عقیدہ

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلُهَا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھا کروں اور ان روزوں کو پیر سے شروع

الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ۔ — کے دن یا جمعرات کو۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۸۰، اشعۃ اللمعات فارسی ج۲ ص۱۰۵، مرقاۃ شریف ج۴ ص۳۰، ابوداؤد شریف جلد۱ ص۳۴۴، نسائی شریف ص—)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ۔

اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو مہینہ میں تین دن کے روزے رکھ۔ ہر مہینہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۸۱، جامع ترمذی جلد۱ ص۹۵، نسائی شریف ص—)

پس قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی اور اہلحدیث اہلسنت وجماعت نہیں ہیں۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرنے والے جانور کو بھی شامل کرکے حرام قرار دیتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت بتوں اور وقت ذبح کی قید لگا کر جانور کو حلال قرار دیتے ہیں۔

قرآن پاک میں یہ مضمون چار مقامات پر بیان ہوا ہے۔ مستند کتب تفاسیر سے تفسیر درج کی جاتی ہے۔

امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المفسرین عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ اسی آیۃ شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ۔ (تفسیر بیضاوی ص—)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی وہ چیز جس کو بت کے لیے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔

ربیع بن انس اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

حضرت ربیع بن انس اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ قَالَ الرَّبِيْعُ ابْنُ اَنَسٍ مَا ذُكِرَ عِنْدَ ذَبْحِهٖ اِسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔

(تفسیر مظہری جلد۱ ص۱۵۸ مطبوعہ دہلی)

امام خازن علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

زبدۃ المفسرین امام علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ يَعْنِيْ مَا ذُكِرَ عَلٰى ذَبْحِهٖ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْعَرَبَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَذْكُرُوْنَ اَسْمَآءَ اَصْنَامِهِمْ عِنْدَ الذَّبْحِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وہ جانور جن کے ذبح کرنے پر غیر اللہ کا نام لیا جائے اور وہ یہ ہے کہ عرب جاہلیت میں ذبح کرنے کے وقت اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اس کو حرام کر دیا۔

(تفسیر خازن جلد۱ ص۲۲۷ مطبوعہ مصر)

امام نسفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ رُفِعَ الصَّوْتُ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی غیر اللہ کے لیے آواز کو بلند کرنا اور وہ (کفار) ذبح کرتے وقت کہتے تھے لات اور عزّیٰ کے نام

عِنْدَ ذِبْحِهٖ۔ (تفسیر مدارک ص ۹۴ ج ۱ مطبوعہ بیروت) سے ذبح کرتے تھے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حضرت امام محمد آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُرَادُ الذَّبْحُ عَلٰى اِسْمِ الْاَصْنَامِ۔

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے بتوں کے نام پر ذبح کرنا مراد ہے۔

(تفسیر روح المعانی ص ۴۴ جزء ۸)

قارئین کرام! مستند اکابر مفسرین سے آپ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اُن کے نزدیک جانور ذبح کرنے کے وقت جو آواز بلند کی جاتی ہے اُس کو اُهِلَّ کہا جاتا ہے۔

سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کے لیے جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے یا کسی ولی اللہ کے عرس مقدس پر جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے تو اُس پر بھی ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ کھانا بالاتفاق اکابر مفسرین حلال اور جائز ہے۔ دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات اِس آیت کی تفسیر جمہور مفسرین کے خلاف کرتے ہیں۔ اِس لیے وہ اہلِ سنت وجماعت نہیں۔

ختم شریف

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات ختم شریف کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت ختم شریف کو جائز قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۱۵ ع ۹)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔

تفسیر روح البیان

میں علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ نے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

عَنْ حُمَيْدِ الْاَعْرَجِ قَالَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَخَتَمَهٗ ثُمَّ دَعَا اَمَّنَ عَلٰى دُعَآئِهٖ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَزَالُوْنَ يَدْعُوْنَ لَهٗ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ اِلَى الْمَسَآءِ اَوْ اِلَى الصَّبَاحِ۔ (تفسیر روح البیان ص ۹۶ ج ۷ مطبوعہ بیروت)

حمید اعرج سے روایت ہے کہ جو قرآن پاک پڑھے اور اس کو ختم کرے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور بخشش مانگتے رہتے ہیں شام یا صبح تک۔

(تفسیر روح البیان ص ۹۶ جزء ۷ مطبوعہ بیروت)

حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

وَرُوِيَ بِاِسْنَادِ الصَّحِيْحِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانُوْا يَجْتَمِعُوْنَ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُوْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ وَيُسْتَجَابُ الدُّعَآءُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ۔

اور صحیح اسناد کے ساتھ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ختم شریف پر اجتماع فرماتے تھے کیونکہ ختم شریف کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ختم قرآن کے وقت دعا مانگنا مستحب ہے۔

سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

علامہ نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

وَرُوِّيْنَا فِيْ مُسْنَدِ دَارِمِيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَجْعَلُ يُرَاقِبُ رَجُلًا يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْتِمَ اَعْلَمُوْا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَشْهَدُ ذٰلِكَ۔ (کتاب الاذکار ص ۹۶ مطبوعہ مصر، جلاء الافہام ص ۲۷)

مسند دارمی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک آدمی مقرر فرمایا کرتے تھے جو قرآن پاک پڑھتا تھا جب ختم کا ارادہ کرتا تو آپ کو پتہ چل جاتا تو آپ اس محفل میں تشریف لے آتے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

علامہ نووی علیہ الرحمۃ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق روایت نقل فرماتے ہیں کہ:۔

اِذَا خَتَمُوا الْقُرْاٰنَ جَمَعَ اَهْلَهٗ وَدَعَا لَهٗ ۔	جب حضرت انس قرآن پاک ختم فرماتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے اور دُعا فرماتے ۔

(کتاب الاذکار للنووی صـ۹۷ مصری ، جلاء الافہام صـ۲۷۸ لابن قیم)

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ

مشکوٰۃ شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"بعض روایات آمدہ است کہ روحِ میّت مے آید خانہ خود را شبِ جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق کنند از وے یا نہ"

(ترجمہ) بعض روایات میں آیا ہے کہ میّت کی روح اپنے گھر جمعہ کی رات کو آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں ؟

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف صـ۷۲۳ جلد ۱ مطبوعہ نو لکشور)

امام غزالی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

عید کے روز یا عاشورہ کے روز یا شبِ عاشورہ یا جمعہ کے روز یا رجب کا پہلا جمعہ یا پندرہ شعبان کی رات کو یَخْرُجُ الْاَمْوَاتُ مِنْ قُبُوْرِهِمْ فَيَقُوْمُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ اِرْحَمُوْا عَلَيْنَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ بِصَدَقَةٍ اَوْ لُقْمَةٍ ۔ مُردے اپنی قبروں سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کہتے ہیں اِس رات صدقہ وخیرات یا روٹی سے ہم پر رحم کرو۔

(دقائق الاخبار صـ۱۰۷)

قارئینِ کرام ! قرآن وحدیث سے واضح ہوا کہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث اہل سنّت وجماعت نہیں ہیں۔

یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

دیوبندی وہابی حضرات ! یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کو شرک کہتے ہیں ۔ اہلسنّت وجماعت یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنے کو جائز قرار دیتے ہیں ۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (پ۲ ع۳)	اے ایمان والو ۔ صبر اور نماز سے مدد چاہو ۔
وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ۶ ع۵)	اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو ۔
هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (پ۱۰ ع۴)	وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت بخشی ۔
يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (پ ۱۰ ع ۴)	اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں بس ہے ۔ اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوتے کافی ہیں ۔
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۔ (پ ۱۰ ع ۱۵)	اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں ۔

اِن سب آیاتِ طیبات میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے مدد مانگنے کا ثبوت موجود ہے اگر مخلوق میں سے کسی کو باذن اللہ مددگار سمجھنا شرک ہوتا تو اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں کبھی بھی اجازت نہ دیتا ۔

انبیاء کرام علیہم السلام شرک سے باز رہنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ نبی نہ خود شرک کرتا ہے۔ اور نہ ہی اسکی تعلیم دیتا ہے۔ قرآنِ کریم میں انبیائے کرام علیہم السلام سے بھی مخلوق خدا سے مدد مانگنے کا ثبوت موجود ہے۔

جیسا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ — اللہ کی طرف میری مدد کرنے والا کون ہے۔

تو حواریوں کا جواب قرآنِ کریم میں ان الفاظ میں درج ہے۔

قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ — حواریوں نے کہا ہم مدد کریں گے اللہ کے دین کی مخلوق میں سے۔ (پ ۳ ع ۱۳)

حضرت موسٰے علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے بوجھ اٹھانے والے اور مددگار کے لیے عرض کیا۔ اور اُس میں اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا نام عرض کیا۔ قرآنِ حکیم میں ہے۔

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ۔ — اور میرے لئے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر (پ ۱۶ ع ۱)

دونوں انبیاء کرام علیہم السلام سے مخلوق میں سے مددگار ہونے کا ثبوت عیاں ہے۔ اگر شرک ہوتا تو کبھی بھی مخلوق سے مدد نہ مانگتے۔ اگرچہ آیاتِ قرآنی میں باذن اللہ یا عطاءِ الٰہی کا لفظ نہیں مگر یہ اہلِ علم کا فرض ہے کہ وہ عوام کو بتائیں کہ حقیقی مددگار اللہ تعالےٰ ہے۔ جیسا کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے عیاں ہے۔ اور باذن اللہ اور بعطاءِ الٰہی مخلوق میں سے بھی مددگار ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا آیات طیّبات سے عیاں ہے مگر دیوبندی وہابی اِس تفریق کو پیش کئے بغیر شرک شرک کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو پریشان کر کے مُلک کی فضا کو بھی مکدّر کرتے ہیں۔ جو کہ اسلامی اور اخلاقی لحاظ سے مجرم ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا مخلوق سے مدد مانگنا تو ایک طرف رہا۔ اللہ تعالیٰ نے خود جبرائیل اور صالح مومنین کا مددگار ہونا بیان فرمایا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ وَ — تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل

صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَهِیْرٌ ○ — اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے تیسرے پارے میں جبریل علیہ السلام سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی مدد کرنے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط (پ ۳ ع ۱) — اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسٰے کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی۔

روح قدس جبریل امین ہے۔ جو کہ فرشتہ ہے۔ بلکہ معلم الملائکہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اگر مخلوق کا مدد کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالےٰ کبھی بھی ان کا اظہار نہ فرماتا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جو کہ صحابی رسول ہیں۔ اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے درباری نعت خوان ہیں۔ جب بارگاہ نبوت میں انہوں نے اپنا قصیدہ نعتیہ پیش کیا۔

سیدِ مرسلاں۔ سرورِ عالمیاں۔ سیاحِ لامکاں۔ وسیلہ بیکساں حضرت محمد مصطفٰے علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے خوشی میں آ کر ان کے لئے جو دعا فرمائی۔ وہ بھی مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کے عقیدہ کی حقانیت کی بیّن دلیل ہے۔ وہ دعائیہ جملہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اے اللہ اس کی روح قدس جبریل سے مدد فرما۔ (صحیح بخاری)

سیّد المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المفسرین، فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔ آیۃ کریمہ کے تحت سیّد المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت درج فرمائی ہے۔ کہ جو جنگل میں پھنس جاتے تو کہے۔ اَعِیْنُوْنِیْ عِبَادَ اللّٰهِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰه۔ اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

قارئین کرام:۔ آیات طیبات اور احادیث شریفہ کی روشنی میں مخلوق سے مدد مانگنے

کا جواز واضح ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ
کے مقبول اور مقرب ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں ہوگا۔ جب واقعی وہ مقبول بارگاہ ہیں تو
پھر ان کو مددگار سمجھنا اور مدد کے لئے پکارنا کیسے شرک ہوگا۔

دیوبندی وہابی حضرات سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں
کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارنا چاہیئے۔ بلکہ اللہ کے سوا کسی کو پکارنا ان کے نزدیک شرک ہے
لیکن ان بیچاروں کو اتنا بھی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود لوگوں کو پکارا
ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات میں ہے۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ۔ اے لوگو
یہ ظاہر ہے کہ لوگوں میں مسلمان بھی ہیں۔ اور کفار بھی ہیں۔ اور حرف ندا یا سے پکارا
جا رہا ہے۔ دیوبندی وہابی اولیاء اللہ کو پکارنے کو شرک کہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ تو
تمام لوگوں کو پکار رہا ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اے ایمان والو۔ اس میں تمام مومنوں کو یا سے پکارا ہے۔ جن میں شہنشاہ
بغداد غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

سرور عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پوری امت کو پکارا
ہے۔ فرمایا ہے۔ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ امت میں غوث پاک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

مندرجہ بالا دلائل سے مدد مانگنا اور نداء کرنا یعنی یا شیخ سید عبدالقادر
جیلانی شیئاً للہ کہنے کا جواز عیاں ہے۔

امام فخرالدین رازی۔ علامہ خازن۔ علامہ اسماعیل حقی علیہم الرحمۃ مفسرین کرام کا عقیدہ

قرآن پاک کی آیت فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ کے
تحت فرمایا ہے کہ اَلْاِسْتِعَانَۃُ بِالنَّاسِ فِیْ دَفْعِ الضَّرَرِ وَالظُّلْمِ جَائِزَۃٌ
دفع ضرر اور دفع ظلم کے لئے لوگوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
جو کہ دیوبندی وہابی اور اہلسنت وجماعت
حضرات کے نزدیک مستند شخصیت ہیں۔
انہوں نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ آیۃ شریفہ کی تفسیر
بیان کرتے ہوتے اس فرق کو نمایاں بیان کیا ہے۔ جس سے ہر قسم کے شبہات اور شکوک
دور ہو جاتے ہیں۔ وہ تفسیر پیش خدمت ہے تاکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
کا عقیدہ بھی واضح ہو جاتے۔

وانیجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بران غیر باشد وادرا مظہر عون الٰہی
نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است وادرا یکے از مظاہر عون دانستہ
ونظر بکارخانہ اسباب وحکمت او تعالیٰ در آن نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از
عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز وروا است انبیاء واولیاء این نوع استعانت بغیر
کردہ اند ودر حقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر۔

یہاں سمجھنا چاہیئے کہ غیر خدا سے اس پر بھروسہ کرتے ہوتے اور اُسے مظہر امداد
الٰہی نہ جانتے ہوتے مدد مانگنا حرام ہے۔ لیکن اگر بباطن حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو تو
ان سے مظہر ذات الٰہی جانتے ہوتے اور اسباب وحکمت الٰہی کو پیش نظر رکھتے
ہوتے اگر غیر خدا سے ظاہری امداد طلب کی جاتے۔ تو یہ بعید از عرفان الٰہی نہیں۔
یہ امر شریعت میں بھی جائز اور روا ہے۔ اس قسم کی استعانت بہ غیر نہیں بلکہ استعانت
بحق تعالیٰ ہے۔ (تفسیر عزیزی فارسی ص۸ مطبوعہ دہلی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ وَالقمر اذا انشق کی تفسیر میں
تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

بعضے اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و
ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں
حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و

بعض اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ
نے محض اپنے بندوں کی ہدایت و
ارشاد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ ان کو

استغفراق آنہا بجہت کمال وسعت
تدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی
گردد اویسیاں تحصیل کمالات باطنی
وزانہامے نمآیند وارباب حاجات و
مطالب حل مشکلات خود از آنہا مے
طلبند ومے یابند وزبانِ حال دراں
وقت مہم مترنم بایں مقالات است
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔

اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف
کا حکم ہوا ہے اور اس متوجہ ہونے سے
ان کا استغراق بوجہ کمال وسعت
تدارک انہیں روکتا نہیں اور اویسی
طریقہ کے لوگ باطنی کمالات انہی سے
حاصل کرتے ہیں۔ حاجتمند اور اہل
غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہی سے
چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے
بھی ہیں۔ اور زبانِ حال سے یہ گیت گاتے ہیں،

من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن
اگر تم میری طرف بدن سے آؤ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آؤں گا۔
(تفسیر عزیزی)

پس قرآن و حدیث سے واضح ہوا۔ کہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث اہلِ سنت وجماعت نہیں ہیں۔

گیارہویں شریف

مسئلہ گیارہویں شریف پر مدلل کتاب ہے۔ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ پر چالیس مستند تفاسیر کے حوالہ جات سے بحث کی گئی ہے۔ نذر ماننا۔ ایصال ثواب کرنا ختم قرآنِ پاک، کھانا سامنے رکھنا، چیز کا نامزد کرنا۔ اور جلیل المرتبت محدثین سے گیارہویں شریف کا ثبوت ۱۶۹ مستند کتب سے درج کیا گیا ہے۔ قیمت ۲۷ روپے صرف

اذان کے پہلے اور بعد درود شریف پڑھنا

دیوبندی حضرات! اذان کے بعد یا پہلے درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں۔ اور اس کو سختی سے بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں نیز درود شریف پڑھنے کو جائز قرار دینے والوں پر طرح طرح کے فتوے چسپاں کرتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت حضرات اذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ نیز ان کا عقیدہ ہے کہ درود شریف پڑھنے پر کوئی پابندی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں لگائی کہ فلاں وقت نہ پڑھنا چاہیئے۔

فرمانِ باری تعالیٰ عام ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ ۲۲ ع ۴)

اے ایمان والو۔ ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس ارشادِ رب تعالیٰ میں صَلُّوْا وَسَلِّمُوْا حکم ہے۔ صلوٰۃ اور سلام پڑھو۔ وقت کی پابندی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے پابندی نہیں لگائی اور نہ ہی اللہ کے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی پابندی لگاتی ہے۔ تو دیوبندی پابندی لگانے والے اور فتوے لگانے والے صریحاً اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف ہوئے۔

ارشادِ محبوبِ باری تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم | سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

جب تم مؤذن کی آواز کو سنو تو [illegible]
اس نے کہا ہے وہی کچھ تم بھی [illegible]
درود شریف پڑھو [illegible]

بِهَا عَشْرًا - (مشکوٰۃ شریف ص۶۴ مطبوعہ دہلی، صحیح مسلم شریف ص۱۶۶ ج۱، القول البدیع ص۱۱۳،

مرتبہ درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

عمل الیوم واللیلۃ ص۲۶، سنن الکبریٰ ص۴۰۹ ج۱، سراج الوہاج ص ج۱، اشعۃ اللمعات فارسی ص۳۱۴ ج۱، مرقاۃ)

اس حدیث شریف میں مدنی تاجدار حبیبِ کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ حدیث شریف کے یہ الفاظ مبارکہ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ سے یہ بالکل ظاہر ہے۔ نیز میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آذان کے بعد درود شریف پڑھنے پر فرمایا: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

نواب صدیق حسن بھوپالوی

جو کہ وہابیوں کی مستند شخصیت ہیں۔ جن کے بارے میں وہابیوں کا دعوےٰ ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ "بہت سے اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بارے میں امر وارد ہوا سوان میں سے بعض وقتوں میں درود پڑھنا واجب ہے۔ اور بعض میں مستحب ہے۔ جیسے ہم بیان کرتے ہیں۔ پس اُن میں سے ایک آذان کے بعد۔ اس حدیث کی وجہ سے امام احمد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی موذن کو تم آذان دیتے سنو تو جیسے وہ کہتا ہے اسی طرح کہتے جاؤ۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔ کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود پڑھتا ہے۔

(تفسیر ترجمان القرآن ص۱۴۱ ج۱۱)

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے تو آذان کے بعد درود شریف پڑھنے والے کو ثواب کا اور رحمتِ پروردگار کا مستحق ہے۔ مگر دیوبندی اُس کو بدعتی، جہنمی نامعلوم کیا کیا کہتے ہیں۔ پتہ چلا کہ دیوبندی آذان کے بعد درود شریف پڑھنے کو روکنے والے اعلانیہ شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کرتے ہیں۔

(نعوذ باللہ من ذالک)

اُمتِ محمدیہ کے جلیل المرتبت محدث علامہ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری المعروف ابن السنی علیہ الرحمۃ جن کا انتقال ۳۶۴ھ میں ہوا نے اسی روایت کو بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْاَذَانِ یعنی باب آذان کے وقت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بیان میں درج فرمایا ہے۔

اتنے بڑے محدث کا باب باندھنا اور لفظ عِنْدَ الْاَذَانِ لانا ثابت کرتا ہے کہ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنا جائز ہے باعثِ رحمت و برکت ہے۔ بدعت نہیں۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

سرورِ کون ومکان، سیاحِ لامکاں، وسیلہ بیکساں شفیع مجرماں علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان

امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفِ لطیف الجامع الصغیر میں درج فرمایا ہے۔ اس سے بھی اذان سے قبل درود شریف پڑھنا واضح ہے۔ ارشادِ نبوی یہ ہے۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مَمْحُوْقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ۔ (الجامع الصغیر ص۹۲ ج۲ مطبوعہ مصر)

نیک کام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر درود شریف پڑھنے سے نہ کی جائے۔ تو وہ کام برکتوں سے خالی ہے۔

کون مسلمان ہے؟ جو اذان کو اچھا کلام نہ سمجھتا ہو۔ مسلمان تو اذان کو اچھا کام ہی سمجھتے ہیں۔ اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اذان سے قبل درود شریف پڑھنا حکم مصطفوی ہے۔

امام بدر الدین عینی حنفی محدث علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

جو کہ شارح بخاری ہیں اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں کل امر ذی بال حدیث شریف نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

اما الصلوٰۃ فلانّ ذکرہ صلی اللہ علیہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف

وَسَلَّمَ مَقْرُوْنٌ بِذِكْرِهٖ تَعَالٰى وَلَقَدْ قَالُوْا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ مَعْنَاهُ ذُكِرْتَ حَيْثُمَا ذُكِرْتُ

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱۱)

اس لئے کہ آپ کا ذکر پاک اللہ تعالےٰ کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور علماء کرام نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ورفعنالك ذكرك کے معنے میں فرمایا ہے کہ اس کا یہ معنےٰ ہے۔ اے رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاں میرا ذکر ہوگا۔ وہاں تیرا ذکر ہوگا۔

محدثین اور محققین نے تو اذان سے قبل درود شریف پڑھنے کو جائز اور مستحب قرار دیا ہے۔ مگر اذان سے قبل درود شریف پڑھنے کو منع کرنے والا

امام شافعی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ محدث سخاوی علیہ الرحمۃ جو کہ علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی کے شاگرد رشید ہیں۔

امام الائمہ محمد ادریس شافعی علیہ الرحمۃ کا ارشاد نقل فرمایا ہے۔ کہ

قَالَ الشَّافِعِیُّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اُحِبُّ كَثْرَةَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (القول البدیع ص ۱۹۳ مطبوعہ مدینہ منورہ)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں ہر حال میں نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف کو پڑھنے کو پسند کرتا ہوں۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ جیسی شخصیت تو درود شریف پڑھنے کے متعلق کوئی قید نہیں لگاتے تو بلکہ ہر حال میں پڑھنا پسند فرماتے ہیں۔

بدعت، بدعت اور حرام حرام کی رٹ لگانے والوں سے صلاح الدین ایوبی کے متعلق پوچھا جاتے تو کہیں گے کہ بہت نیک بادشاہ تھا یہی سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ تھے۔ جنہوں نے بیت المقدس کو آزاد کرایا تھا۔ اکابر محدثین اور محققین اس کے لئے دعا کلمات فرماتے ہیں۔ انہوں نے اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور اپنے دور میں اس کا اہتمام فرمایا ہے۔ جیسا کہ علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ نے القول البدیع میں اور علامہ سلیمان صاحب تفسیر جمل نے فتوحات الوہاب میں درج فرمایا ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ

اپنی شہرہ آفاق بلکہ سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں منظورِ نظر کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ میں اذان کے وقت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔ درود شریف پڑھنے کے مقامات میں ایک مقام اذان بھی درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو

وَمِنْ مَوَاطِنِ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ عِنْدَ ذِكْرِهٖ وَسَمَاعِ اِسْمِهٖ اَوْكِتَابَتِهٖ اَوْعِنْدَ الْاَذَانِ۔

(شفا شریف ص ۵۲ ج ۲ مطبوعہ)

اور نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف بھیجنے کے مقامات میں سے ایک مقام آپ کے ذکر پاک کرنے یا آپ کا اسمِ گرامی سننے یا لکھنے یا اذان دینے کا وقت ہے۔

قاضی عیاض محدث (متوفی ۵۴۴ھ) نے بھی عِنْدَ الْاَذَانِ تحریر فرمایا ہے۔ اِس کی شرح کرتے ہوتے ملا علی قاری مکی حنفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ

عِنْدَ الْاَذَانِ اَیِ الْاِعْلَامِ الشَّامِلِ لِلْاِقَامَةِ۔

اذان سے مراد اعلام ہے۔ جو اذان شرعی واقامت دونوں کو شامل ہے۔

(شرح شفا شریف ص ۱۱۲ ج ۲)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ نے تو اقامت کے وقت بھی درود شریف پڑھنا مستحب قرار دیا ہے

علامہ عثمان بن محمد شطا الدمیاطی مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اپنی کتاب فتح المعین میں اذان اور اقامت سے قبل درود شریف پڑھنے کو مسنون اور مستحب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں،

قَالَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ الْبَكْرِیُّ اِنَّهُمَا تُسَنُّ قَبْلَهُمَا۔

شیخ کبیر بکری علیہ الرحمۃ نے ان دونوں (اذان اور اقامت) سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا مسنون فرمایا ہے۔ فتح المعین کی شرح اعانۃ الطالبین میں ہے کہ

Ishaate Islam

يُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ۔ (اعانۃ الطالبین صفحہ ۲۳۲)

اذان اور اقامت سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنا مسنون اور مستحب ہے۔

قارئین کرام! امت محمدیہ اکابر علماء کے ارشادات کی روشنی میں بھی اذان سے قبل درود وسلام پڑھنا بلاشبہ جائز اور مستحب ہے۔

پس مندرجہ بالا روایات سے اظہر من الشمس ہے کہ اذان کے بعد یا پہلے درود شریف پڑھنے کو بند کرنے کی کوشش کرنے والے بلکہ ہنگامہ کرنے والے اور اس کو بدعت وحرام کہنے والے دیوبندی وہابی اہل سنت وجماعت نہیں ہیں۔

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سنکر دیوبندی وہابی حضرات اذان کے وقت اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ انگوٹھے چومنا بدعت اور حرام قرار دیتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت اذان کے وقت رسول پاک علیہ افضل الصلوۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی سنکر درود شریف پڑھنا اور انگوٹھے چومنا مستحب اور جائز قرار دیتے ہیں۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ محمد عبد الکریم مالکی علیہ الرحمۃ نے "النوافح العطریہ" نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی حدیث شریف درج فرماتی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَحَ بِيَدِهٖ بِاسْمِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ قَبَّلَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے ہاتھ سے اسم محمد کو چھوا پھر اپنے ہونٹوں

يَدَهُ بِشَفَتَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ يَرٰى رَبَّهٗ بِمَا يَرَاهُ الصَّالِحُوْنَ وَيَنَالُ شَفَاعَتِيْ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا۔ (النوافح العطریہ صفحہ ۵ مطبوعہ مصر)

سے اپنے ہاتھ کو چوما پھر اپنی آنکھوں پر ملا۔ تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کرے گا۔ جیسے صالحین کی زیارت کرتا ہے۔ اور میری شفاعت اس کے قریب ہوگی۔ اگرچہ وہ گنہگار ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام کا عقیدہ اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عمدۃ المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان میں روایت نقل فرماتے ہیں کہ

اَنَّ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَاَوْحَى اللهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ هُوَ مِنْ صُلْبِكَ وَيَظْهَرُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَسَاَلَ لِقَاءَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَاَوْحَى اللهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ فَجَعَلَ اللهُ النُّوْرَ الْمُحَمَّدِيَّ فِيْ اِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ مِنْ يَدِهِ الْيُمْنٰى فَسَبَّحَ ذٰلِكَ النُّوْرُ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ تِلْكَ الْاِصْبَعُ مُسَبِّحَةً كَمَا فِي الرَّوْضِ الْفَائِقِ اَوْ اَظْهَرَ اللهُ تَعَالٰى جَمَالَ حَبِيْبِهٖ فِيْ صَفَاءِ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ مِثْلَ الْمِرْاٰةِ فَقَبَّلَ اٰدَمُ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَ

جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہاری پشت سے آخری زمانے میں ظہور فرمائیں گے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔

جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں آئینہ

مَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْہِ فَصَارَ اَصْلًا لِذُرِّیَّتِہٖ فَلَمَّا اَخْبَرَ جِبْرِیْلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذِہِ الْقِصَّۃِ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِی الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْھَامَیْہِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْہِ لَمْ یَعْمَ اَبَدًا۔

(تفسیر روح البیان صفحہ ۲۲۹ ج ۷ مطبوعہ بیروت)

کی طرح ظاہر فرمایا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوتی پھر جب جبریل امین علیہ السلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا۔ جو شخص اذان میں میرا نام سُنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور و معروف تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ

در محیط آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد درآمد و نزدیک ستون بنشست و صدیق رضی اللہ عنہ در برابر آنحضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ برخاست و باذان اشتغال فرمود چوں گفت اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خود را برہر دو چشم خود نہادہ گفت قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ چوں بلال رضی اللہ عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ یا ابابکر ہر کہ بکند چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرزد گناہان جدید و قدیم او را اگر

محیط میں لایا ہے۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور اذان دینا شروع کر دی۔ جب اشہدان محمدًا رسول اللہ کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور کہا قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

بعمد بودہ باشد اگر بخطا۔

(تفسیر روح البیان صفحہ ۲۲۹ ج ۷ مطبوعہ بیروت)

فرمایا کہ اے ابوبکر جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

امام ابوطالب محمد بن علی مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام ابوطالب محمد بن علی مکی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف قوت القلوب کے حوالہ سے زبدۃ المفسرین علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔

حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی مکی رفع اللہ درجاتہ در قوت القلوب روایت کرد از ابن عیینہ رحمۃ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بمسجد درآمد در دہ محرم و بعد از آنکہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گفت و ابوبکر رضی اللہ عنہ بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد و گفت قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ و چوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغتی روئے نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ اے ابابکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من و بکند آنچہ تو کردی خدائے درگزارد گناہاں ویرا آنچہ باشد نو و کہنہ خطا و عمد و نہاں و آشکارا۔ (تفسیر روح البیان ص ۲۲۹ ج ۷ مطبوعہ بیروت)

حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی مکی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرماتے اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ ابن عیینہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز جمعہ ادا فرمانے کیلئے دس محرم کو مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔ ایک ستون کے نزدیک جلوہ افروز ہوتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر جو کچھ تم نے کہا ہے۔ میری محبت میں جو بھی کہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے۔ وہ کرے (یعنی انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہے) تو خدا تعالیٰ اُس کے تمام نئے اور پرانے ظاہری اور باطنی گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

علامہ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ سخاوی نے دیلمی کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ خلیفہ اوّل امیر المومنین سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے سُنا۔

قَالَ هٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنْمُلَتَيْنِ السَّبَّابَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ۔ (مقاصد حسنہ ص ۳۸۴ مطبوعہ مصر)

تو یہی کہا اور اپنی شہادت کی انگلیوں کے پورے زیریں جانب سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میرے اِس دوست کی طرح کرے گا۔ اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

فقیہ محمد بن سعید خولانی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ مجھے فقیہہ عالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید نے اور ان کو فقیہہ زاہد بلالی علیہ نے بتایا ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقَبِّلُ اِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ وَلَمْ يَرْمَدْ۔ (مقاصد حسنہ ص ۳۸۴)

جو شخص موذن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنکر مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ اور قُرَّةُ عَيْنِيْ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ پھر دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے۔ تو وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔ اور نہ اس کی آنکھیں کبھی دُکھیں گی۔

حضرت خضر علیہ السلام کا عقیدہ

علامہ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ نے امام ابوالعباس احمد بن ابوبکر الرداد الیمانی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف موجبات الرحمہ وعزائم المغفرہ کے حوالہ سے سیدنا خضر علیہ السلام کا فرمان بھی نقل فرمایا ہے۔ جو کہ مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق ہی ہے۔

مشائخ عراق علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ امام شمس محمد بن صالح مدنی علیہ الرحمۃ کی لکھی ہوئی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ عراق الاعجم کے بہت سے مشائخ عظام نے فرمایا ہے۔ کہ

جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ قَلْبِيْ وَ يَا نُوْرَ بَصَرِيْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِيْ۔ کبھی آنکھیں نہ دُکھیں گی۔

اور یہ مجرب ہے۔ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ الحمد للہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں آج تک میری آنکھیں نہیں دکھیں نہ دکھیں گی اور نہ میں اندھا ہوں گا۔ (اِنْشَاءَ اللّٰه) (المقاصد الحسنہ ص ۳۸۴)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب شامی شریف میں علامہ ابن عابدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يُقَالُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ لَهُ قَائِدًا اِلَى الْجَنَّةِ۔ (شامی شریف ص ۳۷۰ ج ۱ مطبوعہ مصر)

جان لو بیشک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور دوسری شہادت کے سننے پر قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

امام قہستانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ مندرجہ بالا عبارت لکھکر تحریر فرمایا ہے۔ کہ

كَذَا فِيْ كَنْزِ الْعِبَادِ قُهُسْتَانِيْ وَنَحْوُهُ فِي الْفَتَاوٰى الصُّوفِيَّةِ وَفِيْ كِتَابِ الْفِرْدَوْسِ مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ عِنْدَ

ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں ہے اور اسی طرح فتاوٰی صوفیہ اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ

سِمَاعِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ فِي الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُهٗ وَمُدْخِلُهٗ فِي صُفُوْفِ الْجَنَّةِ وَتَمَامُهٗ فِي حَوَاشِي الْبَحْرِ لِلرَّمْلِي۔ (شامی شریف صفحہ ۲۷ جلد ۱ مطبوعہ مصر)

محمد رسول اللہ سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ) میں اس کا قائد بنوں گا۔ اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔ اس کی پوری تشریح اور بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں موجود ہے۔

رئیس المفسرین علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے بھی امام قہستانی علیہ الرحمۃ کی عبارت اپنی تفسیر روح البیان صفحہ ۲۲۸-۲۲۹ جلد ۱ میں درج فرمائی ہے۔

علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

فقہ حنفی کی کتاب طحطاوی شریف میں بھی درج ہے۔ کہ

ذَكَرَ الْقُهُسْتَانِي عَنْ كَنْزِ الْعِبَادِ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَعِنْدَ سَمَاعِ الثَّانِيَةِ قُرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ اِبْهَامَيْهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ لَهٗ قَائِدًا فِي الْجَنَّةِ وَذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ مَرْفُوْعًا مَنْ مَسَحَ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَةِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

علامہ قہستانی علیہ الرحمۃ نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے۔ کہ مستحب ہے۔ کہ جب موذن پہلی دفعہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رسول اللہ تو سننے والا صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے۔ اور دوسری دفعہ اشہدان محمد رسول اللہ کہتے کے وقت (سننے والا) قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر پڑھے۔ تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت میں اس کے قائد ہوں گے اور دیلمی نے فردوس میں ذکر فرمایا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوعا دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ملنا موذن کے اشہدان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت کہے اَشْهَدُ اَنَّ

وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا حَلَّتْ شَفَاعَتِيْ وَكَذَا رُوِيَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَبِمِثْلِهٖ يُعْمَلُ فِي الْفَضَائِلِ۔ (طحطاوی شریف صفحہ ۱۲۲)

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تو اس کو میری شفاعت لازمی ہوگی اور اس طرح حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔

استاذِ حدیث علامہ شمس محمد بن ابو نصر بخاری علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المحدثین شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ امام طاؤس علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے استاذ حدیث علامہ شمس محمد بن ابو نصر بخاری رحمۃ اللہ الباری سے یہ حدیث سنی ہے۔

مَنْ قَبَّلَ عِنْدَ سَمَاعِهٖ مِنَ الْمُؤَذِّنِ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ وَقَالَ عِنْدَ الْمَسِّ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ حَدَقَتَيَّ وَنَوِّرْهُمَا بِبَرَكَةِ حَدَقَتَيْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُوْرِهِمَا لَمْ يَعْمَ۔

جو شخص موذن سے کلمہ شہادت سنکر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ احْفَظْ حَدَقَتَيَّ وَنَوِّرْهُمَا بِبَرَكَةِ حَدَقَتَيْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَنُوْرِهِمَا وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(مقاصد حسنہ صفحہ ۳۸۵)

پس قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی اور اہل حدیث غیر مقلدین اہل سنت وجماعت نہیں ہیں۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دیوبندی اور اہلحدیث نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات النبی ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اہل سنت وجماعت حیات النبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ	اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں
سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ	انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔
وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۰	ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(پ ۲ - ع ۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حافظ الحدیث علی الاطلاق علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وَاِذَا ثَبَتَ اَنَّھُمْ اَحْیَاءٌ	اور جب (قرآنی ارشادات سے) یہ
مِنْ حَیْثُ النَّقْلِ فَاِنَّہٗ یُقَوِّیْہِ	بات ثابت ہوگئی کہ شہید لوگ زندہ ہیں
مِنْ حَیْثُ النَّظْرِ کَوْنُ الشُّھَدَاءِ	اور یہی عقل سے بھی با دلیل ثابت ہے
اَحْیَاءٌ بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ وَالْاَنْبِیَاءُ	تو وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کا درجہ

اَفْضَلُ مِنَ الشُّھَدَاءِ۔ شہداء سے بلند اور بالاتر ہے۔ انکی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہوگئی۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ج؛

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ	اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے
قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا	پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن
مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِھَۃً	کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن
یُّعْبَدُوْنَ (الزخرف (پ ۲۵ ع ۱۰)	کو پوجا ہو۔

اس آیت کے متعلق دیوبندی حضرات کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب کے خلیفہ مولوی نابد الحسینی صاحب رقمطراز ہیں کہ۔

اس آیت کی تفسیر میں علماء تفسیر نے یہ فرمایا ہے کہ

یُسْتَدَلُّ بِہٖ عَلٰی حَیٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَام۔ (مشکلات القرآن ص ۲۳۴)

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری نے فرمایا ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کی حیات پر استدلال کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو لوگ مر گئے ہیں ان سے کسی بات کا پوچھنا یا پوچھنے کا حکم دینا یہ درست نہیں ہو سکتا۔ تمام مفسرین قرآن حکیم نے یہی تفسیر اور ترجمہ فرمایا ہے۔ چند تفاسیر کے حوالہ جات درج ہیں۔

تفسیر درمنثور جلد نمبر ۶ ص ۱۶ تفسیر روح المعانی جلد نمبر ۲۵ ص ۸۹، تفسیر جمل علی الجلالین جلد ۴ ص ۸۸ شیخ زادہ حنفی حاشیہ بیضاوی جلد ۳ ص ۲۹۸۔ علامہ خفاجی مصری حاشیہ بیضاوی جلد ۷ ص ۴۴۴ (رحمت کائنات ص ۱۵۶)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

رسول معظم، نور مجسم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَتَیْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَ اُسْرِیَ	(شب معراج) میرا گذر حضرت موسیٰ علیہ
بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ	السلام کے قریب سے ہوا میں نے دیکھا
الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ	کہ وہ اپنی قبر میں سرخ رنگ کے ٹیلے کے
یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ۔	پاس ہے۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے کہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی ایک جماعت تھی کہ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ اور یونس (علیہما السلام) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہہ رہے ہیں (صحیح مسلم ص)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ	مجھ پر کثرت سے جمعہ کے روز درود پڑھا کرو
الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ	کیونکہ وہ مشہود دن ہے۔ اس روز ملائکہ حاضر ہوتے
الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَا	ہیں۔ جو مجھ پر جمعہ کے دن درود بھیجتا ہے۔

يصلي علي إلا عرضت علي صلاته حتى يفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبي الله حي يرزق۔

تو مجھ پر اس کا درود پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود و سلام سے فارغ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت موت کے بعد بھی سنیں گے تو آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا ہر نبی زندہ ہے۔ اس کو رزق دیا جاتا ہے

ابن ماجہ ص۱۱۹، نیل الاوطار ص۲۱۰ ج۳، عون المعبود ص۴۰۵ ج۱، وفاء الوفاء للسمہودی۔
جلاء الافہام ص۳۳، ۴۴، جامع صغیر ص۵۴ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۲۱، مرقاۃ ص۲۱۱ ج۲، اشعۃ اللمعات۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے جو کہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام دنوں میں سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی۔ اسی دن ان کی روح قبض ہوئی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اور اسی دن قیامت کی بیہوشی ہوگی۔

فأكثروا علي من الصلاة فإن صلاتكم معروضة علي قال قالوا يا رسول الله كيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت قال يقولون بليت فقال إن الله عز وجل حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء۔

پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود بے شک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ قبر میں گھل چکے ہوں گے تو اس وقت ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا۔ تو آپ نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو مٹی بنائے۔

مشکوٰۃ ص۱۲۰، مرقاۃ ص۲۰۹ ج۲، اشعۃ اللمعات ص۶۱۳ ج۱، ابو داؤد ص۱۵۰ ج۱، نسائی ص۱۵۴ ج۱، ابن ماجہ ص۷۷، دارمی ص۱۹۵، مستدرک ص۲۷۸ ج۱، سنن کبریٰ ص۲۴۸ ج۳، نیل الاوطار ص۲۱۰-۲۱۱ ج۳،

جلاء الافہام ص۳۳، الصلوٰۃ والسلام ص، جامع صغیر ص، مدارج النبوۃ فارسی ج۲ ص۹۲

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حافظ الحدیث امام بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

صح عنه صلى الله عليه وسلم أن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء نتحصل من جملة هذا القطع بأنهم غيبوا عنا بحيث لا ندركهم وإن كانوا موجودين أحياء وذلك كالحال في الملائكة عليهم الصلاة والسلام فإنهم موجودون أحياء لا يراهم أحد من نوعنا إلا من خصه الله تعالى بكرامته وإذا تقرر أنهم أحياء

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ زمین انبیاء کرام کے جسموں کو نہیں کھاتی ایسے ارشادات سے یہ نتیجہ قطعی طور پر حاصل ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کرام زندہ ہیں۔ صرف وہ ہم سے غائب کر دیئے گئے ہیں۔ کہ ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے جیسا کہ فرشتوں کا معاملہ ہے۔ کہ وہ زندہ بھی ہیں۔ اور موجود بھی۔ لیکن ہم ان کو پا نہیں سکتے۔ ہاں جن پر اللہ تعالیٰ کرامت فرمائے۔ وہ انہیں دیکھ بھی سکتے ہیں یہ بات طے شدہ ہے کہ انبیاء کرام زندہ ہیں

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ص۷۹ ج۶ مطبوعہ بیروت)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امت محمدیہ کے عظیم محدث ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

قال أي رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله حرم على الأرض أي منعها وفيه مبالغة لطيفة أجساد الأنبياء أي من أن تأكلها فإن الأنبياء في قبورهم أحياء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے یہ اسی لئے تھا۔ کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام کے اس سوال کے بعد کہ بعد الوفات یہ صلوٰۃ

مُحْصَلُ الْجَوَابِ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَیُمْکِنُ لَهُمْ سَمَاعُ صَلٰوۃِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِمْ۔

وسلام کیسے پیش ہوگا؟ جواب میں یہ ارشاد فرمانا اس کا ماحصل ہی یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور شریفہ میں اسی طرح زندہ ہوتے ہیں کہ جو ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھے اُسے وہ خود سُن سکتے ہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۰۹ ج۲ مطبوعہ ملتان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ ازیں جا معلوم می شود کہ حیات انبیاء حیات حسی و دنیاوی است نہ مجرد و بقائے ارواح۔

(مدارج النبوۃ فارسی ص۹۲ ج۲)

شیخ محقق علیہ الرحمۃ اپنی دوسری تصنیف لطیف تکمیل الایمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو موت نہیں وہ زندہ اور باقی ہیں۔ ان کے واسطے وہی ایک موت ہے۔ جو ایک دفعہ آچکی۔ اس کے بعد اُن کی روحیں بدن میں لوٹا دی جاتی ہیں۔ اور جو حیات ان کو دنیا میں تھی وہی عطا فرماتے ہیں۔ (تکمیل الایمان ص۵۸)

علامہ شامی حنفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ

تحقیق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

(شامی شریف ص۳۲۵ ج۲ مطبوعہ مصر)

مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَمَا اَفَادَهٗ مِنْ ثُبُوْتِ حَیٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ حَیٰوۃً بِهَا یَتَعَبَّدُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ مَعَ اِسْتِغْنَائِهِمْ

ابن حجر نے فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اپنی قبروں میں عبادت کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔

عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ کَالْمَلٰٓئِکَۃِ ۲ مرلا مریۃ فیہ۔

اور وہ کھانے پینے سے اسی طرح بے نیاز ہیں جس طرح ملائکہ زندہ ہیں۔ مگر کھاتے پیتے نہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۰۹-۲۱۰ ج۲)

لہٰذا قرآن وسُنّت کی روشنی میں معلوم ہُوا کہ دیوبندی اور غیر مقلد اہلحدیث اہلِ سُنّت وجماعت نہیں ہیں۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دیوبندی اور غیر مقلد اہلحدیث حضرات کے اکابر کا عقیدہ ہے کہ لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء۔ وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔

اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہونا سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کا ہی خاصہ ہے۔ اِن کے علاوہ رحمۃ للعالمین کوئی بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ۱۷ ع۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ (پ۲۲ ع۹)

اور اے محبوب ہم نے تمکو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (پ۹ ع۲۰)

تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسُول ہوں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ

سرورِ عالم نُورِ مجسّم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ

ہر نبی صرف اپنی ہی قوم کی طرف

خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲)

مبعوث ہوتا رہا۔ اور میں سارے لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲، اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۹۹، مرقاۃ شریف ج۱۱ ص۲۹، صحیح مسلم شریف ص—)

قارئینِ کرام: جب اللہ تعالٰے کی ساری مخلوق کے رسول صرف رسول آخر الزماں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں تو (رحمۃ للعالمین) صرف سارے جہانوں کے لیے رحمت انہیں کا ہی خاصہ ہے۔ اور کسی کا خاصہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا دیوبندیوں اور وہابی اکابر کا عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف ہے اس لیے وہ اہلِ سنت وجماعت نہیں ہیں۔

حاضر وناظر

دیوبندی اور اہلِ حدیث غیر مقلدین نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر سمجھنا شرک قرار دیتے ہیں اور اہلِ سنت وجماعت اس کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۔ (پ۲۲ ع۳)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

شاہد کا معنٰے حاضر وناظر ہے۔ کیونکہ شاہد شہود اور شہادت سے مشتق ہے۔

مفردات امام راغب میں ہے۔

اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ ۔

شہود اور شہادت کا معنٰی حاضر ہونا مع مشاہدہ بصر یا بصیرت کے ساتھ۔

(مفردات ص۲۷۷ مطبوعہ مصر)

تفسیر کبیر۔ روح المعانی۔ مدارک۔ ابوالسعود۔ بیضاوی جمل اور جلالین میں ہے کہ آپ کا شاہد ہونا ان کے لئے ہے۔ جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تفسیر جلالین شریف کی عبارت پیش خدمت ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا عَلٰى مَنْ اُرْسِلْتُ اِلَيْهِمْ ۔ (تفسیر جلالین ص۳۵۵)

آپ کو ہم نے حاضر ناظر بنا کر بھیجا ان پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں۔

صحیح مسلم شریف میں نبی پاک صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً (صحیح مسلم شریف ص — مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲)

میں اللہ کی تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (پ۲ ع۱)

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہیں۔

شہید بھی شہادت سے مشتق ہے۔ شہادت کا معنٰی حضور مع المشاہدۃ ہے۔

علامہ طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ علامہ طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ نے مجمع بحار الانوار میں جو کہ کتب حدیث کی لغت ہے۔ میں فرمایا ہے۔

اَنَا شَهِيْدٌ اَیْ اَشْهَدُ عَلَيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ فَكَاَنِّیْ بَاقٍ مَعَكُمْ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰی هٰؤُلَاءِ اَیْ اَشْفَعُ وَاَشْهَدُ بِاَنَّهُمْ بَذَلُوْا اَرْوَاحَهُمْ لِلّٰهِ ۔

میں شہید ہوں یعنی میں تم پر تمہارے اعمال کی شہادت دوں گا۔ پس گویا میں تمہارے ساتھ باقی ہوں اور طبرانی میں اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰی هٰؤُلَاءِ وارد ہوا ہے یعنی میں شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا۔ اس بات کی کہ انہوں نے اپنی روحوں کو اللہ تعالٰی کے

لئے خرچ کیا ہے۔ (مجمع بحار الانوار ص۲۲۰ ج۲)

امام خازن علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

شُہُودٌ اَیْ حُضُوْرٌ۔

شہود یعنی حاضر ہونا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ مَنْ تَرَکَ دَیْناً فَعَلَیَّ (نسائی شریف ص۲۷۰ ج۱)

میں ہر مومن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں جس نے قرضہ چھوڑا اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِلْعٰلَمِیْنَ (پ۱۷ ع۷)

اور ہم نے نہیں بھیجا۔ آپ کو اے محمد مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اس آیۃ شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ۔

وَکَوْنُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحْمَۃً لِلْجَمِیْعِ بِاعْتِبَارِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَاسِطَۃُ الْفَیْضِ الْاِلٰہِیِّ عَلَی الْمُمْکِنَاتِ عَلٰی حَسَبِ الْقَوَابِلِ وَلِذَا کَانَ نُوْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ الْمَخْلُوْقَاتِ فَفِی الْخَبَرِ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی نُوْرُ نَبِیِّکَ [illegible]

اور تمام جہانوں کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات پر ان کی قابلیت واستعداد کے موافق فیض الٰہی کا واسطہ عظمیٰ ہیں۔ اسی لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول مخلوقات ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں

وَجَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْمُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ وَلِلصُّوْفِیَۃِ قُدِّسَتْ اَسْرَارُہُمْ فِیْ ہٰذَا الْفَصْلِ کَلَامٌ فَوْقَ ذٰلِکَ۔ (تفسیر روح المعانی ص۱۰۵ ج۱۷)

آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور حضرات صوفیاء قدست اسرارہم کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے بڑھ چڑھ کر آتا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر روح البیان میں اسی آیۃ شریفہ کے تحت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قَالَ فِیْ عَرَائِسِ الْبَقْلِیْ اَیُّہَا الْفَہِیْمُ اِنَّ اللّٰہَ اَخْبَرَنَا اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَا خَلَقَہٗ ثُمَّ خَلَقَ جَمِیْعَ الْخَلَائِقِ مِنَ الْعَرْشِ اِلَی الثَّرٰی مِنْ بَعْضِ نُوْرِہٖ فَاِرْسَالُہٗ اِلَی الْوُجُوْدِ وَالشُّہُوْدِ رَحْمَۃٌ لِکُلِّ وُجُوْدٍ اِذَا الْجَمِیْعُ صَدَرَ مِنْہُ فَکَوْنُہٗ کَوْنُ الْخَلْقِ وَکَوْنُہٗ سَبَبُ وُجُوْدِ الْخَلْقِ وَسَبَبُ رَحْمَۃِ اللّٰہِ عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ فَہُوَ رَحْمَۃٌ کَافِیَۃٌ وَاَخْبَرَہُمْ اَنَّ جَمِیْعَ الْخَلَائِقِ صُوْرَۃٌ مَخْلُوْقَۃٌ مَطْرُوْحَۃٌ فِیْ فَضَاءِ الْقُدْرَۃِ بِلَا رُوْحِ الْحَقِیْقَۃِ مُنْتَظِرَۃٌ لِقُدُوْمِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا قَدِمَ اِلَی الْعَالَمِ صَارَ الْعَالَمُ

اے فہیم! ہمیں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نور محمدی تمام مخلوق سے پہلے ہے اس کے بعد جملہ مخلوق عرش سے تحت الثریٰ تک آپ کے نور سے پیدا ہوئی ہے۔ اس معنے پر آپ عالم وجود وشہود کے رسول اور کل موجودات کے لئے رحمت ہیں۔ پس تمام کے تمام آپ سے ہی صادر ہوئے اور جملہ خلائق کے وجود اور جمیع مخلوق پر رحمت کے سبب ہیں یوں کہئے۔ کہ آپ جملہ عالم کے ذرہ ذرہ کے لئے رحمت ہیں اور معلوم ہوا کہ جمیع مخلوق فضاء قدرت میں بلا روح پڑی تھی۔ اور حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی منتظر تھی جب آپ تشریف لائے تو جملہ عالم کو زندگی ملی کیونکہ آپ جملہ عالم کی روح ہیں۔

حَيَاتُہٗ بِوُجُوْدِہٖ لِاَنَّہٗ رُوْحُ جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ۔

(تفسیر روح البیان صفحہ ۵۲۸ جز ۲۷، مطبوعہ بیروت)

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ (پ ۲۶ ع ۱۳)

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (پ ۲۱ ع ۱۷)

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (پ ۱۱ ع ۵)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰہُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (پ ۱۱ ع ۲)

اور تم فرماؤ۔ کام کرو۔ اب تمہارے کام دیکھے گا۔ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عقیدہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ۔

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا۔

بخاری صفحہ ۱۰۳۵ ج ۲، فتح الباری صفحہ ۲۸۳ ج ۱۲، عمدۃ القاری صفحہ ۱۴۰ ج ۲۴، ارشاد الساری صفحہ ۱۱۳ ج ۱۰، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۴، اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۶۴۰ ج ۳، مرقاۃ صفحہ ۲۷ ج ۹، ابو داؤد صفحہ ۳۲۹ ج ۲، عون المعبود صفحہ ج، جامع ترمذی صفحہ ۵۲ ج ۲، مواہب اللدنیہ صفحہ ج، زرقانی شریف صفحہ ۲۸۹ ج ۲، صحیح مسلم شریف صفحہ ۲۴۲ ج ۲)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ المحدثین علی الاطلاق بالاتفاق عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ایں بشارت است بُرائیاں جمال اورا درخواب کہ آخر بعد از ارتفاع کدورات نفسانیہ وقطع علائق جسمانیہ بمرتبہ برسند کہ بے حجاب کشفاً وعیاناً در بیداری بایں سعادت فائز باشند چنانچہ اہل خصوص از اولیا را میسا شدہ برایں معنی ایں حدیث دلیل میشود بر صحت رؤیت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در یقظہ۔

یہ بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو آپ کے جمال کو خواب میں دیکھتے ہیں۔ کہ وہ آخر میں نفسانی تاریکیوں کے بعد اور جسمانی موانع کے ختم کے بعد اس مرتبہ میں پہنچتے ہیں۔ کہ بغیر حجاب ظاہر با ہر حالت بیداری میں اس سعادت سے بہرہ مند ہوں گے۔ جیسا کہ اولیاء اللہ ہیں۔ عالم بیداری میں انکو زیارت ہوتی ہے۔ اس معنی کے بنا پر یہ حدیث دلیل ہے۔ کہ بیداری میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صحیح اور درست ہے۔

(اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۶۲۴ جلد ۲)

وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء اُمت است کہ یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال اُمت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آں حضرت را مفیض و مربی است۔

اور باوجود اسقدر اختلافات اور بکثرت مذاہب کے جو علماء اُمت میں ہیں۔ ایک کو اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم و باقی ہیں۔ اور اعمال اُمت پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔

(مکتوبات شریف بر حاشیہ اخبار الاخیار شریف صفحہ ۱۶۱)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ پھر کہے اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتك

(ابن ماجہ شریف ص۵۶، ابوداؤد ص۶۷/ج۱، سنن کبرےٰ ص۲۴۲/ج۲)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عقیدہ

امام المحدثین قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔

إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ أَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

میں جس وقت مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ تو کہتا ہوں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(شفاء شریف ص۵۲ ج۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے اس بیان سے اظہر من الشمس ہے کہ جس مسجد میں بھی وہ داخل ہوں تو اس وقت وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ندا اور خطاب کے ساتھ سلام عرض کرتے ہیں۔

سیدنا عمرو بن دینار رضی اللہ عنہٗ کا عقیدہ

علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہٗ (جو کہ تابعی ہیں)

اللہ تعالیٰ کے فرمان إِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ کی تفسیر فرماتے ہیں۔

إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو سلام ہو نبی پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

(شفاء شریف ص۵۲ ج۲)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

عمرو بن دینار رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے مندرجہ بالا ارشاد کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

لِأَنَّ رُوْحَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اس لئے کہ نبی پاک علیہ السلام کی

حَاضِرٌ فِي بُيُوْتِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ

روح مبارک ہر مسلمان کے گھر میں حاضر اور موجود ہے۔

(شرح شفاء ص۴۶۴/ج۳ مطبوعہ بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ قسطلانی، علامہ عبدالباقی علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

وَيَحْتَمِلُ أَنْ يُقَالَ عَلٰى طَرِيْقِ أَهْلِ الْعِرْفَانِ الْمُصَلِّيْنَ أَنَّمَا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَكُوْتِ بِالتَّحِيَّاتِ أُذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُوْلِ فِي حَرِيْمِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ فَقَرَّتْ أَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّهُوْا عَلٰى ذٰلِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبَرَكَةِ مُتَابَعَتِهٖ فَالْتَفَتُوْا فَإِذَا الْحَبِيْبُ فِي حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ فَأَقْبَلُوْا عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انھیں حی لا یموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں۔ تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انھیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے۔

یعنی دربار خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں حضور کو دیکھتے ہی السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔"

(فتح الباری جلد ثانی مطبوعہ مصر ص۲۵۰)

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۲ ص۱۱۱ اور مواہب اللدنیہ جلد ثانی ص۲۳، زرقانی شرح مواہب جلد ۷ ص۳۲۹/۳۳۰، زرقانی شرح مؤطا امام مالک جلد اوّل ص۱۷۱، صعایہ جلد ثانی صفحہ ۲۲۷، فتح الملہم جلد ثانی ص۱۴۳، وجز والمسالک جلد اول ص۲۶۵)

علم غیب عطائی

دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث کے اکابر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب عطائی کو بھی شرک قرار دیتے ہیں بلکہ ابوجہل جیسا مشرک کہتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے اولین اور آخرین کے حالات کو جاننے والا اور غیب کی باتیں بتانے والا کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ۴ ع ۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

اس آیۃ کے تحت امام اجل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

اَلْمَعْنٰى لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ اَنْ يَّصْطَفِيَ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَيُطْلِعُهٗ عَلَى الْغَيْبِ

معنےٰ یہ ہیں کہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

(تفسیر جلالین شریف ص۶۶)

علامہ حقی کا عقیدہ

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اسی آیۃ کے تحت فرماتے ہیں کہ

فَاِنَّ غَيْبَ الْحَقَائِقِ وَالْاَحْوَالِ لَا يَنْكَشِفُ بِلَا وَاسِطَةِ الرَّسُوْلِ۔

پس حقائق اور حالات کے غیب نہیں ظاہر ہوتے بغیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے۔

(تفسیر روح البیان ص۱۳۲ ج۲ مطبوعہ بیروت)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ (پ۵ ع ۱۴)

اور تم کو سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المفسرین فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اَیْ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالْغَيْبِ۔

یعنی احکام اور غیب

(تفسیر کبیر ص ج مطبوعہ مصر)

امام نسفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام نسفی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

يَعْنِيْ مِنْ اَحْكَامِ الشَّرْعِ وَاُمُوْرِ الدِّيْنِ وَقِيْلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَقِيْلَ مَعْنَاهُ عَلَّمَكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطْلَعَكَ عَلٰى ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَكَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِيْنَ وَكَيْدِهِمْ مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ۔

یعنی شریعت مطہرہ کے احکام اور امور دین سکھائے اور کہا گیا ہے کہ آپ کو علم غیب میں وہ باتیں سکھائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنےٰ یہ ہیں کہ آپ کو چھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے رازوں پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکر و فریب آپ کو بتا دیئے۔ امور دین سکھائے چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے راز بتائے۔

(تفسیر مدارک التنزیل ص۱۹۰ ج۱ مطبوعہ بیروت)

علامہ کاشفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ کاشفی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت فرمایا ہے۔

از علم ما کان و ما یکون ہست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بداں حضرت عطا

یہ ما کان اور ما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں

فرمود چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما یکون۔

(تفسیر حسینی فارسی ص ۱۲ مطبوعہ)

یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عطا فرمایا چنانچہ حدیث معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا پس ہم نے سارے گزرے ہوئے اور آئندہ ہونے والے واقعات معلوم کر لئے۔

خداوند کریم جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔

(پ ع ۱۱)

الرحمٰن نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔

علامہ خازن علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر خازن میں اس آیات کے تحت لکھا ہے کہ

قِيْلَ اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِيْ بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نُبِّئَ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔

کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کہ ان کو اگلے پچھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگلوں اور پچھلوں کی اور قیامت تک کے دن کی خبر دے دی گئی ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

نے اپنی تفسیر مظہری میں فرمایا ہے۔

وَعَلَّمَكَ الْعُلُوْمَ بِالْاَسْرَارِ وَالْمُغَيَّبَاتِ ۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسرار و مغیبات کے علوم عطا فرمائے۔

(تفسیر مظہری ص)

علامہ جار اللہ زمخشری

نے اپنی تفسیر کشاف میں فرمایا ہے۔

مِنْ مُغَيَّبَاتِ

خفیہ امور۔ لوگوں کے دلوں کے

الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ اَوْ مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ

حالات امور دین۔ اور احکام شریعت

(تفسیر کشاف ص ۵۶۳ ج ۱ مطبوعہ بیروت)

علامہ بغوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

تفسیر معالم التنزیل میں انہیں آیات طیبات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَيْ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِيْ بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ ۔ (تفسیر معالم التنزیل ص)

اللہ تعالیٰ نے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی ساری اگلی پچھلی باتوں کا بیان سکھا دیا۔

پس قرآن و حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا۔ کہ دیوبندی اور اہلحدیث غیر مقلدین اہلسنت و جماعت نہیں ہیں۔

Ishaate Islam

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا و آخرت کا علم

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی۔ ولی کو اپنے حال اور دوسرے کے حال کا بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے دنیا میں قبر میں اور حشر میں کیا کرے گا۔[1]

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دنیا و آخرت و مافیہا کا علم عطا فرمایا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ کہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔ (پ ۴ ع ۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ ۲۹ ع ۱۲)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (پ ۷ ع ۱۵)

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں۔ ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے

ان آیات سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کو غیب پر مطلع فرمایا ہے۔ بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بھی آسمانوں اور زمینوں کی ساری بادشاہی اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے۔

---

[1] حاشیہ صفحہ ۲۰۳ پہ دیکھیں۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے ص ۲۱ جلد ۲ پر كَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ

اِنَّ اللّٰهَ اَرٰى اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَشَفَ لَهٗ ذٰلِكَ فَتَحَ عَلَيَّ اَبْوَابَ الْغُيُوْبِ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۱ ج ۲ مطبوعہ ملتان)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھلائے اور ان کے لئے ان سب کو کشف فرما دیا اور حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حدیث کے الفاظ کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری اصلی حنفی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ کہ

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ اَيْ جَمِيْعُ الْكَائِنَاتِ الَّتِيْ فِي السَّمٰوٰتِ بَلْ وَمَا فَوْقَهَا كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ وَالْاَرْضُ هِيَ بِمَعْنَى الْجِنْسِ اَيْ وَجَمِيْعُ مَا فِي الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ بَلْ وَمَا تَحْتَهَا كَمَا اَفَادَهٗ اِخْبَارُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الثَّوْرِ وَالْحُوْتِ اللَّذَيْنِ عَلَيْهِمَا الْاَرَضُوْنَ كُلُّهَا۔ (مرقاۃ شریف ص ۲۱ ج ۲ مطبوعہ ملتان)

ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے آسمانوں بلکہ ان سے اوپر کی تمام کائنات کا بھی علم مراد ہے۔ جیسا کہ واقعہ معراج سے مستفاد ہے۔ اور ارض بمعنی جنس ہے۔ یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں۔ معلوم ہو گئیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثور۔ حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی یہ حدیث شریف بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جنتی ہونا بیان فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ وَرَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴۔ مرقاۃ شریف ص ۲۷۸ ج ۱۱ اشعۃ اللمعات فارسی ص [illegible])

جس مسلمان نے مجھے دیکھا اور میرے دیکھنے والے کو دیکھا اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَطَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعْدُ بْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعِیْدُ بْنِ زَیْدٍ فِی الْجَنَّۃِ وَاَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّۃِ۔ (ترمذی ص۲۱۶ ج ۲)

حضرت ابوبکر جنت میں۔ عمر جنت میں عثمان جنت میں۔ علی جنت میں۔ طلحہ جنت میں۔ زبیر جنت میں۔ عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں۔ سعد بن ابی وقاص جنت میں۔ سعید بن زید جنت میں اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ قرآنِ پاک میں حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔

وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ (پ۱۵ ع ۲۱)

اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

اِس آیہ شریفہ کی تفسیر مختلف مستند مفسرین کی مستند کتب تفاسیر کی روشنی میں پڑھئے۔

علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اَیْ عِلْمُ الْغَیْبِ

(تفسیر قرطبی ص۱۶ ج ۱۶ مطبوعہ بیروت)

اور ہم نے (خضر علیہ السلام کو) اپنے پاس سے علم دیا یعنی علمِ غیب۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا ہے۔

وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اَیْ عِلْمًا لَا یُکْتَنَہُ وَلَا یُقَادَرُ قَدْرُہٗ وَھُوَ عِلْمُ الْغُیُوْبِ۔

(تفسیر روح المعانی ص۳۳۰ ج ۱۶)

اور ہم نے (خضر علیہ السلام کو) اپنے پاس سے علم دیا جس کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اور نہ کوئی کسے مرتبہ کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اور علمِ غیب ہے۔

علامہ ابو سعود حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ

وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اَیْ خَاصًّا لَا یُکْتَنَہُ کُنْہُہٗ وَلَا یُقَادَرُ قَدْرُہٗ وَھُوَ عِلْمُ الْغُیُوْبِ۔ (تفسیر ابو السعود ص۵۲۶ ج ۲ برحاشیہ تفسیر کبیر)

اور ہم نے (حضرت خضر علیہ السلام کو) اپنے پاس سے خاص علم دیا جس کی حقیقت اور مرتبہ کو کوئی نہیں جانتا اور وہ علم غیوب ہے۔

وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ھُوَ عِلْمُ الْغَیْبِ۔ (تفسیر روح البیان ج ۲۷۵)

اور ہم نے (خضر علیہ السلام کو) اپنے پاس سے علم دیا جو کہ علم غیوب ہے۔

ناظرین! خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کے متعلق اختلاف ہے مگر ولی ہونے کے متعلق سب کا اتفاق ہے۔ اگر خضر علیہ السلام کی یہ شان علمی ہے تو سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی شان کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرنا کس قدر جہالت اور ساہانت ہے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ

قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر مخلوق کی ابتداء سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اسکو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

صحیح بخاری شریف ص۴۵۳، فتح الباری ص۴۸۶ ج ۶ عمدۃ القاری ص۱۱۰ ج ۱۵ مشکوٰۃ شریف ص۵۰۶ ارشاد الساری ص۲۵۰ ج ۵ اشعۃ اللمعات فارسی ص۴۴۰ ج ۴ مرقاۃ شریف ص۱۱۲ ج ۱۱ مظاہر حق ص۴۰ ج ۴۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لَقَدْ حَدَّثَنِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا یَکُوْنُ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ۔

(صحیح مسلم شریف ص۳۹۰ جلد ۲)

البتہ تحقیق مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ جو کچھ ہوگا۔ یہانتک کہ قیامت قائم ہو۔

---

[1] دیوبندیوں۔ اہلحدیثوں۔ تبلیغیوں اور مودودیوں کے نام نہاد مجدد مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے لکھا ہے کہ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نبی کو۔ نہ ولی کو۔ نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان ص۲۴ مطبوعہ دہلی)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

علامہ قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی سیرتِ مصطفےٰ پر لکھی ہوئی شہرہ آفاق کتاب مواہب اللدنیہ میں حدیث شریف درج فرماتی ہے کہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ

مواہب اللدنیہ شریف صفحہ ۱۹۳ جلد ۲ مطبوعہ بیروت۔

زرقانی شریف صفحہ جلد مطبوعہ بیروت۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو بلند فرمایا قیامت تک اس میں جو کچھ ہونے والا ہے۔ میں اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔

دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّیْ الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲)

مجھے ایسا عمل بتایئے جسے اختیار کرنے سے میں جنت جاؤں۔ فرمایا (وہ عمل یہ ہے کہ) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اور نماز قائم کرے۔ اور فرض شدہ زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان شریف کے روزے رکھے۔ (یہ سنکر) اس اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نہ اس سے کچھ زیادہ کروں گا۔ اور نہ اس میں سے کچھ کم کروں گا۔ جب وہ اعرابی پست پھیر کر چلا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص اس بات سے مسرت محسوس کرے کہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو وہ اس

آدمی کو دیکھ لے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی اس آدمی کے جنتی ہونے کے متعلق فرما دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ عَلِیٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ۔ (جامع ترمذی صفحہ ۲۲۰ جلد ۲)

جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ علی عمار۔ سلمان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ۔ (جامع ترمذی

مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۰ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۱۶ جلد ۴ مرقاۃ صفحہ ۲۴۳ جلد ۲)

حضرت عیسےٰ بن مریم زمین پر اُتریں گے۔ تو نکاح کریں گے۔ اور اُن کی اولاد ہو گی۔ اور پینتالیس سال قیام فرمائیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا۔ اور میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

نبی غیب دان سیدِ مرسلاں جناب محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔ (جامع ترمذی صفحہ ۲ جلد ۲ انصب امت فارسی)

مومن کی فراست سے ڈرو۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

ملا علی قاری حنفی قدس سرہ النورانی کا عقیدہ

اَلنُّفُوْسُ الزَّکِیَّۃُ الْقُدُسِیَّۃُ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّۃِ خَرَجَتْ وَاتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَلَمْ یَبْقَ لَہٗ حِجَابٌ فَتَرٰی الْکُلَّ کَالْمُشَاھِدِ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۶ ج۲)

حضرت ملا علی قاری حنفی مکی علیہ الرحمۃ جو کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک بھی مستند ہیں۔ فرماتے ہیں۔

پاک اور صاف نفوس جب بدنی علاقوں سے خالی ہو جاتے ہیں۔ تو ترقی کرتے ہوتے ملاء اعلےٰ سے مل جاتے ہیں۔ اور اُن پر کوئی حجاب اور پردہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ تمام اشیاء کو اس طرح دیکھتے ہیں۔ جیسے وہ سامنے ہیں۔

امام ربانی علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کا عقیدہ

علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اپنے شیخ سید علی خواص علیہ الرحمۃ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے۔

لا تکمیلُ الرَّجلِ عِنْدَنَا حتّٰی یَعْلَمَ حَرَکَاتِ مُرِیْدِہٖ فِیْ اِنْتِقَالِہٖ فِی الْاَصْلَابِ وَھُوَ مِنْ یَوْمِ اَلَسْتُ اِلٰی اِسْتِقْرَارِہٖ فِی الْجَنَّۃِ اَوْ فِی النَّارِ۔
(کبریت احمر برحاشیہ الیواقیت والجواہر ص ـــ مطبوعہ مصر)

ہمارے نزدیک مردِ کامل اُس وقت تک کوئی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مرید کی حرکات نبی کو روزِ میثاق سے لے کر اُس کے جنت یا دوزخ میں داخل ہونے تک نہ جان لے۔

علامہ سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی دوسری تصنیف لطیف طبقات الکبرےٰ میں ولی کامل کے علم کے متعلق فرماتے ہیں کہ

اِطَّلَعَہٗ عَلٰی غَیْبِہٖ حَتّٰی لَا تَنْبُتُ شَجَرَۃٌ وَلَا تَخْضَرُّ وَرَقَۃٌ اِلَّا بِنَظْرِہٖ

اللہ تعالیٰ (ولی اللہ کو) اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ یہاں تک جو درخت اُگتا ہے۔ اور جو پتا بھی سرسبز ہوتا ہے اس آنکھ کے سامنے ہوتا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ ص۱۲۳ مطبوعہ مصر)

لہ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ وہ رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہِ اقدس کے حضوری ہیں۔ جن کے متعلق دیوبندیوں کے مولوی انورشاہ صاحب کشمیری نے لکھا ہے کہ انہوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صحیح بخاری پڑھکر سناتی ہے۔ (فیض الباری ص ـــ مطبوعہ ملتان)

قطبِ زماں حضرت عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

جن کو دیوبندی اکابر بھی بزرگ اور ولی اللہ تسلیم کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں۔

مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ فِیْ نَظْرِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِلَّا کَحَلْقَۃٍ مُلْقَاۃٍ فِیْ فَلَاۃٍ مِنَ الْاَرْضِ
(الابریز ص۲۴۲ مطبوعہ مصر)

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسی ہیں۔ جیسے ایک میدان لق و دق میں ایک چھلا پڑا ہو۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

عارفین کاملین پر ہر چیز روشن اور ظاہر ہو جاتی ہے۔ امورِ غائبہ بھی منکشف ہو جاتے ہیں۔ (لمعات فارسی ص۱۳۱ لمعہ نمبر۲۱)

اولیاء اللہ کو لوگوں کے دِلوں کے حالات اور آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا علم ہوتا ہے۔ (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ص۵۶)

قارئین کرام:- تمام موضوعات کا ثبوت قرآن وحدیث سے پیش کیا گیا ہے جس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کے عقائد اور نظریات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ لیکن دیوبندی اور اہلحدیث غیرمقلدین حضرات کے نزدیک یہ تمام عقائد کفر و شرک اور حرام ہیں۔ اور پھر اہلسنت وجماعت کا دعوےٰ کریں۔ تو یہ صریحاً دھوکا اور ابلہ فریبی ہے۔ لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ یہ اہلسنت وجماعت نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ